مرغوب الفقہ

۵

کتاب الجنائز

از

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر

جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مرغوب الفقہ جلد:۵

کتاب الجنائز

جنازہ کے موضوع پر درج ذیل: ۱۰/رسائل اور ایک مقالہ کا محقق و مدلل مجموعہ:

جنازہ کا اعلان..................	نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق کون؟..................	
غائبانہ نماز جنازہ............	جنازہ کے چار مسائل اور ان کے دلائل..................	
میت کی منتقلی........................	عورتوں کا قبرستان جانا اور جنازہ و تدفین میں شرکت کرنا	
ایصال ثواب....................	موت اور متعلقات موت کی دعائیں..................	
تعزیت اور ہمارا غلو.....	جنازہ کے نو (۹) مسائل...	کرونا وائرس اور چند مسائل.......

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

اجمالی فہرست رسائل

۱	جنازہ کا اعلان.........	۲۰
۲	نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق کون؟...	۴۰
۳	غائبانہ نماز جنازہ.........	۶۲
۴	جنازہ کے چار مسائل اور ان کے دلائل....	۸۱
۵	میت کی منتقلی.........	۱۱۹
۶	عورتوں کا قبرسان جانا اور جنازہ وتدفین میں شرکت کرنا	۱۵۹
۷	ایصال ثواب.........	۱۸۰
۸	موت اور متعلقات موت کی دعائیں.......	۲۰۱
۹	تعزیت اور ہمارا غلو.........	۲۲۰
۱۰	جنازہ کے نو (۹) مسائل.........	۲۵۴
مقالہ	کرونا وائرس اور چند مسائل.........	۳۲۲

فہرست رسالہ:''جنازہ کا اعلان''

پیش لفظ..	۲۱
آپ ﷺ نے جنازہ کا اعلان کرنے سے منع فرمایا..................	۲۳
جنازہ کا اعلان کرنا جاہلیت کے عمل میں سے ہے................................	۲۴
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا موت کی کسی کو اطلاع نہ کرنے کا حکم............	۲۴
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا لوگوں کی مشغولی کے وقت مردے کو دفن کرنا.....	۲۵
حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کی وصیت کہ: مجھے چپکے سے دفن کر دینا.......	۲۵
عمرو بن میمون رحمہ اللہ کے حکم کے باوجود جنازے کی اطلاع نہ دینا.........	۲۶
ابووائل رضی اللہ عنہ کی وصیت کہ: میری موت کی اطلاع کسی کو نہ دینا..........	۲۶
ابومیسرہ اور علقمہ رضی اللہ عنہما کی موت کی اطلاع نہ کرنے کی وصیت..........	۲۷
حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی وصیت کہ: میری موت کی اطلاع کسی کو نہ دینا........	۲۷
جب جنازے میں چار افراد ہو جائیں تو کسی کو جنازہ کی اطلاع مت دو.........	۲۸
حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کا موت کی اطلاع نہ کرنے کی وصیت کرنا.......	۲۸
سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کا ارشاد کہ: میری موت کی اطلاع کسی کو نہ دینا.........	۲۸
حضرت مطرف رحمہ اللہ کا ارشاد کہ: میری موت کی اطلاع کسی کو نہ دینا.........	۲۹
میرے جنازے کی اطلاع میری مسجد والوں کو بھی مت دینا....................	۲۹
حضرت شریح رحمہ اللہ کا اولاد کو ازدحام کے ڈر سے رات میں دفن فرمانا.......	۲۹
رشتہ دار اور دوستوں کو اطلاع دینے کی اجازت..............................	۳۰
فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات..	۳۱

بعض احادیث وآثار سے جواز اعلان کا استدلال قابل نظر ہے................	۳۳
آپ ﷺ کا نجاشی کی وفات کی خبر دینا..	۳۳
آپ ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی..	۳۳
آپ ﷺ کا حکم کہ: مجھے میت کی اطلاع کرو.....................................	۳۴
علی رضی اللہ عنہ کسی کے جنازے پر بلائے جاتے تو تشریف لے جاتے........	۳۶
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازے پر بلائے گئے تو تشریف لے گئے................	۳۶
خاتمہ: ......نماز جنازہ اور تجہیز وتکفین میں تعجیل مطلوب ہے......................	۳۷
فقہاء کی عبارتیں..	۳۸
بڑے مجمع کی امید پر نماز جنازہ کی تاخیر مکروہ ہے..................................	۳۹

فہرست رسالہ ''نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق کون؟''

عرض مرتب..	۴۱
نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے؟........................	۴۲
احادیث وآثار..	۴۳
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محلّہ کے امام کو نماز کا مستحق سمجھتے تھے............	۴۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی..	۴۴
حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے ولی ہوتے ہوئے امام سے نماز پڑھائی.......	۴۶
ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے امام سے نماز پڑھائی' اور فرمایا کہ: یہی سنت ہے......	۴۶
ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے محلّہ کے امام حضرت اسود رحمہ اللہ کو جنازہ کا امام بنایا...	۴۷
سالم' قاسم' طاؤس' مجاہد اور عطاء رحمہم اللہ امام محلّہ کو آگے کرتے تھے.........	۴۷
حضرت غنام بن طلق رحمہ اللہ نے محلّہ کے امام سے نماز پڑھائی...............	۴۷
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ نے امام سے نماز پڑھائی............	۴۸
محلّہ کے امام صاحب نہ ہوں تو نائب امام نماز پڑھائے...............	۴۸
حضرت طلحہ اور حضرت زبید رحمہما اللہ نے محلّہ کے امام کو آگے کیا...............	۴۹
حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت علقمہ رحمہما اللہ محلّہ کے امام کو آگے کرتے تھے....	۴۹
حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: محلّہ کا امام جنازہ پڑھائے.....	۴۹
فقہاء کی تصریحات..	۵۰
اکابر علماء دیوبند کے چند فتاوی..	۵۲
محلّہ کے امام سے نماز جنازہ نہ پڑھوانے کے مفاسد........................	۵۳

محلّہ کے امام اور جامع مسجد کے امام میں مستحق کون ہے؟........................	۵۴
ولی کی اجازت بھی ضروری نہیں..	۵۴
شرعی عذر کی وجہ سے امام سے ناراضگی ہوتو دوسرے سے جنازہ پڑھوانا........	۵۴
کسی کے بارے میں نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت باطل ہے.................	۵۵
ولی کے مستحق ہونے کی روایت..	۵٦
نماز جنازہ کی وصیت کی روایت...	۵٦

فہرست رسالہ ’’غائبانہ نماز جنازہ‘‘

نماز جنازہ کی ایک شرط یہ ہے کہ جنازہ سامنے ہو................	۶۴
نجاشی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ................	۶۴
نجاشی رحمہ اللہ کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا تھا................	۶۵
نجاشی رحمہ اللہ کا اعزاز................	۶۶
آنحضرت ﷺ کا کسی صحابی وشہید پر غائبانہ نماز نہ پڑھنا................	۶۷
بیر معونہ کا واقعہ اور کسی شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھنا................	۶۸
غزوۂ موتہ کے شہداء پر نماز جنازہ نہ پڑھنا................	۶۹
نجاشی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کے جوابات................	۷۰
نجاشی رحمہ اللہ پر نماز جنازہ کی خصوصیت کی وجہ................	۷۲
نجاشی رحمہ اللہ پر حبشہ میں کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی................	۷۳
غائبانہ نماز جنازہ کی دوسری دلیل................	۷۵
اس دلیل کے جوابات................	۷۵
واقعہ کے راوی کا زندگی بھر عمل نہ کرنا................	۷۶
معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ پر غائبانہ نماز جنازہ کی وجہ................	۷۶
اس روایت پر ایک نظر................	۷۷
احادیث میں غائبانہ نماز جنازہ کے صرف دو واقعے ہیں۔ خلفاء اربعہ کا عمل..	۷۸
ایک سوال کا دلچسپ جواب................	۷۹
آپ ﷺ کا میت پر نماز پڑھنے کی حرص کے باوجود غائبانہ نماز نہ پڑھنا...	۷۹

فہرست رسالہ ”جنازہ کے چار مسائل اور ان کے دلائل“

(۱)......نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں رفع یدین نہیں..............	۸۲
نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کا اٹھانا..............	۸۳
آپ ﷺ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے..............	۸۴
ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے..............	۸۵
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے	۸۵
حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے..............	۸۵
حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے..............	۸۶
حضرت حسن بن عبیداللہ رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے..............	۸۶
حضرت سوید رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے..............	۸۷
(۲)......نماز جنازہ میں قرأت..............	۸۸
پیش لفظ..............	۸۹
آپ ﷺ نے فرمایا: نماز جنازہ میں اخلاص کے ساتھ دعا کرو..............	۹۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں حمد، درود اور دعا پر اکتفا فرماتے..............	۹۱
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں دعا پڑھتے تھے..............	۹۲
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے......	۹۳
فرمان ابن مسعود رضی اللہ عنہ: نماز جنازہ میں جو بہتر دعا ہو وہ اختیار کرو......	۹۳
نماز جنازہ میں قرآن کے کسی حصہ کی بھی قرأت نہیں ہے..............	۹۴
حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نماز جنازہ میں قرائت نہیں..............	۹۴

نماز جنازہ میں: حمد، درود، دعا اور سلام..	۹۴
نماز جنازہ میں: حمد، درود، دعا اور سلام..	۹۵
نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے..	۹۵
حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے............	۹۶
ہم نے نماز جنازہ میں قرأت کرنے کے بارے میں نہیں سنا..................	۹۷
حضرت طاؤس اور حضرت عطاء رحمہما اللہ قرأت کا انکار کرتے تھے........	۹۷
بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نماز جنازہ میں قرأت کو نہیں جانتا....	۹۷
محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے........	۹۸
سورۂ فاتحہ صرف رکوع وسجود والی نماز ہی میں پڑھی جاتی ہے................	۹۸
نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجازت چاہنے پر جواب دیا: نہیں........	۹۸
خاتمہ...... چند مفید باتیں..	۹۹
(۳)...... مسجد میں نماز جنازہ..	۱۰۴
پیش لفظ...	۱۰۵
آپ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ، جنازہ پڑھنے کی جگہ میں پڑھائی.........	۱۰۷
زانی کو جنازہ کی جگہ کے قریب مسجد نبوی سے متصل سنگسار کیا گیا..............	۱۰۷
آپ ﷺ جنازہ کی جگہ میں ہمیشہ نماز جنازہ پڑھاتے..........................	۱۰۸
عہد نبوی ﷺ میں کسی کی بھی نماز جنازہ مسجد نبوی میں نہیں پڑھی گئی.........	۱۰۸
آپ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مصلی جنائز میں پڑھی......	۱۰۹
حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ قبرستان میں ہوئی..	۱۰۹

جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے.............	۱۱۰
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے.....................	۱۱۰
حضرات تابعین رحمہم اللہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے......................	۱۱۱
عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سپاہی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے....	۱۱۲
مروان کے سپاہی لوگوں کو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے تھے.........	۱۱۳
(۴)......نماز جنازہ اور دعائے ثنا..	۱۱۳
قرآن کریم سے ثنا کا ثبوت ملتا ہے..	۱۱۴
آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو دعائے ثنا پڑھتے تھے..........................	۱۱۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کو حمد و ثنا سے شروع فرماتے..................	۱۱۶
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھتے تھے.....	۱۱۶
نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھے..	۱۱۷
نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی ثنا بیان کی جائے.........................	۱۱۸

فہرست رسالہ ''میت کی منتقلی''

پیش لفظ	۱۲۰
مردہ کی منتقلی شریعت کے منشاء کے خلاف ہے	۱۲۰
پیغمبر کا مدفن جائے وفات ہی ہوگا	۱۲۰
شہدائے احد کے مدفن کے متعلق حکم نبوی ﷺ	۱۲۱
مدینہ منورہ کے قرب کے باوجود احد میں دفنانے کا حکم	۱۲۲
بقیع میں دفن کی فضیلت	۱۲۲
میت کی منتقلی پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد	۱۲۳
میت کو بلا ضرورت شدیدہ منتقل نہ کیا جائے	۱۲۴
فقہاء کی عبارتیں	۱۲۴
مذکورہ بالا عبارتوں کا خلاصہ	۱۲۶
میت کو منتقل کرنا کیسا ہے؟	۱۲۶
وفات کی جگہ میت کو دفن کرنا بہتر ہے	۱۲۷
میت کو منتقل کرنے کی رسم میں قباحتیں	۱۲۷
پہلی قباحت: تجہیز و تکفین میں تاخیر	۱۲۸
مردہ کو قبر تک جلدی پہنچاؤ	۱۲۹
تین چیزوں میں تاخیر مت کرو	۱۳۰
جنازہ جلدی لے چلو	۱۳۰
فقہاء کی عبارتیں	۱۳۱

نماز جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت واہمیت..................	۱۳۲
میت پر چالیس آدمیوں کی نماز جنازہ کی خاصیت..................	۱۳۳
میت پر تین صف کی برکت..................	۱۳۴
بڑے مجمع کی امید پر نماز جنازہ کی تاخیر مکروہ ہے..................	۱۳۵
میت کی منتقلی کی دوسری قباحت: تکرار نماز جنازہ..................	۱۳۶
نبی پاک ﷺ پر تکرار نماز جنازہ سے اشکال..................	۱۳۸
نبی پاک ﷺ کی نماز جنازہ..................	۱۳۸
آپ ﷺ پر نماز جنازہ کی کیفیت..................	۱۳۹
حضور ﷺ کی نماز جنازہ کی تکرار کی توجیہات..................	۱۴۱
پہلی توجیہ: حضرت ابوبکر کو حق ولایت تھا اور آپ کے بعد کسی نے نہیں پڑھی..	۱۴۱
دوسری توجیہ: یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی..................	۱۴۲
تیسری توجیہ: ہر موجود صحابی پر فرض عین تھی ان کے حق میں تکرار نفل نہ تھی.....	۱۴۲
حضرت حمزہؓ کے واقعہ سے نماز جنازہ کے تکرار پر استدلال اور اس کا جواب..	۱۴۳
تیسری قباحت: میت کی بے حرمتی..................	۱۴۵
بے حرمتی کی مختلف صورتیں..................	۱۴۵
میت کی بے حرمتی کی حدیث میں ممانعت..................	۱۴۶
چوتھی قباحت: مال کثیر کا اسراف..................	۱۴۸
اللہ کے مقبول بندوں کی صفت خرچ میں میانہ روی ہے..................	۱۴۸
اعتدال سے خرچ کرنے والا محتاج نہیں ہوتا..................	۱۴۸

انسان کی دانشمندی	۱۴۹
پانچویں قباحت: منتقلی کے اخراجات میں بے احتیاطی وحق تلفی	۱۵۰
وارث کا حق تلف کرنے پر وعید	۱۵۰
چھٹی قباحت: میت کی بیوی کا عدت میں سفر کرنا	۱۵۱
ساتویں قباحت: میت کی منتقلی کا التزام	۱۵۲
نقل میت کے چار واقعات	۱۵۵
حضرت یعقوب علیہ السلام کی لاش مبارک کی منتقلی	۱۵۵
حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنی لاش کو منتقل کرنے کی وصیت کرنا	۱۵۵
حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی لاش کی مدینہ منورہ منتقلی	۱۵۷
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی لاش کی مکہ معظمہ منتقلی	۱۵۸

فہرست رسالہ ’’عورتوں کا قبرسان جانا اور جنازہ وتدفین میں شرکت کرنا‘‘

مقدمہ......................................	۱۶۰
عورتوں کے لئے قبرستان جانے کی بارہ (۱۲) شرائط....................	۱۶۰
آپ ﷺ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی.............	۱۶۱
فقہاء کی تصریحات......................................	۱۶۳
اکابر علماء دیوبند کے چند فتاوی..............................	۱۶۴
عورتوں کا نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہونا......................	۱۶۶
حرمین شریفین میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شریک ہونا..................	۱۶۷
عورتوں کے قبرستان دفنانے کے لئے جانے پر سخت وعید..............	۱۶۸
عورت کے دفنانے جانے پر خلود فی النار کی سخت وعید تشدید پر محمول ہوگی......	۱۶۹
ہم عورتیں جنازہ کے ساتھ جانے سے روک دی گئیں....................	۱۷۰
جنازہ کی منتظر عورتوں سے آپ ﷺ کا خطاب کہ: گناہ کے بوجھ لے کر لوٹو.	۱۷۰
آپ ﷺ نے نماز جنازہ نہیں پڑھائی یہاں تک کہ عورت واپس نہیں گئی...	۱۷۱
عورتوں کا قبرستان جانا...... چند احادیث..........................	۱۷۳
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکہ میں اپنے بھائی کی قبر پر تشریف لے جانا.....	۱۷۴
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے مکان کے قبر والے حصہ میں جانا..........	۱۷۷
آپ ﷺ کا ایک عورت کو قبرستان میں دیکھ کر انکار نہ فرمانا..............	۱۷۷
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرنا....	۱۷۸

فہرست رسالہ ''ایصال ثواب''

مقدمہ..	۱۹۱
لیس للا نسان الاما سعی اور احادیث ایصال ثواب میں اشکال اوران کا حل	۱۸۲
بدنی اور مالی ہر طرح کی عبادات سے ایصال ثواب جائز ہے.................	۱۸۳
ایصال ثواب کا ثبوت قرآن کریم سے...........................	۱۸۴
نماز اور روزہ کے ذریعہ ایصال ثواب...........................	۱۸۶
حج کے ذریعہ ایصال ثواب...........................	۱۸۸
صدقہ کے ذریعہ ایصال ثواب...........................	۱۹۰
قربانی کے ذریعہ ایصال ثواب...........................	۱۹۱
آپ ﷺ کا اپنی طرف سے قربانی کے ایصال ثواب کا حکم فرمانا............	۱۹۳
دعا سے ایصال ثواب...........................	۱۹۳
مردے ایصال ثواب سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم ہدیہ میں کھانوں سے بھرے ہوئے تھال سے خوش ہوتے ہو...........................	۱۹۵
میت ایصال ثواب کا منتظر رہتا ہے...........................	۱۹۶
والد کے اعمال لڑکے کے لئے نافع ہیں...........................	۱۹۷
جنازہ میں کثرت افراد میت کے لئے نافع ہے...........................	۱۹۸
ہدایت کا ذریعہ بننا میت کے لئے نافع ہے...........................	۱۹۸
صدقۂ جاریہ بھی من وجہ ایصال ثواب ہے...........................	۱۹۹

فہرست رسالہ ’’موت اور متعلقات موت کی دعائیں‘‘

عرض مرتب........................	۲۰۲
موت کے وقت کلمہ کی تلقین......تلقین کی مسنون دعا........................	۲۰۳
موت کے وقت کون سی سورتیں پڑھی جائیں؟........................	۲۰۳
میت کے پاس حاضر ہوتو یہ پڑھے........................	۲۰۴
موت کی سختی کے وقت کی دعا........................	۲۰۵
میت کی آنکھ بند کرتے وقت کی دعا......مسلمان کی موت کی خبر کی دعا........................	۲۰۵
شوہر یا اولاد کی وفات کی دعا........................	۲۰۵
کافر کی موت کی خبر سننے پر پڑھنے کی دعا........................	۲۰۶
مخالف کی موت کی خبر پر یہ دعا پڑھے......جنازہ دیکھ کر پڑھے........................	۲۰۶
نماز جنازہ میں پڑھنے کی دعائیں........................	۲۰۷
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کی چند دعائیں...	۲۰۸
نابالغ کی نماز جنازہ کی دعا........................	۲۱۲
مردے کو قبر میں رکھنے کی دعا........................	۲۱۴
مٹی ڈالتے وقت پڑھنے کی دعا........................	۲۱۴
دفن کے بعد کی دعا........................	۲۱۵
میت کے سرہانے اور پاؤں کی طرف کیا پڑھے؟........................	۲۱۶
قبرستان جانے کی دعا........................	۲۱۷
تعزیت کی دعا........................	۲۱۹

فہرست رسالہ: ’’تعزیت اور ہمارا غلو‘‘

پیش لفظ..	۲۲۱
تعزیت کے لغوی اور اصطلاحی معنی..........................	۲۲۲
تعزیت کے چند مسائل......................................	۲۲۲
مسجد میں تعزیت کے لئے بیٹھنا..............................	۲۲۴
غیر مسلم کی تعزیت..	۲۲۵
غیر مسلم کی تعزیت کا مضمون کیا ہو؟........................	۲۲۶
آپ ﷺ تعزیت کے لئے تشریف لے جاتے تھے......................	۲۲۷
آپ ﷺ تعزیت کی ترغیب دیتے تھے............................	۲۲۷
تعزیت کے فضائل..	۲۲۷
تعزیت کرنے والے کو مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملتا ہے..........	۲۲۷
تعزیت کرنے والے کو جنت میں ایک چادر پہنائی جائے گی..........	۲۲۹
تعزیت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عرش کے سائے میں جگہ دیں گے........	۲۲۹
تعزیت کرنے والے کو اللہ قیامت کے دن اکرام کا جوڑا پہنائیں گے........	۲۳۰
تعزیت کرنے والے کو ایسا حلہ پہنایا جائے گا جس پر لوگ غبطہ کریں گے....	۲۳۰
تعزیت کرنے والے کو ایمان کی ایسی چادر پہنائی جائے گی جو آگ سے بچنے کا پردہ ہوگی..	۲۳۱
تعزیت کرنے والے کو ایمان کا لباس پہنایا جائے گا..................	۲۳۱
عورتوں کا تعزیت کے لئے جانا................................	۲۳۲

بذریعہ خط تعزیت	۲۳۴
آپ ﷺ کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے نام تعزیتی گرامی نامہ	۲۳۴
آپ ﷺ کے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے نام تعزیتی نامہ کی حقیقت	۲۳۵
آپ کے وصال مبارک پر حضرت خضر علیہ السلام کی تعزیت	۲۳۷
جاہلیت کے طریقہ پر تعزیت پر وعید	۲۳۸
حضرت نبی کریم ﷺ کے تعزیتی ارشادات	۲۳۹
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تعزیتی کلمات	۲۴۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعزیتی کلمات	۲۴۲
حضرت ابن زبیر اور حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما کے تعزیتی کلمات	۲۴۲
شمر رحمہ اللہ کے تعزیتی کلمات	۲۴۳
تعزیت کے چند آداب	۲۴۴
تعزیت ایک مرتبہ ہے	۲۴۴
کبھی کھڑے کھڑے بھی بغیر بیٹھے ہوئے مختصر تعزیت کی جا سکتی ہے	۲۴۴
کبھی اہل خاندان سے دوست کی جدائی کا غم زیادہ ہوتا ہے	۲۴۵
تعزیت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا	۲۴۵
تعزیت کی چند دعائیں	۲۴۸
تعزیتی جلسے اور ہمارا غلو	۲۴۹
تعزیت اور ہمارے معاشرہ کا غلو	۲۵۱

فہرست رسالہ ’’جنازہ کے نو(۹) مسائل‘‘

جنازہ باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا....................................	۲۵۵
نماز جنازہ کے سلام میں جہر نہیں ہے....................................	۲۶۸
جنازہ میں امام ایک طرف سلام پھیرے تو حنفی مقتدی کیا کریں؟..............	۲۷۲
میت کا چہرہ دیکھنا اور دکھانے کے چند مسائل....................................	۲۷۷
ایک قبر میں ایک سے زائد مردوں کو دفن کرنا....................................	۲۸۳
قبر پر درخت کی شاخیں لگانا....................................	۲۹۱
قبر پر نام کا کتبہ لگانا....................................	۳۰۰
پختہ قبر بنانا اور قبروں پر تعمیر بنانا....................................	۳۱۰
مہتمم یا متولی یا پیر و شیخ کو مسجد یا مدرسہ یا خانقاہ میں دفن کرنا....................	۳۱۹

کرونا وائرس اور چند مسائل

کرونا وائرس میں فوت ہو جائے تو اس کے لئے شرعی ہدایات کیا ہیں؟........	۳۲۳
کیا ایسے بیمار کو انتقال کے بعد غسل دیا جائے گا یا نہیں؟........................	۳۲۳
غسل دینا ممکن نہ ہو تو تیمّم کا کیا حکم ہے؟....................................	۳۲۴
ایک قبر میں چند مردوں کو ایک ساتھ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟..............	۳۲۵
اگر حکومت تدفین پر پابندی لگائے تو کیا مردوں کو جلانا جائز ہے؟............	۳۲۶

جنازہ کا اعلان

جنازہ کا اعلان اور ہمارے معاشرہ کا غلو، جنازہ کے اعلان کو جاہلیت کا عمل کہا گیا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات کی وصیت کرنا کہ: میری وفات کی کسی ایک کو بھی اطلاع مت دینا، تجہیز وتکفین میں تعجیل مطلوب ہے، وغیرہ امور پر مختصر اور مفید رسالہ۔

از: مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم

شریعت مطہرہ نے کسی بھی کام میں غلو کو پسند نہیں کیا، حتی کہ عبادات میں بھی غلو پر نکیر وارد ہوئی ہے، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج جیسے فرائض میں بھی غلو پر مختلف طریقوں سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔اور قرآن کریم نے ﴿لا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ﴾ کے اصولی ارشاد سے ایک بنیادی قانون بنادیا۔

اس لئے مسلمانوں کو ہر معاملہ میں بہت اہتمام سے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ہمارے کسی کام میں غلو تو نہیں ہورہا ہے۔

میت کے اعلان اور تشہیر کے بارے میں ہمارے یہاں نہ صرف غلو بلکہ انتہا درجہ کا غلو پایا جاتا ہے۔ جب کسی کا وصال ہوتا ہے تو فوراً واٹس اپ وغیرہ کے ذریعہ اس قدر میسیج کی بھرمار ہوتی ہے کہ الامان والحفیظ۔ایک ہی خبر دسیوں واسطوں سے قاری کو اکتاہٹ میں ڈال دیتی ہے۔

میت کی اس طرح تشہیر احادیث وآثار میں ممنوع قرار دی گئی ہے۔ہاں کوئی بڑے صاحب علم ہو، یا کوئی مشہور بزرگ ہو، یا کوئی صاحب تقوی اللہ کا ولی ہو اور ان کا وصال امت کے لئے خسارہ کا سبب ہو، تو ایسے حضرات کے انتقال کی خبر بھی اس طرح دی جائے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو، جائز ہے۔

ایک اہل علم کا مجھ پر آدھی رات کو فون آیا، میں ڈر گیا، جب میں نے فون اٹھایا تو خبر یہ تھی کہ دارالعلوم دیوبند کے ایک استاذ حدیث اور مشہور عالم دین کا وصال ہو گیا ہے۔ مجھے اس قدر تعجب ہوا کہ ایک اہل علم اور وہ بھی برطانیہ کے ماحول اور وقت سے واقف ہیں، ان

کا اس بے وقت میں فون کیسے آیا۔ اس کو وفات کی اطلاع میں غلو نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

فقہاء نے صراحت کی ہے کہ: میت کے رشتہ دار اور دوست واحباب اور پڑوسیوں کو موت کی خبر دینا چاہئے۔ان کے علاوہ کے ہر کس و ناکس کی موت کی تشہیر کو جاہلیت کا عمل کہہ کر ممنوع قرار دیا گیا۔مگر اب جس طرح کسی کی وفات پر تشہیر ہو رہی ہے یہ بلا شبہ جاہلیت کے نعی میں شامل ہے،جس پر احادیث میں نکیر وارد ہوئی ہے۔

اس مختصر رسالہ میں چند احادیث اور حضرات فقہاء کی عبارات جمع کی گئی ہیں۔اللہ کرے یہ مختصر رسالہ غلو کے ازالہ کا سبب بنے۔

زیادہ تشہیر کا مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مرحوم پر نمازیوں کی کثرت ہو،اور یہ ایک طرح مطلوب بھی ہے،واجب نہیں،مگر اس طرح کثرت کے انتظار میں تدفین میں تاخیر ہو رہی ہے جو معیوب اور قابل ترک ہے۔اور کثرت بھی اگر موجب تکلیف ہو تو وہ بھی ممنوع قرار دی جائے گی۔اب یہاں دوسرے شہروں میں ، دوسری مساجد میں تشہیر کر کے ان مساجد کے نماز کے اوقات کی رعایت کی وجہ سے نماز جنازہ میں تاخیر کی جا رہی ہے، جو شرعاً ناجائز ہے۔ایک فضیلت اور مستحب کام کی وجہ سے شرعی منکر کا ارتکاب جائز نہیں ہوتا۔پھر مجمع کی کثرت کی وجہ سے کار پارکنگ کا مسئلہ اور قبرستان میں ہر ایک کی حاضری کی ترغیب سے ٹرافک کا مسئلہ نہایت سنگینی صورت اختیار کر جاتا ہے۔اہل علم اور ذمہ دار حضرات کو اس پر غور کرنا چاہئے۔اللہ تعالی اس رسالہ کو ذریعہ عمل بنا کر ذخیرۂ آخرت بنائے،آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۷/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ،مطابق:۳۰/اپریل ۲۰۱۹ء، بروز بدھ

آپ ﷺ نے جنازہ کا اعلان کرنے سے منع فرمایا

(۱)......عن حذيفة رضى الله عنه قال : اذا متُّ فلا تؤذنوا بى احدا ، فانّى اخاف ان يكون نعيا ، وانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى عن النعى۔

(ترمذی، باب ما جاء فى كراهية النعى ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۹۸۶)

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب میری وفات ہوجائے تو کسی کو میرے جنازہ کی اطلاع مت دینا، میں ڈرتا ہوں کہ (یہ اطلاع دینا) نعی نہ ہوجائے، بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: آپ جنازے کے اعلان کرنے سے منع فرماتے تھے۔

تشریح:......امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بعض اہل علم ''نعی'' کو مکروہ کہتے ہیں، اور ان کے نزدیک ''نعی'' کا معنی ہیں: لوگوں میں یہ ندا کرائی جائے کہ فلاں کا انتقال ہوگیا، تاکہ وہ جنازہ میں شریک ہوں۔ اور بعض اہل علم کے نزدیک اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی میت کے رشتہ داروں اور اس کے بھائیوں (ودوستوں وغیرہ) کو خبر کرے۔

''قال ابو عيسى : وقد كره بعض اهل العلم النعى ، والنعى : عندهم ان ينادى فى الناس بان فلا نا مات ، ليشهدوا جنازته ، وقال بعض اهل العلم : لا بأس بان يُعلِم الرجلُ قرابته واخوانه''۔ (ترمذی، باب ما جاء فى كراهية النعى ، كتاب الجنائز)

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم فرماتے ہیں:

موت کی تشہیر کا طریقہ اس زمانہ میں یہ ہے کہ: اخباروں میں دیا جائے، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نشر کیا جائے (واٹساپ کیا جائے) جبکہ مرنے والے کو کوئی جانتا بھی نہیں، یہ طریقہ ممنوع ہے۔ البتہ رشتہ داروں کو، اصحاب کو یعنی میت سے تعلق رکھنے والوں کو، شاگردوں

اور مریدوں کو اور نیک لوگوں کو موت کی خبر دی جائے تو یہ جائز ہے۔

(تحفۃ الالمعی ص ۳۸۷ ج ۳، بتغییر)

جہاں تک مطلق ''نعی'' یعنی میت کے رشتہ دار اور اقارب واصدقاء کو موت کی خبر دینے کا تعلق ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔

(درس ترمذی ص ۲۷۰ ج ۳)

''ابن ماجہ'' کی روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ: ''بِاُذُنَیَّ هاتین''یعنی میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نعی سے منع فرماتے تھے۔(ابن ماجہ، باب ما جاء فی النهی عن النّعی ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۴۷۶)

جنازہ کا اعلان کرنا جاہلیت کے عمل میں سے ہے

(۲)......عن عبد الله رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :ایاکم والنعی ، فان النعی من عمل الجاهلیة۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهیة النعی ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۸۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنازے کا اعلان کرنے سے بچو، اس لئے کہ جنازہ کا اعلان کرنا جاہلیت کے عمل میں سے ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا موت کی کسی کو اطلاع نہ کرنے کا حکم

(۳)......عبد الله بن مسعود قال : لا تُؤذنوا بی احدا ، حسبی من یحملنی الی حفرتی۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۳۹۰ ج ۳، باب النعی علی المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۰۵۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرے (مرنے کی) کسی ایک کو بھی اطلاع مت کرنا، جو میری (چارپائی کو) اٹھا کر مجھے قبر تک پہنچائے وہی کافی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا لوگوں کی مشغولی کے وقت مردے کو دفن کرنا

(۴)......عن ابن عمر، انه كان اذا مات له ميت تَحيَّن غفلة الناس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۳ ج۷، ماقالوا فی الاذن بالجنازة من كرهه، كتاب الجنائز، رقم الحديث:۱۱۳۲۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی فوت ہو جاتے تو لوگوں کی غفلت کا انتظار فرماتے۔

تشریح:......یعنی جب لوگ مشغول ہوتے تو میت کے بلا کسی اعلان کے دفن فرما دیا کرتے تھے۔

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کی وصیت کہ: مجھے چپکے سے دفن کر دینا

(۵)......اوصى الربيع بن خثيم : ان لا تُشعِروا بى احدا، و سُلُّونى الى ربى سُلًّا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۴ ج۷، ماقالوا فی الاذن بالجنازة من كرهه، كتاب الجنائز، رقم الحديث:۱۱۳۱۹)

ترجمہ:......حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ: میرے (مرنے کی) کسی ایک کو بھی اطلاع مت کرنا اور مجھے چپکے سے (اور آرام سے) میرے رب کی بارگاہ میں دفن کر دینا۔

عمرو بن میمون رحمہ اللہ کے حکم کے باوجود جنازے کی اطلاع نہ کرنا

(٦)......عن ابی حیّان ، عن ابیہ ، قال : کان عمرو بن میمون صدیقا للرّبیع بن خُثیم ، فلما ثَقُل ، قال عمرو وَلِاُمِّ ولد الرّبیع بن خُثیم : اَعْلِمِینی اذا مات ، فقالت : انه قال : اذا انا مِتُّ فلا تُشعِری بی احداً ، و سُلُّونی الی ربی سُلًّا ، قال : فبات عَمرو علی دکاکین بنی ثور حتی أصبح فشهده۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص٢٠٣ ج٧، من رخص فی الاذن بالجنازة ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ١١٣٣٢)

ترجمہ:......حضرت ابو حیان رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: -حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کے دوست تھے-حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ نے ان کی ام ولد سے کہا: جب ان کی وفات ہوجائے تو مجھے اطلاع دینا، انہوں نے عرض کیا کہ: حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میرے (مرنے کی) کسی ایک کو بھی اطلاع مت کرنا، اور مجھے خفیہ طور سے میرے رب کی بارگاہ میں دفن کردینا۔ حضرت عمرو بن میمون نے بنی ثور کے چبوترے پر رات گذاری یہاں تک کہ صبح ہوگئی پھر وہ ان کے پاس حاضر ہوئے۔

تشریح:......حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کے دوست تھے،مگر ان کو بھی ام ولد نے اطلاع دینے سے انکار کردیا۔

ابووائل رضی اللہ عنہ کی وصیت کہ: میری موت کی اطلاع کسی کو نہ دینا

(٧)......عن الزِّبْرِقان : قال : سمعت ابا وائل رضی الله عنه یقول : اذا متُّ فلا تؤذنوا بی احدا۔

ترجمہ:......حضرت زبرقان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے موت کے وقت سنا، وہ فرمارہے تھے کہ: جب میرا انتقال ہوجائے تو کسی کو میری موت کی اطلاع نہ دینا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۴ ج ۷، ما قالوا فی الاذن بالجنازة من کرهه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۳۲۰)

ابومیسرہ اور علقمہ رضی اللہ عنہما کی موت کی اطلاع نہ کرنے کی وصیت

(۸)......اوصی ابو میسرة رحمه الله تعالی اخاه : ان لا توذون لی احدا ، قال : ابو اسحاق : وبذلک اوصی علقمة الاسود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۳ ج ۷، ما قالوا فی الاذن بالجنازة من کرهه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۳۱۸)

ترجمہ:......حضرت ابومیسرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو وصیت فرمائی کہ: (میری وفات کی) کسی کو بھی اطلاع مت دینا۔

راوی حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسود رحمہ اللہ کو بھی یہی وصیت فرمائی تھی۔

حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی وصیت کہ: میری موت کی اطلاع کسی کو نہ دینا

(۹)......عن علقمة : انه أوصی ان لا تؤذنوا بی احداً ، فانی اخاف ان یکون النّعی من امر الجاهلیة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۴ ج ۷، ما قالوا فی الاذن بالجنازة من کرهه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۳۲۱)

ترجمہ:......حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے وصیت فرمائی کہ: میری وفات پر تم کسی ایک کو بھی اطلاع مت دینا، مجھے ڈر ہے کہ جنازہ کا اعلان جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔

جب جنازے میں چار افراد ہو جائیں تو کسی کو جنازہ کی اطلاع مت دو

(۱۰)......قال ابراھیم : اذا کنتم اربعة فلا تؤذنوا احدا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۴ ج ۷، ما قالوا فی الاذن بالجنازة من کرھه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۳۲۳)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تم جنازے میں چار افراد ہو جاؤ تو پھر کسی کو (جنازہ کی) اطلاع مت دینا۔

حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کا موت کی اطلاع نہ کرنے کی وصیت کرنا

(۱۱)......ان علی بن حسین : اوصی ان لا تعلموا بی احدا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۴ ج ۷، ما قالوا فی الاذن بالجنازة من کرھه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۳۲۴)

ترجمہ:......حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ نے وصیت فرمائی کہ: میری وفات کی کسی کو بھی اطلاع مت دینا۔

سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کا ارشاد کہ: میری موت کی اطلاع کسی کو نہ دینا

(۱۲)......عن سوید بن غفلة قال : اذا انا متُّ فلا توذنوا بی احدا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۴ ج ۷، ما قالوا فی الاذن بالجنازة من کرھه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۳۲۶)

ترجمہ:......حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب میری وفات ہو جائے تو تم کسی کو (جنازہ کی) اطلاع مت دینا۔

حضرت مطرف رحمہ اللہ کا ارشاد کہ: میری موت کی اطلاع کسی کو نہ دینا

(۱۳)......عن مطرف : انه قال : لا تو ذنوا بجنازتی احدا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۵ ج ۷، ما قالوا فی الاذن بالجنازة من کرهه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۳۲۳)

ترجمہ:......حضرت مطرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میرے جنازہ کی اطلاع کسی کو مت دینا۔

میرے جنازے کی اطلاع میری مسجد والوں کو بھی مت دینا

(۱۴)......عن ابی حمزة ، عن ابیه قال : لا تؤذنوا بجنازتی اهل مسجدی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۵ ج ۷، ما قالوا فی الاذن بالجنازة من کرهه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۳۲۸)

ترجمہ:......حضرت ابوحمزہ رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: میرے جنازے کی اطلاع میری مسجد والوں کو بھی مت دینا۔

حضرت شریح رحمہ اللہ کا اولاد کو ازدحام کے ڈر سے رات میں دفن فرمانا

(۱۵)......عن الشعبی ، عن شریح ، انّه کان یدفن بعض ولده لیلا کراهیة الزِّحام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۵ ج ۷، ما جاء فی الدّفن باللّیل ،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۱۱۹۵۴)

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت شریح رحمہ اللہ نے اپنی بعض اولاد کو ازدحام کے ڈر سے رات کے وقت دفن فرمایا۔

رشتہ دار اور دوستوں کو اطلاع دینے کی اجازت

(۱)......عن محمد ، انہ کان لا یری بأسا ان یؤذن الرجل حمیمہ وصدیقہ بالجنازۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۶ ج ۷، من رخص فی الاذن بالجنازۃ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۱۱۳۳۰)

ترجمہ:......حضرت محمد رحمہ اللہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ: آدمی جنازے کی اطلاع اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو دے۔

(۲)......عن ابراھیم ، انہ کان لا یری بأسا ان یؤذن بالمیت صدیقہ ، و قال : انما کانوا یکرھون نعیا کنعی الجاھلیۃ ، انعی فلانا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۷ ج ۷، من رخص فی الاذن بالجنازۃ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۱۱۳۳۳)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ: آدمی جنازے کی اطلاع اپنے دوستوں کو دے۔ آپ فرماتے تھے کہ: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جاہلیت کی طرح اطلاع دینے کو ناپسند سمجھتے تھے کہ فلاں کو خبر دی جائے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے بھی صراحت سے اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے۔علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱)......ولا بأس باعلام بموته من اقربائه و اصدقائه و جيرانه ، ليؤدوا حقه بالصلوة عليه والدعاء والتشييع۔

(بدائع الصنائع ص۳۰۵ ج۲، فصل فی صلوة الجنازة ، كتاب الصلوة)

(۲)......وقد حكى عن بعض مشائخ بلخ رحمهم الله : انه يكره النداء بالأسواق : ان فلانا قد مات ، وفى الينابيع : هذا اذا كانت الميت ممن لا يتبرك الناس بالصلوة عليه ، واما اذا كان ممن يتبرك الناس بالصلوة عليه فلا بأس به ، وفى السغناقى : فان كان عالما أو زاهدا فقد استحسن بعض المتأخرين النداء فى الاسواق بجنازته ، وهو الاصح ، : وذكر الكرخى عن ابى حنيفة : انه لا ينبغى ان يؤذن بالجنازة الا لأهلها و جيرانها و مسجد حيها ، و فى الينابيع : واقرانه و اصدقائه حتى يؤدوا حقه بالصلوة عليه والدعاء۔

(فتاوی تاتارخانیہ ص۸۰۵ ج۳، الفصل : ۳۲ ، الجنائز : المتفرقات ، كتاب الصلوة :۳۷۷۹)

(۳)......ويستحب ان يعلم جيرانه واصدقاؤه حتى يؤدّوا حقه بالصلوة عليه والدعاء له۔

(عالمگیری ص۱۵۷ ج۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز ، الفصل الاول فى المحتضر)

(۴)......''موسوعہ فقہیہ'' میں ہے:

مستحب یہ ہے کہ میت کے پڑوسیوں اور دوستوں کو خبر دے دی جائے تا کہ وہ اس کی

نماز جنازہ پڑھ کر اور اس کے لئے دعا کر کے اس کا حق ادا کریں۔.....

بعض حنفیہ نے بازاروں میں اعلان کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے ''نہایہ'' میں ہے:

اگر عالم یا زاہد یا بابرکت شخصیت ہو تو بعض متأخرین نے بازاروں میں اس کے جنازہ کے اعلان کو مستحسن قرار دیا ہے، اور یہی صحیح ہے، لیکن یہ اعلان تعظیم کے انداز میں نہ ہو، بلکہ مناسب یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ ہو: اللہ کا بندہ فلاں ابن فلان کا انتقال ہو گیا ہے۔....

مالکیہ میں ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجموعہ احادیث سے تین حالات سمجھ میں آتے ہیں:

(۱):......اول: اہل وعیال، دوستوں اور نیکوکار لوگوں کو مطلع کرنا۔ یہ سنت ہے۔

(۲)......کثرت پر تفاخر کے لئے بلانا۔ یہ مکروہ ہے۔

(۳)......کسی دوسرے انداز سے، مثلا: نوحہ کے ذریعہ اطلاع دینا، یہ حرام ہے۔

(موسوعہ فقہیہ ص۳٦ ج ١٦۔ جنازہ۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے! موسوعہ فقہیہ ص ۴۰۵ ج ۴۰: نعی)

بعض احادیث وآثار سے جواز اعلان کا استدلال قابل نظر ہے

آپ ﷺ کا نجاشی کی وفات کی خبر دینا

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه : ان رسول الله صلى الله عليه و سلم نعى النجاشی فی اليوم الذی مات فيه ، خرج الى المصلى فصف بهم و كبر اربعا۔

(بخاری، باب الرجل ينعى الى اهل الميت بنفسه ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۲۴۵)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے جس دن نجاشی کی وفات ہوئی اس دن ان کی وفات کی خبر دی۔آپ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے اور نماز جنازہ کے لئے صفیں بنائیں اور چار تکبیریں پڑھیں۔

تشریح:......اس حدیث سے موت کی اعلان کا استدلال درست معلوم نہیں ہوتا، اس لئے کہ یہ اعلان نہیں، اطلاع ہے، پھر یہ ایک منفرد قسم کا واقعہ ہے، نجاشی ایسے ملک میں تھے جہاں کوئی ان کی نماز جنازہ پڑھنے والا نہیں تھا، اس لئے آپ ﷺ نے ان کی وفات کی خبر دی۔

پھر اس حدیث سے اگر موت کی اطلاع کے جواز پر استدلال کیا جائے تو غائبانہ نماز جنازہ پر بھی استدلال کرنا چاہئے، اور احناف اس کے قائل نہیں۔

آپ ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی

(۲)......عن انس بن مالک رضی الله عنه قال : قال النبی صلى الله عليه وسلم اخذ الراية زيد فاصيب ، ثم اخذها جعفر فاصيب ، ثم اخذها عبد الله بن رواحة

فاصیب، وان عینی رسول الله لتذرفان ، ثم اخذها خالد بن الولید من غیر امرة ففتح له۔(بخاری، باب الرجل ینعی الی اهل المیت بنفسه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۲۴۶)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (حضرت) زید (بن حارثہ رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا پکڑا، پس وہ شہید ہوگئے، پھر (حضرت) جعفر (بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا پکڑا، پس وہ شہید ہوگئے، پھر (حضرت) عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا پکڑا پس وہ شہید ہوگئے، اور بے شک آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے، پھر بغیر کسی کے مشورہ کے (حضرت) خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا پکڑا، پس ان کو فتح حاصل ہوگئی۔

تشریح:......اس حدیث سے بھی موت کی اعلان کا استدلال درست معلوم نہیں ہوتا، اس لئے کہ یہ اعلان نہیں، شہادت کی اطلاع ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے وہ بھی قابل غور ہے: ''باب الرجل ینعی الی اهل المیت بنفسه''۔ یعنی کوئی آدمی میت کے گھر والوں کو بذات خود موت کی اطلاع دے۔ یہاں لوگوں میں اعلان میت مراد نہیں اطلاع میت مراد ہے۔ اور اس کے لئے دوسرا باب لائے ہیں: ''باب الاذن بالجنازة''۔

آپ ﷺ کا حکم کہ: مجھے میت کی اطلاع کرو

(۳)......عن یزید بن ثابت– وکان اکبر من زید– قال : خرجنا مع النبی صلی الله علیه وسلم ، فلما ورد البقیع فاذا هو بقبر جدید ، فسأل عنه ، فقالوا : فلانة ، قال : فعرفها وقال : ألا آذنتمونی بها ، قالوا : کنت قائلا صائما ، فکرهنا ان نؤذیک ، قال فلا تفعلوا لا اعرفن ما مات منکم میت ، ما کنت بین اظهرکم ، الا آذنتمونی به ،

فان صلوتی علیه له رحمة ثم اتی القبر ، فصففنا خلفه ، فکبّر علیه اربعا۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلوة علی القبر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۵۲۸)

ترجمہ:...... حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ - جو حضرت زید بن ثابت کے بڑے بھائی تھے - فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر آئے، جب آپ ﷺ بقیع پہنچے تو ایک نئی قبر دیکھی، تو اس کے بارے میں پوچھا، لوگوں نے عرض کیا کہ: فلاں خاتون ہیں، - راوی کہتے ہیں کہ: - آپ ﷺ نے پہچان لیا، اور فرمایا: مجھے (اس کی وفات کی) اطلاع کیوں نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ روزے سے دوپہر کو آرام فرمارہے تھے، اس لئے ہم نے آپ ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا، فرمایا: آئندہ ایسا نہ کرنا کہ مجھے پتہ ہی نہ چلے، تم میں سے جو بھی فوت ہو تو جب تک میں تمہارے درمیان ہوں مجھے اس کی اطلاع دینا، کیونکہ میرا جنازہ پڑھنا اس کے لئے رحمت کا باعث ہے، پھر آپ ﷺ قبر پر تشریف لے گئے، اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائیں۔ آپ ﷺ نے چار تکبیریں پڑھیں۔

تشریح:......اس حدیث سے جنازہ کے اعلان پر استدلال کرنا درست نہیں،

اولا:......اس لئے کہ اس میں اعلان کا ذکر نہیں، صرف آپ کو خبر دینے کا ذکر ہے۔

دوسرے یہ کہ:......اس حدیث میں خود صراحت ہے کہ: ''میرا جنازہ پڑھنا اس کے لئے رحمت کا باعث ہے''۔ ظاہر ہے آپ ﷺ کی ذات بابرکت کی کسی میت کو امامت نصیب ہو جائے تو اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے؟۔

تیسری یہ کہ:...... اس حدیث میں تو صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی۔ تو پھر اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا جا سکتا ہے کہ قبر پر نماز پڑھی جائے۔

علی رضی اللہ عنہ کسی کے جنازے پر بلائے جاتے تو تشریف لے جاتے

(۴)......قال علی : اذا دُعی الی جنازة ، قال : انّا لقائمون وما يُصلّی علی المرء الا عمله۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کے جنازے پر بلایا جاتا تو آپ فرماتے: بیشک ہم کھڑے ہونے والے ہیں، اور آدمی پر نماز نہیں پڑھی جاتی مگر اس کے عمل کی وجہ سے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازے پر بلائے گئے تو تشریف لے گئے

(۵)......عن عبد الله بن عروة ، ان اباهريرة كان يؤذن بالجنازة فيمر بالمسجد فيقول عبد الله دعى فاجاب ، او امة الله دعيت فاجابت ، فلا يقوم معها الا لقليل منهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۶/۲۰۷ ج ۷، من رخص فی الاذن بالجنازة ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۱۳۳۴/۱۱۳۳۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عروہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب جنازے پر بلائے جاتے، آپ مسجد سے گذرتے اور فرماتے: اللہ کا بندہ بلایا گیا ہے، پس اس نے قبول کیا، یا اللہ کی بندی بلائی گئی ہے تو اس نے قبول کیا، پس ان کے ساتھ ان میں سے چند لوگ ہی کھڑے ہوتے۔

تشریح:......ان دونوں احادیث میں اعلان کا ذکر نہیں، نماز جنازہ کے لئے بلائے جانے کا ذکر ہے، اور اعلان اور بلائے جانے میں فرق ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں، اس لئے ان کا وجود اور جنازہ پر ان کی حاضری یقیناً باعث برکت و ذریعۂ نجات ہے، اس لئے ان کو بلایا جانا قرین قیاس ہے۔

خاتمہ:......نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین میں تعجیل مطلوب ہے

شریعت مطہرہ میں تجہیز و تکفین میں عجلت مطلوب ہے۔احادیث مبارکہ میں میت کو جلد از جلد دفن کرنے کی بے حد تاکید آئی ہے۔

(۱)......عَنُ الحُصَيُنِ بُنِ وَحُوَج : اَنَّ طَلُحَةَ بُنَ الُبَرَاء رضی الله عنه مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُوُدُهُ فَقَالَ : اِنِّی لَاریٰ طَلُحَةَ اِلَّا قدُ حَدَثَ فِيهِ الُمَوُتُ ، فَاٰذِنُوُنِی بِهٖ وَ عَجِّلُوُا ، فَاِنَّهُ لَا يَنُبَغِی لِجِيُفَةِ مُسُلِمٍ اَنُ تُحُبَس بَيُنَ ظَهُرَانَی اَهُلِهٖ۔

(ابوداؤد، باب تعجيل الجنازة ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۱۵۹)

ترجمہ:......حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے،حضور ﷺ ان کی عیادت کے لے تشریف لائے،آپ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا: میرا گمان ہے کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے،ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا، اوران کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا،اس لئے کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمان کی نعش ان کے گھر والوں کے درمیان روکی جائے۔

(۲)......عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه قال : سَمِعُتُ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوُلُ : اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمُ فَلَا تَحُبِسُوهُ ، وَاَسُرِعُوُا بِهٖ اِلٰی قَبُرِهٖ ، وَلُيُقُرَأ عِنُدَ رَأسِهٖ فَاتِحَةُ الُبَقَرَةِ ، وَعِنُدَرِجُلَيُهِ بِخَاتِمَةِ الُبَقَرَةِ۔

(رواه البيهقی ، مشكوة ص۱۴۹، باب دفن الميت ، الفصل الثالث)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے روکے مت رکھو،اور اسے اس کی قبر تک جلدی پہنچاؤ،اور(دفن کے بعد) اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی

آیتیں (الٓمٓ سے مفلحون تک) اور پائنتی سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (اٰمن الرسول سے آخر تک) پڑھی جائیں۔

(۳)...... عن علی رضی اللہ عنہ : انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : یَا عَلِیُّ ! ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا : اَلصَّلٰوۃَ اِذَا اَتَتْ وَقْتُهَا ، وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ ، وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَهَا كُفُوًا۔ (ترمذی، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل ، ابواب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۷۱)

ترجمہ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کرنا: ایک نماز جب اس کا وقت آجائے، دوسرا جنازہ جب حاضر ہوجائے، تیسرا بے نکاحی عورت' جب کفو مل جائے (تو فوراً نکاح کر دینا)۔

(۴)...... عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ ، فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا الیہ ، وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِکُمْ۔ (بخاری ، باب السرعۃ بالجنازۃ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۳۱۵)

ترجمہ:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنازہ جلدی لے چلو، پس اگر وہ نیک ہے تو تم اس کی طرف نیکی کو جلدی پہنچا رہے ہو، اور اگر وہ صالح نہیں ہے تو تم شر کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔

شریعت کے منشاء اور احادیث کی روشنی میں فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس کی تاکید فرمائی ہے کہ میت کی تدفین میں تاخیر نہ کی جائے۔

فقہاء کی عبارتیں

صاحب مراقی الفلاح تحریر فرماتے ہیں:

(۱)...... واذا تیقن موتہ (یعجل بتجهیزہ) اکراما لہ لما فی الحدیث : عجلوا بہ فانہ

لا ینبغی لجیفة مسلم ان تحبس بین ظهرانی اهله۔

(مراقی الفلاح ص ۵٦۵، باب احکام الجنائز ، کتاب الصلوة)

یعنی جب موت کا یقین ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے ،اسی میں اس کا اکرام واحترام ہے۔حدیث میں ہے کہ تجہیز و تکفین میں عجلت کرو مسلمان کی نعش کو اس کے گھر والوں میں رو کے رکھنا مناسب نہیں۔

''فتاوی عالمگیری'' میں ہے: تجہیز و تکفین میں جلدی کریں،تاخیر نہ کریں۔

(۲)......ویبادر الی تجهیزه ولا یؤخر۔

(عالمگیری ص ۱۵۷ ج ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ، الفصل الاول فی المحتضر)

(۳)......شامی میں ہے:موت کے بعد سے میت کے دفن تک تجہیز و تکفین ہر کام میں جلدی کرنا افضل ہے:

''والافضل ان یعجل بتجهیزه کله من حین یموت''۔

(شامی ص ۱۳٦ ج ۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی حمل المیت ، کتاب الصلوة)

بڑے مجمع کی امید پر نماز جنازہ کی تاخیر مکروہ ہے

اب قابل غور امر یہ ہے کہ ان احادیث کے باوجود فقہاء رحمہم اللہ نے (ان احادیث کی وجہ سے جن میں مردہ کی تجہیز و تکفین میں عجلت کرنا بیان کیا گیا ہے) یہاں تک لکھا کہ اس مقصد سے نماز جنازہ میں تاخیر کرنا کہ جمعہ کے بعد نماز جنازہ پڑھنے کی صورت میں لوگ زیادہ ہوں گے مکروہ ہے۔''درمختار'' میں ہے:

''وکره تاخیر صلوته و دفنه لیصلی علیه جمع عظیم بعد صلوة الجمعة''۔

(درمختار ص ۱٦۳ ج ۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی حمل المیت)

نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق کون؟

نماز جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ مستحق بادشاہ اور اس کا نائب اور قاضی کے بعد محلّہ کے ائمہ ہیں۔ اگر ولی غیر افضل ہے تو امام ولی سے بھی زیادہ حقدار ہے۔ امام محلّہ کے موجود ہوتے ہوئے دوسرے حضرات کا جنازہ پڑھانا یا ولی کا دوسرے سے پڑھوانا حضرات صحابہ کرام کے عمل اور آثار اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق نہیں۔ اس مختصر رسالہ میں اس موضوع پر روایات و آثار اور عبارات فقہاء اور اکابر کے فتاوی کو جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات' کفلیۃ

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ، اما بعد !

برطانیہ میں اکثر جگہ دیکھا گیا کہ میت اگر کوئی مشہور شخصیت ہے تو ان کی نماز جنازہ عامۃً کسی بزرگ یا بڑے عالم سے پڑھائی جاتی ہے، میت اگر عامی ہے تو ان کے ورثاء میں کوئی حافظ یا عالم ہے تو وہ نماز پڑھاتا ہے، اور اگر ورثاء میں کوئی عالم نہیں تو مسجد کے امام سے نماز پڑھواتے ہیں۔

حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ امام محلّہ کو پہلے مقدم کیا جاتا کہ زیادہ مستحق وہی ہیں۔ فقہاء نے اس میں بحث فرمائی ہے کہ ولی احق ہے یا محلّہ کے امام؟ ان دونوں کی موجودگی میں کسی بڑے مشہور بزرگ یا عالم کا نماز پڑھانا تو بہر حال افضل ہے ہی نہیں۔

رہا وصیت کا مسئلہ تو اس میں علماء کی رائے مختلف ہے، ایک رائے یہ کہ: مرحوم نے جس کے لئے وصیت کی ہو وہ نماز پڑھائے ، اور دوسری رائے یہ ہے کہ ایسی وصیت باطل ہے، امام محلّہ ہی زیادہ مستحق ہے۔

ہمارے یہاں نکاح کے معاملہ میں تو علماء احتیاط کرتے ہیں کہ دوسری مسجد میں نکاح نہیں پڑھاتے کہ گویا نکاح پڑھانا محلّہ کے امام کا حق ہے، حالانکہ نکاح میں کوئی قید نہیں کہ امام پڑھائے' یا کوئی بزرگ پڑھائے' یا ولی پڑھائے ، نماز جنازہ میں امام محلّہ کی اہمیت زیادہ ہے، مگر اس مسئلہ میں احتیاط نہیں کہ دوسری مسجد میں جا کر اس مسجد کے امام کی موجودگی میں نماز جنازہ پڑھا دیتے ہیں، اگر چہ یہ نا جائز نہیں ہے، مگر بہر حال احق امام الحیّ ہے۔

وارث کو بھی مسئلہ سے واقفیت نہیں ہوتی ، اس لئے وہ بھی کسی بڑے اور مشہور صاحب

ہی سے درخواست کرتے ہیں، حالانکہ اگر وارث امام سے زیادہ علم وفضل والا نہیں تو وہ خود نہ پڑھائے بلکہ امام محلّہ سے نماز پڑھائے۔

پھر یہ بھی دیکھا گیا کہ قبرستان میں سرہانے ایک صاحب سے سورۂ بقرہ کا اول حصہ پڑھایا جارہا ہے، دوسرا کوئی قدم کے پاس سورۂ بقرہ کا آخری حصہ پڑھتا ہے، اور تیسرا آدمی دعا کرتا ہے۔ یہ سب فضولیات نہ معلوم کہاں سے نکالی گئی ہیں، ہم نے اپنے اکابر کو ایسا کرتے نہیں دیکھا جنھوں نے نماز پڑھائی وہی قبرستان میں سورۂ بقرہ کے اول وآخر پڑھ کر دعا کرتے تھے۔ اگر خود نماز پڑھانے والے قبرستان نہ جاسکتے تو ایک ہی آدمی یہ سارے کام انجام دیتے۔ نہ معلوم یہ سب نئی نئی ایجادات کا کیوں شوق پیدا ہوا ہے؟ مسئلہ سے ناواقفیت بھی ہوسکتی ہے، یا اپنوں کو آگے بڑھانے کا شوق بھی کارفرما ہوسکتا ہے۔

ہمارا کام ہے کہ لوگوں تک صحیح مسئلہ پہنچادیا جائے، پھر عمل کرانے کے ہم ذمہ دار نہیں، جو چاہے شریعت کو اپنائے اور جو چاہے اپنے خواہش کا اتباع کرے۔

اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے؟

نماز جنازہ پڑھانے کا اول حق سلطان (بادشاہ اسلام' خلیفہ) کو ہے، اور اگر یہ نہ ہو تو اس کا نائب حقدار ہے، پھر قاضی' پھر امام محلّہ' پھر ولی، پھر عورت کے لئے اس کا خاوند' پھر ہمسایہ' پھر اجنبی آدمی حقدار ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۵۲۴ ج ۲)

نوٹ:...... ''عمدۃ الفقہ'' میں اس جگہ ان سب کے تفصیلی مسائل لکھے گئے ہیں۔

احادیث وآثار

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محلّہ کے امام کو نماز کا مستحق سمجھتے تھے

(۱)...... وقال الحسن : ادرکتُ الناس واحقُّهم علی جنائزهم من رضوهم لفرائضهم۔ (بخاری ص۱۷۶ ج۱، باب سنة الصلوة علی الجنائز ، قبل رقم الحدیث:۱۳۲۲)

ترجمہ:...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ نماز جنازہ پڑھانے کا اسی کو مستحق سمجھتے تھے جن کے پیچھے وہ فرائض پڑھنے پر راضی تھے، (یعنی محلّہ کے امام)۔

(۲)......عن ابراهیم فی الصلوة علی الجنائز قال : یصلی علیها ائمة المساجد ، وقال ابراهیم : ترضون فی صلواتکم المکتوبات ' ولا ترضون بهم علی الموتی ، قال محمد : وبه ناخذ ینبغی ان یقدم امام المسجد ' ولا یجبر علی ذلک ، وهو قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی۔

(کتاب الآثار ص۴۰، باب الصلوة علی الجنازة ، رقم الحدیث:۲۳۹)

ترجمہ:...... حضرت ابراہیم (نخعی رحمہ اللہ) سے نماز جنازہ کے بارے میں یہ مروی ہے، فرمایا: اس پر ائمہ مساجد جنازہ پڑھائیں گے، حضرت ابراہیم (نخعی رحمہ اللہ) نے فرمایا: وہ ائمہ جن کے پیچھے تم فرض نمازیں خوشی سے پڑھتے ہو ان کے پیچھے جنازے کی نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے، (عجیب بات ہے)۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، ولی کو چاہئے کہ مسجد کے امام کو آگے بڑھائے، لیکن اسے اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(المختار شرح کتاب الآثار ص۱۷۶، باب الصلوة علی الجنازة ، رقم الحدیث:۲۳۹)

(۳)......عن ابراهيم قال : كانوا يقدمون الائمة على جنائزهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج۷، ما قالوا فی تقدُّم الامام علی الجنازۃ ، رقم الحدیث:۱۱۴۳۴)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: وہ (یعنی حضرات صحابہ وتابعین) اپنے جنازوں کی (نماز جنازہ پڑھانے کے لئے محلّہ کے) ائمہ کو آگے کرتے تھے۔

(۴)......عن ابراهيم قال : كان يصلى على جنائزهم ائمتهم ، قال : و كانت المرأة اذا ماتت فى قوم آخرين يصلِّى عليها امام ذلك الحى الذى ماتت فيهم ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۷۱ ج۳، باب من احق بالصلوۃ علی المیت ، رقم الحدیث:۶۳۶۹)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان (یعنی حضرات صحابہ وتابعین) کے جنازوں پر' ان (کے محلّہ کے) ائمہ (نماز جنازہ) پڑھتے تھے۔اور فرمایا کہ: جب کوئی عورت کسی دوسری قوم (یعنی دوسرے محلّہ میں) انتقال کر جائے تو اس محلّہ کا امام اس کی نماز جنازہ پڑھائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی

(۵)......عن هشام بن عروة عن ابيه قال : لما قتل عمر ابتدر على و عثمان للصلوة عليه ، فقال لهما صهيب : اليكما عنى ' فقد وليت من امركما اكثر من الصلوة على عمر ' وانا أصلى بكم المكتوبة ' فصلى عليه صهيب۔

(مستدرک حاکم ص۹۲ ج۳۔اعلاء السنن ص۲۵۱ ج۸، باب ان الوالی احق بصلوۃ الجنازۃ من غیرہ ' رقم الحدیث:۲۲۲۴)

ترجمہ:......حضرت عروہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ان کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے سبقت

فرمانے لگے، تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے عرض کیا کہ: آپ دونوں حضرات مجھے موقع دیں، اس لئے کہ آپ دونوں سے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ نمازیں پڑھائی ہیں، اور میں تو ان کو فرض پڑھاتا رہا، (فرائض میں میں ان کا امام رہا) بالآخر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(۶)......صلی عمر علی ابی بکر ' و صلی صہیب علی عمر۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۴۷۱ ج ۳، باب من احق بالصلوۃ علی المیت، رقم الحدیث: ۶۳۶۳)

ترجمہ:......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز (جنازہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز (جنازہ) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

تشریح:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ابھی تک کوئی خلیفہ نامزد نہیں ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ: آپ فرائض کی امامت کریں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۲۔ اعلاء السنن ص ۲۵۲ ج ۸، باب ان الوالی احق بصلوۃ الجنازۃ من غیرہ)

بہت غور کا مقام ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ دسیوں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں جنازہ کی امامت حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں، اس لئے کہ آپ اس وقت محلّہ کے امام تھے۔ اور کمال یہ ہے کہ آپ مستقل امام بھی نہیں تھے صرف خلافت کے طے ہونے تک عارضی طور پر امام بنائے گئے تھے، پھر بھی جنازہ کی امامت انہوں نے فرمائی۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اس واقعہ سے گویا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوگیا کہ محلّہ کے امام نماز

جنازہ کی امامت کے لئے اولیاءاوراولی الفضل سے بہتر ہے،سوائے حاکم اور بادشاہ کے۔

’’فکان کالاجماع منهم على ان امام المكتوبة اولى بالصلوة على الميت من غيره من الاولياء و اولى الفضل اذا لم يحضر الوالى۔

(اعلاءالسنن ص۲۵۳ج۸، باب ان الوالى احق بصلوة الجنازة من غيره)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے ولی ہوتے ہوئے امام سے نماز پڑھائی

(۷)......عن منصور قال : ذهبت مع ابراهيم الى جنازة هو وليُّها ' فأرسل الى امام الحىّ فصلّى عليها۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۰ج۷، ما قالوا فى تقدُّم الامام على الجنازة ، رقم الحديث:۱۱۴۲۳)

ترجمہ:......حضرت منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوا' اس کے ولی آپ ہی تھے،تو انہوں نے محلّہ کے امام کے پاس پیغام بھیجا(کہ وہ نماز پڑھائے، چنانچہ امام صاحب نے)اس میت پرنماز پڑھائی۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے امام سے نماز پڑھائی' اورفرمایا کہ: یہی سنت ہے

(۸)......عن محمد بن السائب قال : توفيت ابنة ابراهيم التيمى ' فشهد ابراهيم النخعى جنازتها ' فأمر ابراهيم النخعى امام التيم ان يصلى عليها ' وقال : هو السنة ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۰ج۷، ما قالوا فى تقدُّم الامام على الجنازة ، رقم الحديث:۱۱۴۲۵)

ترجمہ:......حضرت محمد بن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کی صاحبزادی وفات پاگئی تو حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ان کے جنازہ میں شریک ہوئے، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے (قبیلہ) تیم کے امام (یعنی محلّہ کے امام صاحب) سے درخواست کی کہ وہ نماز پڑھائے،اورفرمایا کہ: یہی سنت ہے۔

تشریح:......حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے میت کے ولی حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے اجازت بھی نہیں لی، معلوم ہوا کہ امام محلّہ کا حق اس قدر ہے کہ ولی سے اجازت کی بھی ضرورت نہیں۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے محلّہ کے امام حضرت اسود رحمہ اللہ کو جنازہ کا امام بنایا

(۹)......عن ابراهيم قال : كنت اقدم الاسود على الجنازة ' قال ابراهيم : وكان امامهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۱ ج ۷، ما قالوا فی تقدُّم الامام على الجنازة ، رقم الحديث:۱۱۴۳۰)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت اسود رحمہ اللہ کو (نماز) جنازہ (پڑھانے کے لئے) آگے کرتا تھا۔ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت اسود رحمہ اللہ ان کے امام تھے۔

سالم' قاسم' طاؤس' مجاہد اور عطاء رحمہم اللہ امام محلّہ کو آگے کرتے تھے

(۱۰)......عن سالم والقاسم وطاوس و مجاهد و عطاء : انهم كانوا يُقدِّمون الامام على الجنازة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۱ ج ۷، ما قالوا فی تقدُّم الامام على الجنازة ، رقم الحديث:۱۱۴۳۲)

ترجمہ:......حضرت سالم' حضرت قاسم' حضرت طاؤس' حضرت مجاہد اور حضرت عطاء رحمہم اللہ (یہ سب حضرات' نماز) جنازہ کے لئے (محلّہ کے) امام صاحب کو آگے کرتے تھے۔

حضرت غنام بن طلق رحمہ اللہ نے محلّہ کے امام سے نماز پڑھائی

(۱۱)......عن غنّام بن طلق قال :شهد ابو بردة مولاة له ' فأمر امام الحيّ فتقدَّم

علیھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۰ ج۷، ما قالوا فی تقدُّم الامام علی الجنازۃ ، رقم الحدیث:۱۱۴۲۴)

ترجمہ:......حضرت غنام بن طلق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان کے آزاد کردہ غلام ابو بردہ شہید ہوگئے تو انہوں نے محلّہ کے امام کو (نماز جنازہ پڑھانے کی) درخواست کی ،تو امام صاحب نے نماز پڑھائی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ نے امام سے نماز پڑھائی

(۱۲)......عن مسلم قال :رأیت عبد الرحمن بن ابی لیلی قدّم عبد اللہ بن حکیم علی امہ ' و کان امام الحیّ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۰ ج۷، ما قالوا فی تقدُّم الامام علی الجنازۃ ، رقم الحدیث:۱۱۴۲۶)

ترجمہ:......حضرت مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی والدہ کی وفات پر محلّہ کے امام حضرت عبداللہ بن حکیم رحمہ اللہ کو(جنازہ کی نماز پڑھانے کے لئے) آگے کیا۔

محلّہ کے امام صاحب نہ ہوتو نائب امام نماز پڑھائے

(۱۳)......عن الحسن بن عمرو قال : مات ابنٌ لابی معشر ' فلم یحضر الامام' فقال: لیتقدَّم من کان یصلی بعد الامام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۱ ج۷، ما قالوا فی تقدُّم الامام علی الجنازۃ ، رقم الحدیث:۱۱۴۳۱)

ترجمہ:......حضرت حسن بن عمرو رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابومعشر رحمہ اللہ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا(اورنماز جنازہ میں) امام صاحب حاضر نہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا: جوامام صاحب کے بعد امام نماز پڑھاتے ہیں (یعنی نائب امام)وہ (نماز جنازہ

پڑھانے کے لئے) آگے (تشریف) لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز بھی عارضی امام نے پڑھائی، جیسا کہ ص:۸/ پر گذرا۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبید رحمہما اللہ نے محلّہ کے امام کو آگے کیا

(۱۴)......حفص بن غیاث ' عن عمه قال : شهد طلحة و زبيداً وقد ماتت امرأة ذات قرابة لهم ' فقدموا امام الحی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج ۷، ما قالوا فی تقدُّم الامام علی الجنازة ، رقم الحديث:۱۱۴۳۳)

ترجمہ:...... حضرت حفص بن غیاث اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت طلحہ اور حضرت زبید رحمہما اللہ ان کی ایک رشتہ دار عورت کے جنازہ میں شریک ہوئے، تو انہوں نے محلّہ کے امام کو (نماز جنازہ پڑھانے کے لئے) آگے کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت علقمہ رحمہما اللہ محلّہ کے امام کو آگے کرتے تھے

(۱۵)......عن عبد الرحمن ابن الاسود وعلقمة قالا : يتقدم الامام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج ۷، ما قالوا فی تقدُّم الامام علی الجنازة ، رقم الحديث:۱۱۴۳۶)

ترجمہ:...... حضرت عبدالرحمٰن ابن الاسود اور حضرت علقمہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: (نماز جنازہ پڑھانے کے لئے، محلّہ کے) امام کو آگے کیا جائے۔

حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: محلّہ کا امام جنازہ پڑھائے

(۱۶)......عن سويد بن غفلة قال : يصلّی عليها من كان يؤمّها فی حياتها ، قال : و ذلک ان امرأة ماتت فی قوم آخرين ' فقال سويد بن غفلة ذلک۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۷۱ ج ۳، باب من احق بالصلوة علی الميت، رقم الحديث:۶۳۶۷)

ترجمہ:......حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس (میت عورت) پر وہ نماز پڑھائے جوان کی زندگی میں امامت کرتے تھے۔ راوی فرماتے ہیں کہ: یہ بات حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ نے اس وقت ارشاد فرمائی: جبکہ ایک عورت کا دوسری قوم میں (یعنی دوسرے محلّہ میں جہاں دوسری قوم آباد تھی) انتقال ہوا تھا۔

فقہاء کی تصریحات

فقہاء نے بھی صراحت فرمائی ہے کہ: امام محلّہ زیادہ مستحق امامت ہے: چند حوالے لکھے جاتے ہیں:

(۱)......ویقدم فی الصلوۃ علیہ السلطان او نائبہ ثم القاضی ثم امام الحی۔

”وفی الشامی: وھو امام المسجد الخاص بالمحلۃ وانما کان اولی، لان المیت رضی بالصلوۃ خلفہ فی حال حیاتہ فینبغی ان یصلی علیہ بعد وفاتہ“۔

(شامی، ص۱۱۹ ج۳، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب: فی بیان من ھو احق بالصلوۃ علی المیت)

(۲)......وتقدیم امام الحی مندوب فقط، بشرط ان یکون افضل من الولی والا فالولی۔ (شامی، ص۱۵۱ ج۳ (مکتبہ دارالباز، مکہ)، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب فی زیارۃ القبور)

(۳)......وھو امام المسجد الخاص بالمحلۃ، وانما کان اولی، لان المیت رضی بالصلوۃ خلفہ فی حال حیاتہ، فینبغی ان یصلی علیہ بعد وفاتہ۔

(شامی، ص۱۵۱ ج۳ (مکتبہ دارالباز، مکہ)، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب فی زیارۃ القبور)

(۴)...... اولی الناس بالصلوۃ علیہ السلطان ان حضر، فان لم یحضر فالقاضی، ثم امام الحی، ثم الولی، ھکذا فی اکثر المتون۔

(فتاوی عالمگیری ص۳۵۰ ج۵، الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور، کتاب الکراھیۃ، رشیدیہ)

(۵)......انما يستحب امام مسجد حية على الولى اذا كان افضل من الولى۔

(بحرالرائق ص۳۶۱ ج۲، فصل : السلطان احق بصلوته ، باب الجنائز، رشیدیہ)

(۶)...... واما بيان من له ولاية الصلوة على الميت : فذكر فى الاصل ان امام الحى احق بالصلوة على الميت ، وروى الحسن عن ابى حنيفة : ان الامام الاعظم احق بالصلوة ان حضر ، فان لم يحضر فأمير المصر ، وان لم يحضر فامام الحى ، فان لم يحضر فالاقرب من ذوى قرابته ، وهذا هو حاصل مذهبنا۔

(بدائع الصنائع ۳۱۷ ج۳، فصل : السلطان احق بصلوته ، احكام الجنائز)

(۷)......وقال تاج الشريعة : اولى الناس بالامامة السلطان الاعظم ان حضر ، فان لم يحضر فسلطان كل مصر ، فان لم يحضر فامام المصر أو القاضى ، فان لم يحضر احدهما فامام الحى۔

(البنایۃ فی شرح ہدایہ (حاشیہ) ص۴۷۵ ج۳، طبع: مکتبہ حقانیہ، فصل فى الصلوة على الميت)

(۸)......و فى الذخيرة : ذكر محمد فى كتاب الصلوة : ان امام الحى اولى بالصلوة على الميت۔

(البنایۃ فی شرح ہدایہ (حاشیہ) ص۴۷۵ ج۳، طبع: مکتبہ حقانیہ، فصل فى الصلوة على الميت)

اس طرح کی عبارتیں کئی متون وشروح میں اور بھی ہیں۔

ان تمام عبارات کا خلاصہ یہی ہے کہ: جنازہ کی نماز پڑھانے کے سب سے زیادہ مستحق سلطان، پھر ان کے نائب، پھر قاضی، پھر محلّہ کے امام صاحب ہیں۔

(۷)......مسئلہ: نماز جنازہ پڑھانے میں سب سے اولی بادشاہ ہے اگر حاضر ہو، اگر وہ حاضر نہ ہو تو قاضی زیادہ حق دار ہے، اگر وہ حاضر نہ ہو تو پھر امام الحی (محلّہ کی مسجد کا امام)

زیادہ حق دار ہے، اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو میت کا ولی (قریبی وارث) اولیٰ ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک امام الحی زیادہ حقدار ہے نماز جنازہ پڑھانے میں ولی یعنی قریبی وارث سے، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: محلّہ کی مسجد کا امام دوسرے تمام امامت کے حقدار لوگوں سے زیادہ نماز جنازہ پڑھانے کا حق رکھتا ہے۔

(فتاوی تاتارخانیہ ص۱۶۴ ج۲۔ مسائل میت ص۸۰)

اکابر علماء دیوبند کے چند فتاوی

ہمارے اکابر کے فتاوی میں بھی اس پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے، جو حضرات ان فتاوی کی طرف رجوع کرنا چاہیں تو درج ذیل فتاوی کی طرف رجوع کر سکتے ہیں، چند فتاوی کے اہم اقتباسات درج ذیل ہیں:

(۱): سوال:...... بادشاہ یا قاضی یا امام حی حاضر ہونے کے ساتھ ولی میت یا وصی میت کے واسطے نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ مگر اتفاق سے پڑھادے تو نماز دہرانا ہوگا یا نہیں؟

الجواب:...... وصی میت کا تو اس میں کوئی حق نہیں، البتہ ولی صاحب حق ہے، مگر سلطان و قاضی و امام حی اس سے مقدم ہے، لیکن اگر ولی نے باوجود حاضر رہنے ان مذکورین کے نماز پڑھائی تو گو ترک واجب کیا، مگر نماز ہوگئی، اعادہ اس کا نہ کیا جاوے گا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اقوال مختلفہ میں اس کی تصحیح اور ترجیح لکھی ہے۔ (امداد الفتاوی ص۴۹۸ ج۱، سوال نمبر: ۶۶۰)

(۲)...... کتب فقہ حنفیہ میں امامت نماز جنازہ میں یہ ترتیب لکھی ہے: سب سے مقدم بادشاہ ہے اگر موجود ہو، یا اس کا نائب، پھر قاضی، پھر امام مسجد محلّہ۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص۲۳۴ ج۵، سوال نمبر: ۲۹۲۵)

(۳)...... امام محلّہ کو ولی سے تقدم کا حق اس وقت ہے کہ وہ ولی سے افضل ہو، لیکن اگر ولی

امام محلّہ سے اعلم واتقی ہوتو ولی کا حق تقدم مقدم ہے۔
(کفایت المفتی ،ص۳۶۲ ج ۵۔طبع:ادارۃ الفاروق،کراچی)
اس فتوی کا حاصل بھی یہی ہے کہ غیر افضل ولی کے ہوتے ہوئے امام محلّہ مستحق امامت ہے۔
(۴)......محلے کی مسجد کا امام نماز جنازہ کا ولی و مستحق ہے۔(مرغوب الفتاوی ص۱۸۳ ج۳)
(۵)......اگر مذکور الصدر حضرات (خلیفۃ المسلمین‘ یا اس کا نائب یا قاضی) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو اب تین طرح کے افراد رہ جاتے ہیں: میت کے ورثاء‘ امام الحی اور دیگر اہل علم وفضل حضرات۔سو ولی یا امام الحی کی موجودگی میں کسی دوسرے صاحب فضل کی تقدیم میں کوئی فضیلت نہیں،اور ولی کے مقابلے میں امام الحی کو مقدم کرنا افضل ہے۔
(۶)......امام محلّہ صالح اور متقی ہو،اور میت زندگی میں اس کو اقتداء کے لئے پسند کرتا ہو تو ولی سے مقدم ہے۔(خیر الفتاوی،ص۲۶۸ ج۳)

محلّہ کے امام سے نماز جنازہ نہ پڑھوانے کے مفاسد

ہمارے زمانہ میں امام الحیّ کو مقدم نہ کرنے کے مفاسد درج ذیل ہیں:
(پہلا)......اس مسئلہ میں جہالت عام ہے،علماء بھی کم جانتے ہیں،اگر یہ سمجھ کر کہ افضل ہی تو ہے،امام الحی کو مقدم نہیں کریں گے تو جہالت بڑھتی ہی رہے گی،لہذا مسئلہ کی اشاعت کی خاطر امام الحی کو مقدم کرنا چاہئے۔
(دوسرا)......عموما جو لوگ امام الحی سے نماز جنازہ نہیں پڑھواتے ان کے دل میں کسی درجے میں امام الحی کی حقارت ہوتی ہے،سو یہ بڑا مفسدہ ہے۔
(تیسرا)......کسی بڑے مشہور عالم سے پڑھوانے میں بعض اوقات تفاخر ہوتا ہے،(میرے

والد صاحب کی نماز فلاں بزرگ، فلاں پیر صاحب، فلاں شیخ الحدیث صاحب نے پڑھائی) (چوتھا)...... نیز بعض اوقات جنازہ تیار ہو جانے کے باوجود مشہور صاحب کے انتظار میں نماز جنازہ میں تاخیر کی جاتی ہے، جبکہ شرعاً تعجیل کا حکم ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۴۳۰ ج ۱۰)

محلّہ کے امام اور جامع مسجد کے امام میں مستحق کون ہے؟

جن بستیوں میں مساجد تو کئی ہیں، مگر جمعہ کی نماز صرف ایک ہی مسجد میں ہوتی ہو، تو ایسی بستی کے میت کے لئے محلّہ کی امام سے جامع مسجد کے امام کی امامت افضل ہے۔

''وقال العتابی : امام مسجد الجامع اولی من امام مسجد المحلۃ''۔

(البنایۃ فی شرح ہدایہ (حاشیہ) ص ۴۷۷ ج ۳، طبع: مکتبہ حقانیہ، فصل فی الصلوۃ علی المیت)

ولی کی اجازت بھی ضروری نہیں

امام محلّہ صالح اور متقی ہو، اور میت زندگی میں اس کو اقتداء کے لئے پسند کرتا ہو تو ولی سے مقدم ہے۔ اسے رسمی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ (خیر الفتاوی، ص ۲۶۸ ج ۳)

روایت نمبر: ۸؍ بھی اس کی دلیل ہو سکتی کہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے بظاہر ولی کی اجازت کے بغیر ہی امام مسجد کو نماز کے لئے آگے کر دیا۔

شرعی عذر کی وجہ سے امام سے ناراضگی ہو تو دوسرے سے جنازہ پڑھوانا

کسی شرعی عذر کی وجہ سے اگر مرحوم محلّہ کے امام سے ناراض تھا، اور زندگی میں بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتا تھا، تو اس کی موت کے بعد ولی محلّہ کے امام کے علاوہ دوسرے کسی سے نماز جنازہ پڑھوا سکتا ہے۔ شامی میں ہے:

فعلی هذا لو علم انه کان غیر راض به حال حیاته ، ینبغی ان لا یستحب تقدیمه

۱۵ ، قلت : هذا مسلم ان كان عدم رضاه به لوجه صحيح ' والا لا ' تأمل۔

(شامی،ص۱۱۹ج۳(مکتبہ دارالباز،مکہ)، باب صلوة الجنازة ، مطلب فيبيان من هو احق بالصلوة على الميت)

اگر معقول وجہ سے محلّہ کے امام سے ناراض ہوتو جنازہ کی نماز محلّہ کے امام کے علاوہ کسی اور سے پڑھوائی جاسکتی ہے۔(خیرالفتاوی،ص۳۰۶ج۳)

کسی کے بارے میں نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت باطل ہے

فقہاء نے یہاں تک مسئلہ لکھا ہے کہ: اگر کوئی یہ وصیت کرے کہ میری نماز جنازہ فلاں صاحب پڑھائے ،تو ایسی وصیت باطل ہے،اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔بہتر یہی ہے کہ محلّہ کے امام سے نماز پڑھوادی جائے۔شامی میں ہے:

والفتوى على بطلان الوصية لغسله و الصلوة عليه۔

(درمختار ص۱۲۲ج۳(مکتبہ دارالباز،مکہ)، باب صلوة الجنازة)

کسی کو مقرر کرنا کہ میری نماز جنازہ فلاں پڑھاوے، یہ وصیت باطل ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۲۲۲ج۵،سوال نمبر:۲۸۸۷)

''عمدۃ الفقہ'' (۵۲۷ج۲) میں ہے: اگر میت نے وصیت کی کہ فلاں شخص میری نماز جنازہ پڑھاوے' یا فلاں شخص مجھے غسل دے تو وہ وصیت باطل ہے،اس کا جاری کرنا لازمی نہیں ہے،اوراس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہیں رہے گا،اسی پر فتوی ہے،البتہ ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اوراس سے پڑھوائے۔اسی طرح اگر وصیت کی کہ فلاں کپڑے کا کفن دیا جائے' یا فلاں جگہ دفن کیا جائے تو یہ وصیت باطل ہے اس پر عمل کرنا لازمی نہیں ہے۔

نوٹ :......اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس طرح کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے، وصیت کرسکتا

ہے، اور اکابر سے اس طرح کی وصیت کرنا ثابت ہے، مگر ولی پر اس وصیت کا پورا کرنا ضروری اور لازم نہیں ہے۔ جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کے نماز جنازہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ پڑھائے، مگر ان کی وفات کے بعد نماز جنازہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ: ان کی نماز جنازہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پڑھائے، مگر ان کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

ولی کے مستحق ہونے کی روایت

(۱۷)......[عن مسروق] عن عمر انه قال : الولی احق بالصلوۃ علیها۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۷۲ ج۳، باب من احق بالصلوۃ علی المیت ، رقم الحدیث:۶۳۷۴)

ترجمہ:......حضرت مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: ولی نماز کا زیادہ مستحق ہے۔

تشریح:......اس روایت کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ: اگر ولی محلّہ کے امام سے علم وفضل میں اعلی ہو تو وہ مستحق امامت ہے، اس لئے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز جنازہ کے لئے اپنے ورثاء واولیاء کے بجائے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے لئے وصیت فرمائی کہ میری جنازہ کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ عنہ پڑھائے، اس لئے اس وقت وہ مسجد کے امام تھے۔

نماز جنازہ کی وصیت کی روایت

(۱۸)......عن محارب بن دثار قال : اوصت ام سلمة ان یصلی علیها سعید بن زید۔

ترجمہ:......حضرت محارب بن دثار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے

وصیت فرمائی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پڑھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۹ ج۷، ما قالوا فیمن اوصی ان یصلی علیہ الرجل ، رقم الحدیث:

۱۱۴۱۵)

ترجمہ:...... حضرت محارب بن دثار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پڑھائے۔

(۱۹)......عن محارب قال :ان ام سلمة اوصت أن يصلى عليها سوى الامام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۰ ج۷، ما قالوا فیمن اوصی ان یصلی علیہ الرجل ، رقم الحدیث:

۱۱۴۲۱)

ترجمہ:...... حضرت محارب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی کہ ان کی نماز جنازہ امام کے علاوہ اور کوئی پڑھائے۔

تشریح:...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس لئے یہ وصیت فرمائی کہ اس زمانہ میں ولید بن عتبہ (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیٹا) مدینہ کا گورنر تھا (ممکن ہے کہ اس کے دینی حالات ٹھیک نہ ہوں) وہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے، اس لئے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ (سیر الصحابہ ص۶۵ ج۶، حصہ۱۰)

''اصابہ'' میں یہی ہے کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

(زرقانی ص۲۵۹ ج۴۔ سیرۃ المصطفی ﷺ ص۳۰۶ ج۳)

(۲۰)......عن ابی اسحاق : ان عبد الله بن مسعود اوصى: اذا انا مِت يصلِّى علَيَّ الزبير بن العوام ۔

ترجمہ:...... حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

عنہ نے وصیت فرمائی کہ جب میری وفات ہوجائے تو میری نماز جنازہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ پڑھائے۔

(سنن کبری بیہقی ص ۴۷ ج ۴، من قال الواصی بالصلوة اولی ان کان قد اوصی بها الیه ، رقم الحدیث:۶۸۹۸)

تشریح:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جب آخری وقت کا یقین ہوگیا تو آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اوران کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے مال واسباب اوراولاد نیز خوداپنی تجہیز وتکفین کے متعلق مختلف وصیتیں فرمائیں۔ مستنداور صحیح روایت کے مطابق امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

(سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم ،ص ۲۸۶ ج ۲)

(۲۱)...... اوصی عبد الله بن مغفل : قال : لیلنی اصحابی ولا یصلی علیّ ابن زیاد ، قال : فولیه ابو برزة و عائذ بن عمرو، و ناس من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(سنن کبری بیہقی ص ۴۷ ج ۴، من قال الواصی بالصلوة اولی ان کان قد اوصی بها الیه ، رقم الحدیث:۶۸۹۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ: میرے اصحاب میرے قریب رہیں اور میری نماز جنازہ ابن زیاد نہ پڑھائے۔ راوی فرماتے ہیں کہ: پس حضرت ابو برزہ اور حضرت عائذ بن عمرو اور رسول اللہ ﷺ کے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ولی ہوئے۔

(۲۲)......عن محمد قال : اوصی یونس بن جبیر أن یصلی علیه انس بن مالک۔

ترجمہ:......حضرت **محمد** رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت **یونس بن جبیر** رحمہ اللہ نے وصیت فرمائی کہ: ان کی نماز جنازہ حضرت **انس بن مالک** رضی اللہ عنہ پڑھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۹ ج۷، ما قالوا فیمن اوصی ان یصلی علیه الرجل ، رقم الحدیث: ۱۱۴۱۶)

(۲۳)......عن ابی حصین : ان عبیدة اوصی أن یصلی علیه الاسود۔

ترجمہ:......حضرت **ابوحصین** رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت **عبیدہ** رحمہ اللہ نے وصیت فرمائی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت **اسود** رحمہ اللہ پڑھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۹ ج۷، ما قالوا فیمن اوصی ان یصلی علیه الرجل ، رقم الحدیث: ۱۱۴۱۷)

(۲۴)......عن محمد قال : اوصی یونس بن جبیر أن یصلی علیه انس بن مالک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۹ ج۷، ما قالوا فیمن اوصی ان یصلی علیه الرجل ، رقم الحدیث: ۱۱۴۱۶)

ترجمہ:......حضرت **محمد** رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت **یونس بن جبیر** رحمہ اللہ نے وصیت فرمائی کہ: ان کی نماز جنازہ حضرت **انس بن مالک** رضی اللہ عنہ پڑھائے۔

(۲۵)......عن ابی اسحاق ، ان ابا میسرة اوصی أن یصلی علیه قاضی المسلمین شریح۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۹ ج۷، ما قالوا فیمن اوصی ان یصلی علیه الرجل ، رقم الحدیث: ۱۱۴۱۸)

ترجمہ:......حضرت **ابواسحاق** رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت **ابومیسرہ** رحمہ اللہ نے

وصیت فرمائی کہ:ان کی نماز جنازہ مسلمانوں کے قاضی حضرت شریح رحمہ اللہ پڑھائے۔

(٢٦)......ابو اسحاق قال: اوصی الحارث أن یصلی علیه عبد الله بن یزید۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۹ ج۷، ما قالوا فیمن اوصی ان یصلی علیه الرجل، رقم الحدیث: ١١٤١٩)

ترجمہ:......حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:حضرت حارث رحمہ اللہ نے وصیت فرمائی کہ:ان کی نماز جنازہ حضرت عبد اللہ بن یزید رحمہ اللہ پڑھائے۔

(٢٧)......عن ثابت البنانی : ان عائذ بن عمرو أوصی أن یصلی علیه ابو برزة۔

(مجمع الزوائد ص۱۰۴ ج۳، باب الصلوة علی الجنازة ، رقم الحدیث:٤١٥١)

ترجمہ:......حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:حضرت عائذ بن عمرو رحمہ اللہ نے وصیت فرمائی کہ:ان کی نماز جنازہ حضرت ابو برزہ رحمہ اللہ پڑھائے۔

تشریح:......وصیتوں کی ان روایات میں اور محلّہ کے امام کے مستحق ہونے میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے کہ: جب محلّہ کے ائمہ مستحق ہیں تو ان حضرات نے دوسروں کے لئے وصیت کیوں فرمائی ؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......بہت ممکن ہے کہ جن کے لئے وصیت کی ہو وہی حضرات اس وقت محلّہ کی مسجد میں امامت کے منصب پر فائز ہوں۔

اور الحمد للہ اس تاویل کا ایک قرینہ بھی مل گیا، وہ یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی زوجہ محترمہ کی نماز جنازہ خود پڑھائی اور فرمایا کہ:''انا احق بها ''۔فقہاء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو اس بات پر محمول کیا جائے گا ممکن ہے کہ آپ امام ہو۔

''عنایہ شرح ہدایہ'' میں ہے:

''وقال الشافعي : الزوج اولى ، لان ابن عباس(رضي الله عنهما) صلى على امرأته ، وقال : انا احق بها، .....وحديث ابن عباس(رضي الله عنهما) محمول على انه كان امام حيّ''۔

(البنایۃ فی شرح ہدایہ(حاشیہ)ص ۴۷۷ ج ۳، طبع: مکتبہ حقانیہ، فصل في الصلوة على الميت)

دوسرا جواب یہ ہے کہ:...... ممکن ہے جن کے لئے وصیت کی گئی ہے وہ ان کے وارث ہوں اور امام مسجد سے علم وفضل میں افضل واعلیٰ ہوں۔

تیسرا یہ کہ:...... محلّہ کے امام میں کوئی ایسا شرعی نقص ہو جس کی وجہ سے میت اس سے ناراض ہو۔

ان صورتوں میں محلّہ کے امام کے علاوہ دوسرے حضرات سے نماز جنازہ پڑھانے میں کوئی حرج نہیں۔

روایت نمبر:١٩ / میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے لئے وصیت فرمائی ،اس لئے کہ اس وقت مدینہ منورہ کا حاکم وگورنر ولید بن عتبہ (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیٹا) تھا،اوراس کی دینی حالت سے ناراضگی کی وجہ سے آپ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے لئے وصیت فرمائی،اس کا قرینہ یہ بھی ہے کہ دوسری روایت میں یہ فرمایا:''امام کے علاوہ''چونکہ ولید ہی امام تھا۔

روایت نمبر:٢٥ / میں قاضی شریح رحمہ اللہ کے لئے وصیت کی، چونکہ قاضی زیادہ مستحق ہے امام مسجد اور وارث سے۔

غائبانہ نماز جنازہ

اس رسالہ میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ مشروع ہی نہیں ہے۔ حضرت نجاشی رحمہ اللہ اور حضرت معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی غائبانہ نماز جنازہ کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی سید والمرسلین ، اما بعد ،

سیدنا وسید الفقہاء ، امام الائمہ ، رأس المجتہدین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر یہ عوامی الزام ضرور ہے کہ آپ کا حدیث میں وہ مقام نہیں ہے جو اور ائمہ کا ہے ، اور بعض نادانوں نے غضب ہی ڈھایا کہ آپ کو چند احادیث یاد تھیں ۔ ظاہر ہے یہ اعتراض کسی متعصب کا ہوسکتا ہے یا اس کے قائل کو بے عقل ہی کہا جا سکتا ہے ۔ فن اسماء الرجال کے اکابر کے اقوال اور شہادتیں آپ رحمہ اللہ کے متعلق جمع کی جائیں تو کم از کم ایک رسالہ چاہئے ۔ غائبانہ نماز جنازہ کے قائل ایک دوست سے کبھی کبھی تفریحی مناظرہ کا موقع ملتا تو وہ یہی کہتا کہ احناف کے پاس احادیث نہیں ہیں قیاس سے کام لے کر احادیث کی مخالفت کرتے ہیں ۔ اس کے اس سوال پر کہ غائبانہ نماز جنازہ حدیث سے ثابت ہے ، مگر احناف نہیں مانتے ، تمہارے پاس دلیل ہو تو لاؤ ! کے جواب کے لئے یہ چند اوراق جلدی میں لکھے تھے ۔ خیال آیا کہ یہ قلمی مسودات میں پڑے پڑے ضائع نہ ہو جائے تو اسے رسالہ کی شکل میں مرتب کر دیا ۔ اللہ تعالی قبول فرمائے اور احناف کے متعلق یہ غلط فہمی یا ہٹ دھرمی سے امت کو نجات عطا فرمائے ، آمین ۔

اس رسالہ کی بنیاد حضرت فقیہ عصر مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کا ایک فتوی اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمہ اللہ کا ایک مضمون ہے ۔ ان میں کچھ مزید تحقیق و حوالجات سے مزین کر کے تیار کیا گیا ہے ۔ اللہ تعالی ہر دو بزرگوں اور راقم کے لئے اس کو صدقۂ جاریہ بنائے آمین ۔

مرغوب احمد لاجپوری

نماز جنازہ کی ایک شرط یہ ہے کہ جنازہ سامنے ہو

غائبانہ نماز جنازہ مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔فقہاء نے نماز جنازہ کی صحت کی شرائط میں جنازہ کا سامنے ہونا بھی شرط قرار دیا ہے۔"درمختار" میں ہے:

"وکونه امام المصلی ....فلا تصح علی غائب " الخ۔

(درمختار ص۱۰۴ج۳، باب صلوۃ الجنازۃ ، کتاب الصلوۃ، ط: مکتبۃ دارالباز ، مکۃ المکرمۃ)

نجاشی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ

آنحضرت ﷺ نے نجاشی رحمہ اللہ (نجاشی حبشہ کے بادشاہوں کا لقب ہے۔یہ حبشی لفظ "نجوش" کی تعریب ہے،جس کے معنی حبشی میں بادشاہ کے ہیں) بادشاہ حبشہ (اس بادشاہ کا نام "اصحمہ" تھا۔(بخاری، باب موت النجاشی) کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه : ان رسول الله صلّی الله علیه وسلم نعی لهم النجاشی صاحب الحبشة فی الیوم الذی مات فیه ، الخ۔

(بخاری، باب موت النجاشی ،کتاب مناقب الانصار ، رقم الحدیث:۳۸۸۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے نجاشی رحمہ اللہ کے انتقال کی خبر (لوگوں کو) اسی روز پہنچائی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا۔

(مظاہر حق ص۱۱۰ج۲)

اس سے استدلال صحیح نہیں۔یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی۔

وصلوة الجنازة علی النجاشی ...خصوصیة۔

(درمختار ص۱۰۵ج۳، باب صلوۃ الجنازۃ ، کتاب الصلوۃ ، ط : مکتبۃ دارالباز ، مکۃ المکرمۃ)

نجاشی رحمہ اللہ کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کردیا گیا تھا

نیز روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کردیا گیا تھا۔صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ ہمیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔واحدی رحمہ اللہ نے اپنی ''اسباب النزول ''میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بغیر سند کے نقل کیا ہے:

''کشف للنبی صلی اللہ علیہ وسلم عن سریر النجاشی حتی رآہ و صلی علیہ''

اور ابن حبان رحمہ اللہ نے ''اوزاعی عن یحی بن ابی کثیر عن ابی قلابة عن ابی المھلب '' کے طریق سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے،جس میں وہ نبی پاک ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:

'' فقام و صفوا خلفه وهم لا یظنون الا ان جنازته بین یدیه ''

اور ''ابوعوانہ'' کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

'' فصلینا خلفه و نحن لا نری الا ان الجنازة قدامنا ''

البتہ اس پر مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اشکال ہوسکتا ہے جو ''صلوۃ علی النجاشی '' کا واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:'' فصففنا خلفه صفین وما نری شئیا''

(اخرجه الطبرانی ،کذا فی الفتح الباری ص١٨٩ج٣ ، باب الصفوف علی الجنازة)

''مجمع الزوائد''ص٣٩ج٣، باب الصلوة علی الغائب''میں یہ روایت اس طرح ہے:

((وعن ابن خارجة قال : لما بلغ النبی صلی اللہ علیه وسلم وفاة النجاشی قال : ان اخاکم قد توفی فخرجنا فصففنا و ما نری شئیا))

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ، وفیه حمران بن اعین ، وثقه ابو حاتم وابن معین وبقیة رجاله ثقات)

’’سنن ابن ماجہ‘‘ ص ۱۱۰، باب ما جاء فی الصلوة علی النجاشی ‘‘ میں یہ روایت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے ’’ وما نری شئیا ‘‘کی زیادتی کے بغیر آئی ہے۔

لیکن اس اشکال کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ نجاشی کے جنازے سے یہ حجابات بعض حضرات کے حق میں تو اٹھائے گئے ہوں اور بعض کے حق میں نہ اٹھائے گے ہوں۔ گویا ان کا نہ دیکھنا ان نمازیوں کے درجہ میں ہے جو جنازے کی موجودگی میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو، لیکن انہیں جنازہ نظر نہ آ رہا ہو۔

(کما یفھم ذلک من العمدۃ القاری ص ۱۱۹ ج ۸، باب الصفوف علی الجنازۃ ، وصرح بہ الحافظ فی الفتح ص ۱۸۹ ج ۳۔ درس ترمذی ص ۳۳۰ ج ۳)

نجاشی رحمہ اللہ کا اعزاز

نیز اس میں نجاشی رحمہ اللہ کا اعزاز بھی مقصود تھا۔ نجاشی رحمہ اللہ کی خدمات بہت ہیں۔ مکہ مکرمہ میں جب مشرکین مکہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بہت ہی ظلم وستم کے پہاڑ توڑے اور طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کیا کہ کسی طرح اسلام سے برگشتہ ہو جائیں تو آنحضور ﷺ کے حکم سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں نجاشی رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا بہت ہی اعزاز واکرام کیا اور ہر طرح ان کو راحت پہنچائی اور خود بھی حلقہ بگوش اسلام ہو کر مسلمان بن گئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ص ۹۹ ج ۱)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے جب مدینہ منورہ کا قصد کیا تو نجاشی رحمہ اللہ نے سب کا سفر خرچ اور زاد راہ دیا، اور مزید براں کچھ ہدایا اور تحائف بھی دیئے، اور ایک قاصد ہمراہ کیا، اور یہ کہا کہ: میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا ہے اس کی اطلاع

آنحضرت ﷺ کو کر دینا، اور یہ کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں، اور آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے استغفار یعنی دعائے مغفرت فرمائیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کو نجاشی رحمہ اللہ کا یہ پیغام دیا، آپ ﷺ اسی وقت اٹھے اور وضو کیا اور تین بار یہ دعا فرمائی ''اللهم اغفر للنجاشی'' اے اللہ! نجاشی رحمہ اللہ کی مغفرت فرما، اس پر سب مسلمانوں نے آمین کہا۔

(سیرۃ المصطفے ﷺ ص ۲۵۷ ج ۱)

ایسے وقت میں جب صحابہ رضی اللہ عنہم کا کوئی معاون و مددگار نہ تھا نجاشی رحمہ اللہ نے ان کو پناہ دی، اور ہر طرح مدد کی تو جب آنحضور ﷺ کو ان کی وفات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سمیت ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی۔اس میں نجاشی رحمہ اللہ کا اعزاز بھی مقصود ہے، لہذا یہ حکم عام نہ ہوگا اور اس سے استدلال صحیح نہ ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کا کسی صحابی وشہید رضی اللہ عنہم پر غائبانہ نماز نہ پڑھنا

خود آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے باہر شہید ہوئے اور ان کے شہید ہونے کی خبر خود آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دی، مگر ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی، حالانکہ خود حضور ﷺ کی ہدایت تھی کہ جب کسی کا انتقال ہوجائے تو مجھے اس کی اطلاع دو، اس لئے کہ میرا نماز پڑھانا مردے کے لئے باعث رحمت ہے۔ ''لایموتن احد منکم الا اٰذنتمونی به فان صلوتی علیه رحمة له''

(شامی، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب : هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی ؟ عمدۃ الفقہ ص ۵۱۷ ج ۲۔ ''نصب الرایة'' ص ۲٦۵ ر میں یہ روایت تھوڑے سے فرق سے آئی ہے)

اور فرمان خداوندی ہے:

﴿اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ﴾۔ (سورۂ توبہ، آیت ۱۰۳)

بے شک آپ کی دعا ان کے لئے باعث تسکین ہے۔

بیر معونہ کا واقعہ اور کسی شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھنا

بیر معونہ کا مشہور حادثہ پیش آیا جس میں ستر قراء صحابہ رضی اللہ عنہم کو دشمنان اسلام نے دھوکہ سے اپنے ساتھ لے جا کر بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔ حضور ﷺ کو اس سے بہت ہی صدمہ ہوا۔ ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی، مگر ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ [۱]

---

[۱] ...... واقعہ بیر معونہ: ...... یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال ماہ صفر میں پیش آیا۔ ابو براء عامر بن مالک مدینہ آیا، آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی، مگر اس نے قبول نہیں کیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے امید ہے کہ آپ صحابہ کو اہل نجد کی طرف بھیجے تو وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اہل نجد سے خطرہ ہے، اس نے کہا میں ساتھ ہوں۔ آپ ﷺ نے ستر چیدہ قراء کی جماعت اسلام کی تبلیغ و دعوت کے لئے روانہ کی اور حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کو امیر منتخب فرمایا۔ یہ حضرات روانہ ہوئے بیر معونہ میں قیام کیا (بیر معونہ ایک جگہ مکہ اور عسفان کے مابین واقع ہے۔ زرقانی ص ۷۴ ج ۲) تو حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں) کو آپ ﷺ کا والا نامہ جو عامر بن طفیل (بنی عامر کا رئیس) کے نام تھا سپرد فرمایا تھا وہ لے کر بھیجا۔ عامر نے والا نامہ دیکھنے سے پہلے ایک شخص (غالباً جبار بن سلمی رضی اللہ عنہ) کو اشارہ کیا اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جو پار ہو گیا، اسی وقت ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: ''اللہ اکبر فزت و رب الکعبۃ'' اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ یہی الفاظ قاتل کے لئے اسلام لانے کا سبب بن گئے۔ پھر عامر نے بنو عامر کو قتال پر ابھارا، مگر انہوں نے ابو براء کے پناہ کی وجہ سے انکار کر دیا تو بنی سلیم سے امداد چاہی۔ عصیہ، رعل اور ذکوان اس کی امداد کے لئے تیار ہو گئے، چنانچہ سب نے مل کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا قصور شہید کر ڈالا، صرف کعب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ باقی بچے (جو بعد میں غزوۂ خندق میں شہید ہوئے)۔

غزوۂ موتہ کے شہداء پر نماز جنازہ نہ پڑھنا

غزوۂ موتہ میں خود حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی، ان کے لئے دعائے مغفرت کی مگر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔[۱]

منذر بن محمد رضی اللہ عنہ اور عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ مویشی چرانے گئے تھے، یکایک آسمان پر پرندے اڑتے نظر آئے تو دیکھ کر گھبرا گئے کہ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے، جب قریب پہنچے تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہید پایا۔ اس پر عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: مدینہ چل کر اس واقعہ کی اطلاع کرنی چاہئے۔ منذر رضی اللہ عنہ نے کہا: خبر تو ہوتی رہے گی، شہادت کیوں چھوڑوں؟ الغرض دونوں بڑھے حضرت منذر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور عمرو رضی اللہ عنہ گرفتاری کے بعد رہا ہو کر مدینہ آئے۔ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ ایک مہینہ تک قنوت نازلہ پڑھی اور ان کے حق میں بددعا کی، جب وہ لوگ تائب و مسلمان ہو کر حاضر ہوئے تو قنوت کو ترک کر دیا۔

(سیرۃ المصطفی ﷺ ص ٢٦٧ ج ٢، زاد المعاد ص ٧٩٩ ج ٢)

[۱] ...... غزوۂ موتہ: ...... موتہ بہمزہ و بلا ہمزہ دونوں طرح آیا ہے۔ اس وقت اردن کے شہر عمان سے تقریباً ٢٠٠ ر کلومٹر پر واقع ہے۔ آج بھی یہاں ایک کشادہ اور وسیع میدان ہے، جس پر ''میدان الموتہ'' بورڈ لگا ہوا ہے۔ راقم کو الحمد للہ یہاں کی دو مرتبہ حاضری نصیب ہوئی۔ یہ غزوہ سن ٨ ھ میں ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے ایک قاصد حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو جب وہ حضرت ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر بصرہ کے بادشاہ کے پاس جا رہے تھے کہ راستہ میں شرحبیل نے گرفتار کر کے بصرہ کے حاکم کے پاس پیش کر دیا اور اس نے آپ کو قتل کر دیا۔ ہر دور میں ایلچی و قاصد کا قتل بدترین بدعہدی اور انسانیت سے گری ہوئی حرکت سمجھی جاتی تھی اور ہیں۔ آپ ﷺ نے اس واقعہ پر ایک لشکر ترتیب دے کر وہاں بھیجا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور ارشاد فرمایا: اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور وہ بھی شہید ہوں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے، اور اگر وہ بھی شہید ہوں تو مسلمان باہمی مشورہ سے جس کو چاہیں امیر منتخب کر لیں۔

اگر غائبانہ نماز جنازہ کا عام رواج ہوتا تو آپ ﷺ ہر ایک کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے اور آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پڑھتے، مگر اس کا صحیح طور پر ثبوت نہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی فوت ہوئے جو آپ ﷺ سے غائب تھے، مگر آپ ﷺ نے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

'' ولم يكن من هديه و سننه صلى الله عليه وسلم الصلوة على كل ميت غائب فقد مات خلق كثير المسلمين وهم غيب فلم يصل عليهم'' (زاد المعاد ص۵۱۹ ج۱)

لہذا اب کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھے، اگر پڑھے گا تو یہ خلاف سنت ہوگا۔(فتاوی رحیمیہ ص۳۷۳ ج۶)

نجاشی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کے جوابات

غائبانہ نماز جنازہ کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ آپ ﷺ نے نجاشی رحمہ اللہ کی

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سفر کے بعد معلوم ہوا کہ روم کا بادشاہ ہرقل ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ خود پہنچ چکا ہے اور چند قبائل نے ایک لاکھ مزید افراد امداد کے لئے جمع کر لئے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تین ہزار تھی، چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کے مشورہ اور بعد میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی ولولہ انگیز تقریر پر معرکہ پیش آیا، پھر بالترتیب تینوں حضرات شہید ہوئے تو مسلمانوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امیر بنالیا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

حضرت ﷺ نے اہل مدینہ کو غزوہ کی خبر سنائی۔ تینوں حضرات کی شہادت کو بیان فرمایا اور آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ ان حضرات کے مزارات میدان موتہ سے فاصلہ پر واقع ہیں اس بستی کا نام ''مزار'' مشہور ہے۔ اس وقت حکومت اردن نے تینوں مزارات کے ساتھ انہیں کے اسماء سے منسوب مسجد تعمیر کروائی ہیں۔ انتہی۔

نماز جنازہ پڑھی۔اس کے کئی جوابات دئے گئے ہیں۔اول یہ کہ اس روایت کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔اب دیکھنا ہے کہ راویٔ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔نجاشی رحمہ اللہ کا انتقال رجب ۹ ھ جمعرات کے دن ہوا۔(حاشیہ مؤطا)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۷ ھ میں ہوا۔(سیر الصحابہ ص۵۲ ج ۲۔مظاہر حق میں ص۱۰۴۲ ج ۵ میں ۵۷ ھ یا ۵۸ ھ لکھا ہے)

معلوم ہوا نجاشی رحمہ اللہ کے واقعہ کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: ۴۸ یا ۴۹ر سال زندہ رہیں۔کیا اس کا ثبوت ہے کہ اس طویل عرصہ میں راویٔ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کسی ایک میت پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

(مسلم ص۳۰۹ ج۱، کتاب الجنائز)

اب دیکھئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۴ ھ میں ہوا۔

(سیر الصحابہ ص۲۶۱ ج ۳،مظاہر حق ص۹۳۵ ج ۵)

اس طویل عرصہ تقریباً ۶۴ر سال میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ایک مرتبہ بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا ثبوت ہے؟

اسی طرح حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے راوی ہیں۔ان کی وفات ۵۲ ھ میں ہوئی۔(سیر الصحابہ ص۱۷۷ ج ۴،مستدرک حاکم ص۴۷۱ ج ۳،مظاہر حق ص۹۹۸ ج ۵)

۴۳ر سالوں میں انہوں نے کسی ایک کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی ہے؟

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے تو بات واضح فرمادی کہ:

”وما نحسب الجنازة الا موضوعة بين يديه“

یعنی ہم خیال نہیں کرتے ،مگر یہ کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہوا ہے۔

(مسند احمد ص۴۴۶ ج۴)

اور ’’ابن حبان‘‘ کے الفاظ ہیں: ’’وهم لايظنون الا ان الجنازة بين يديه ‘‘۔

(اعلاء السنن ص۲۸۴ ج۸ ، باب ان صلوته صلى الله عليه وسلم على الجنازة الغائبة عنه كانت لحضورها عنده على طريق المعجزة)

یعنی صحابۂ کرام خیال نہیں کرتے تھے مگر یہی کہ جنازہ حضرت ﷺ کے سامنے ہے۔’’ابوعوانہ‘‘ میں یہ الفاظ ہیں: ’’ نحن لا نرى الا ان الجنازة قد امنا‘‘۔

یعنی ہم نہیں دیکھتے تھے،مگر جنازہ ہمارے آگے ہے۔

(اعلاء السنن ص۲۸۶ ج۸ ، باب ان صلوته صلى الله عليه وسلم على الجنازة الغائبة عنه ، الخ)

معلوم ہوا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھ کر نجاشی رحمہ اللہ کا جنازہ پڑھا ہی نہیں کہ جنازہ غائب ہے، بلکہ اس خیال سے پڑھا کہ جنازہ حضور ﷺ کے سامنے ہے، بلکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو نظر بھی آیا۔

نجاشی رحمہ اللہ پر نماز جنازہ خصوصیت کی وجہ پڑھا گیا

رہا سوال کہ نجاشی رحمہ اللہ کے جنازہ کے ساتھ یہ خصوصی معاملہ کیوں پیش آیا؟ تو امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’الا يرى انه صلى على النجاشي بالمدينة وقد مات بالحبشة ، فصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بركة و طهور وليست كغيرها من الصلوات ، وهو قول ابى حنيفة رحمه الله‘‘

کیا نہیں دیکھتا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ میں نجاشی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ

پڑھی، حالانکہ وہ حبشہ میں انتقال کر گئے تھے۔آپ ﷺ کی نماز برکت والی اور پاک کرنے والی تھی اور دوسروں کی نمازوں کی نماز وں جیسی نہیں تھی ، یہی فرمان امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔(مؤطا محمد ص ۱۶۷)

نجاشی رحمہ اللہ پر حبشہ میں کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی

دوسری وجہ یہ تھی کہ نجاشی رحمہ اللہ کی وفات اپنے ملک میں ہوئی تھی اوران پر کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی ،اس لئے آپ ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ان الفاظ سے باب قائم کیا ہے ’’ باب فی الصلوۃ علی المسلم یموت فی بلاد الشرک ‘‘یعنی یہ باب اس مسلمان پر نماز جنازہ پڑھنے کے بیان میں ہے جو بلاد شرک میں فوت ہو جائے۔(ابوداؤد ص ۴۵۷ ج ۲)

اس بات کی شرح میں علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نجاشی رحمہ اللہ ایک مسلمان آدمی تھے۔رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی ،مگر وہ اپنا ایمان چھپاتے تھے،اور جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو مسلمانوں پر اس کی نماز جنازہ ادا کرنا واجب ہے۔نجاشی چونکہ اہل کفر میں مقیم تھے اور وہاں کوئی نہ تھا جو ان کی نماز جنازہ پڑھتا لہذا رسول اللہ ﷺ کے لئے ان کی نماز جنازہ پڑھنا ضروری تھا، کیونکہ آپ ﷺ ان کے نبی تھے اور لوگوں کی نسبت اسی کے زیادہ حق دار تھے،پس اسی سبب سے (واللہ اعلم) آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کی دعوت دی۔(معالم السنن ص ۳۱۰ ج ۱)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ: حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک نماز جنازہ مشروع ہی نہیں۔ جہاں تک نجاشی رحمہ اللہ کے واقعہ کا تعلق ہے سو یہ ان کی خصوصیت

ہے۔ نیز وہ مسلمان بادشاہ تھے، اور مسلمانوں کی انہوں نے بطور خاص مدد کی اور ان پر کسی نے نماز نہیں پڑھی تھی، اس لئے آپ ﷺ نے ان پر مدینہ منورہ میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ (درس ترمذی ص۲۹۹ ج۳)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''نبی کریم ﷺ نے نجاشی رحمہ اللہ کا جنازہ پڑھا، کیونکہ وہ کفار کے درمیان فوت ہوئے تھے اور ان کا جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ (زاد المعاد ص۵۲۰ ج۱)

''کما صلی النبی صلی اللہ علیہ علی النجاشی لانہ مات بین الکفار ولم یصل علیہ''۔

تیسری وجہ خصوصیت کی یہ ہے کہ: جب نجاشی اسلام لا چکے تھے تو اس کا تقاضا یہ تھا کہ ایک آدھ دفعہ تو خدمت اقدس میں حاضر ہوتے بالخصوص جب کہ کوئی مانع بھی نہیں تھا، پس ان کے اسلام کی اشاعت کے لئے آپ ﷺ نے ان کی نماز پڑھ کر اس کو ظاہر فرما دیا۔

چوتھی وجہ خصوصیت کی یہ ہے کہ: دوسرے بادشاہوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے اور جو دوسرے بادشاہ آپ ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے ان کے استیلاف قلوب کے لئے نجاشی پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ (نظام الفتاوی ص۸۳ ج۱)

ان حضرات کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی رحمہ اللہ پر کسی مسلمان پر نماز نہیں پڑھی تھی، مگر حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور یہ کہنا درست نہیں کہ نجاشی رحمہ اللہ کی نماز پہلے نہ پڑھی گئی ہوگی، کیونکہ وہ تو کھلم کھلا مسلمان ہو گئے تھے، اکثر وہاں موجود تھے ضرور نماز پڑھ کر دفن کیا ہوگا''۔

(باب الصلوۃ علی النجاشی، تقاریر حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ ص۱۲۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی فرماتے کہ مجھے کسی ایک روایت کا علم نہیں کہ نجاشی رحمہ اللہ پر حبشہ میں کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی: ''لم اقف فی شئی من الاخبار علی انه لم یصل علیه فی بلده احد''۔(فتح الباری ص۱۵۱ج۳۔اعلاء السنن ص۲۸۵ج۸)

غائبانہ نماز جنازہ کی دوسری دلیل

غائبانہ نماز جنازہ پر ایک استدلال حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تبوک میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی، حالانکہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔

(اسد الغابة ص۳۸۹ج۴، درس ترمذی ص۳۳۰ج۳)

اس دلیل کے جوابات

اس واقعہ کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

پہلا یہ کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔('' وقد روی هذا من طرق أخری ترکناها اختصارا و کلها ضعیفة''۔(تفسیر ابن کثیر ص۵۷۴ج۴، سورۂ اخلاص)

اور علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان احادیث کی سندیں قوی نہیں ہیں، اگر یہ احکام سے متعلق ہوتیں تو ان میں سے کوئی بھی قابل حجت نہ ہوتیں۔(الاستیعاب ص۳۷۵ج۳)

اور ظاہر ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ کا جواز احکام ہی کے متعلق ہے تو یہ سندیں کیسے حجت ہوسکتی ہیں؟

واقعہ کے راوی کا زندگی بھر عمل نہ کرنا

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس واقعہ کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا انتقال اس واقعہ کے ۸۴؍سال کے بعد: ۹۳ھ میں ہوا۔ان ۸۴؍سال میں سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کسی ایک کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ کی۔

نوٹ:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کا انتقال بصرہ میں: ۹۳ھ میں بعمر: ۱۰۳؍سال وفات پائی۔(سیر الصحابہ ص۱۲۲ ج۳)

''مظاہر حق'' میں سن وفات: ۹۱؍مرقوم ہے۔(مظاہر حق ص۹۲۳ ج۵)

معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ پر غائبانہ نماز جنازہ کی وجہ

تیسرا جواب یہ ہے کہ: نجاشی رحمہ اللہ کی اس واقعہ میں بھی کہ یہ ان کی خصوصیت تھی۔

(درس ترمذی ص۳۰۰ ج۳)

اور وجہ اس خصوصیت کی خود روایت میں موجود ہے:

" عن انس بن مالک رضی الله عنه قَالَ : نَزَلَ جِبْرِيْلُ عليه السلام على النبى صلى الله عليه وسلم فقال : يَا مُحَمَّد ! مَاتَ مُعَاوِيَةَ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْمَزَنِى ، اَفَتُحِبُّ اَنْ تُصَلِّىَ عَلَيْهِ ؟ قَالَ نَعَمْ ، قَالَ : فَضَرَبَ بِجَنَاحَيْهِ فَلاَ شَجَرَةٌ وَلاَ اَكَمَةٌ اِلَّا تَضَعْضَعَتْ وَ رُفِعَ سَرِيْرُهُ حَتّٰى نَظَرَ اِلَيْهِ ، وَصَلّٰى عَلَيْهِ ، وَخَلْفَهُ صَفَّانِ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ : كُلُّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ اَلْفاً ، وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلاَمُ : بِمَ نَالَ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ ؟ قَالَ : بِحُبِّهِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقِرَاءَ تِهٖ اِيَّاهَا ذَاهِباً وَجَائِياً وَقَائِماً وَقَاعِداً وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ"۔

(''مسند ابى يعلى'' رقم الحديث ٤٢٦٧، شعب الايمان للبيهقى ، رقم الحديث ٢٣٢٠و٢٣٢١، استيعاب على هامش الاصابة ج٣، رقم الحديث ٤٣٦، بحوالہ ''فضائل سورۂ اخلاص'' ص١٨)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یا محمد! معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے ہیں آپ ان پر نماز جنازہ پڑھنا پسند کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پر مارے تو تمام درخت اور تمام ٹیلے نظروں کے سامنے سے ہٹ گئے اور جنازہ کی چارپائی سامنے لائی گئی، حتی کہ آپ ﷺ نے اسے دیکھا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی، اور آپ ﷺ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں، ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ مقام کیسے پایا؟ انہوں نے جواب دیا: ﴿قل هو الله احد﴾ سے محبت کی وجہ سے اور آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے اور ہر حال میں اس کے پڑھنے کی وجہ سے۔

اس روایت پر ایک نظر

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی روایت میں ایک راوی محبوب بن ہلال ہیں۔ جن کے بارے میں ابوحاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں: " لیس بالمشهور " البتہ ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" فوضع جبرئيل عليه السلام جناحه الايمن على الجبال ، فتواضعت حتى نظرنا الى المدينة "

ایک اور روایت میں ہے:

" قال جبرئيل عليه السلام : فهل لک ان تصلى عليه فافيض لک الارض ؟ قال : نعم فصلى عليه "۔(درس ترمذی ص ۳۰۱ ج ۳)

اب ذرا اس روایت پر نظر ڈالیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ: آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا دایاں پر پہاڑوں پر رکھا، اور وہ دب گئے یہاں تک کہ مدینہ منورہ ہمیں نظر آنے لگا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر نماز جنازہ مشروع ہوتی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سوال کرنے کی پھر پر رکھ کر مدینہ منورہ دکھانے کی کیا ضرورت تھی؟ اور جب نظر آ گیا تو غائب کہاں رہا؟ اسی لئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس واقعہ سے نماز جنازہ پر دلیل پکڑنا جائز نہیں، کیونکہ پردے اٹھا دیئے گئے تو جنازہ حاضر ہو گیا (غائب نہ رہا)۔

(الاصابۃ ص ۴۳۷ ج ۳۔ تجلیات صفدر ص ج)

ذخیرۂ احادیث میں غائبانہ نماز جنازہ کے صرف دو واقعے ہیں

پورے ذخیرۂ حدیث میں غائبانہ نماز جنازہ کے صرف دو واقعے ملتے ہیں۔ ان کی توجیہات گذر چکیں۔

خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا عمل

خلاصہ یہ کہ حضرت ﷺ نے ان دو حضرات کے علاوہ نہ کسی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو پڑھنے کا حکم فرمایا، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں کتنے قاری صحابہ رضی اللہ عنہم مسیلمہ کذاب اور دیگر مرتدین سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے، اسی طرح حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے دور میں کتنے جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینۃ الرسول ﷺ سے باہر جام شہادت نوش فرمایا، یا بغیر شہادت کے وصال فرمایا، مگر کوئی ایک ثبوت نہیں ملتا کہ ان حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم نے کسی پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو، اور اس کا بھی ثبوت مشکل

ہے کہ ان حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم پر دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کیسی مظلومیت سے ہوئی۔ جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ اتوار کی رات کو کل سترہ افراد نے کابل سے مراکش تک کے فرماں روا کی نماز جنازہ حضرت زبیر یا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما کی امامت میں پڑھی۔ معلوم ہوا اس دور میں نماز جنازہ غائبانہ کا نام ونشان نہیں تھا۔ (سیر الصحابہ ص۲۲۱ ج۱)

ایک سوال کا دلچسپ جواب

حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ! غائبانہ نماز جنازہ کا کوئی انکار ہی نہیں کرسکتا، کیونکہ نماز جنازہ کی دعا میں " وشاھدنا وغائبنا" سب پڑھتے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ جیسے حاضر کا جنازہ جائز ہے غائب کا بھی جائز ہے۔

حضرت نے جواب دیا کہ: جنازہ کی دعا میں تو ''حینا و میتنا '' کے الفاظ بھی ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مردوں کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں، زندوں کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے؟۔ (تجلیات صفدر ص۶۰۴ ج۲)

آپ ﷺ کا میت پر نماز پڑھنے کی حرص کے باوجود غائبانہ نماز نہ پڑھنا

نبی پاک ﷺ کی شفقت امت پر اس قدر تھی کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں کسی کا وصال ہوجاتا، اور آپ ﷺ کو اطلاع نہ ہوتی، یا نہ کی جاتی، تو آپ ﷺ اس میت کی

قبر پر نماز جنازہ پڑھتے، اور بعض مرتبہ تنبیہ فرمائی کہ: "افلا کنتم اٰذنتمونی" تم نے مجھ کو کیوں خبر نہ کی؟۔ (مسلم ص ۳۱۰، فصل فی الصلوۃ علی القبر ، کتاب الجنائز)

کبھی فرمایا:

" لا یموت فیکم میت ما دمت بین اظھرکم ، الا یعنی اٰذنتمونی به ، فان صلوتی له رحمة " ۔(نسائی ، باب الصلوۃ علی القبر ، کتاب الجنائز)

یعنی جب تک میں تم میں موجود ہوں اس وقت تک اگر کوئی شخص وفات پا جائے تو مجھے بتا دیا کرو، کیونکہ میرا اس پر نماز جنازہ پڑھنا اس کے لئے رحمت ہے۔

حضرت ام سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی غیر موجودگی میں فوت ہوگئیں، جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو ان کی (قبر پر) نماز جنازہ پڑھی، جب کہ ان کی وفات کو ایک ماہ ہو چکا تھا۔

"ان ام سعد رضی الله عنها ماتت والنبی صلی الله علیه وسلم غائب فلما قدم صلی علیها وقد مضی لذلک شهر " ۔

(ترمذی ص ۲۰۱ ج ۱، باب ماجاء فی الصلوۃ علی القبر ، ابواب الجنائز)

اس شفقت وحرص کے باوجود آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی سوائے ان دو مرتبہ کے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ مشروع ہی نہیں۔ والله اعلم ۔

جنازہ کے چار مسائل

اور ان کے دلائل

اس رسالہ میں درج ذیل چار مسائل کے دلائل مع حوالہ لکھے گئے ہیں:

نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں رفع یدین نہیں......	نماز جنازہ میں قرأت........................
مسجد میں نماز جنازہ...........................	نماز جنازہ اور دعائے ثنا........................

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں رفع یدین نہیں

نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھوں کو اٹھایا جائے گا، اس کے بعد بقیہ تکبیروں میں ہاتھوں کا نہ اٹھانا بہتر ہے۔ اور بکثرت روایات اور آثار سے ثابت ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد ہاتھوں کو نہ اٹھایا جائے۔ اس مختصر مضمون میں ان روایات و آثار کو مکمل حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کا اٹھانا

نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھانا ہے یا نہیں؟ اہل علم کے درمیان یہ مسئلہ اختلافی ہے، ہمارے نزدیک صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھانا سنت ہے، بقیہ تکبیروں میں سنت نہیں ہے۔ ہمارے دلائل یہ ہیں: حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۱)......**لا ترفع الایدی فی الصلوۃ علی الجنازۃ الا فی اول تکبیرۃ ، قال ابن القاسم وحضرته غیر مرۃ یصلی علی الجنائز فما رأیته یرفع یدیه الا فی اول التکبیرۃ ، قال ابن القاسم : وکان مالک یری رفع الایدی فی الصلوۃ علی الجنازۃ الا فی اوّل تکبیرۃ۔** (المدونۃ الکبری ص۱۷۶ ج۱، باب رفع الایدی فی التکبیر علی الجنائز)

ترجمہ:......نماز جنازہ میں ہاتھوں کو اٹھانا پہلی تکبیر ہی میں ہے۔ حضرت ابن القاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں کئی مرتبہ آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ نماز جنازہ پڑھا رہے تھے' میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھوں کو اٹھایا ہوں۔ ابن القاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھوں کے اٹھانے کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

(۲)......**ولا ترفع الیدان فی الصلوۃ علی الجنازۃ الا فی اول تکبیرۃٍ فقط ' لانه لم یأت برفع الیدین فیما عدا ذلک نص ، ورُوی مثل قولنا هذا عن ابن مسعود وابن عباس ، وهو قول ابی حنیفة و سفیان۔**

(المحلی ص۱۸۱ ج۳، مسألۃ رفع الیدین فی الصلوۃ علی الجنازۃ)

ترجمہ:......نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے علاوہ (اور تکبیروں میں) ہاتھوں کو نہ اٹھایا جائے،

اس لئے کہ پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری تکبیروں میں ہاتھوں کو اٹھانے کے بارے میں کوئی نص نہیں آئی ہے، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح منقول ہے، حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

قاضی شوکانی صاحب لکھتے ہیں:

(۳)......والحاصل انه لم يثبت فى غير التكبيرة الاولى شیء يصلح للاحتياج به عن النبى صلى الله عليه وسلم۔

(نیل الاوطار ص۶۷ ج۴، باب القراءة على رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها)

ترجمہ:......خلاصۂ کلام یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھوں کو اٹھانے کے بارے میں آپ ﷺ سے کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں، جو دلیل بننے کے قابل ہو۔

آپ ﷺ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۱)......عن ابى هريرة رضى الله عنه : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كبّر على جنازة ' فرفع يديه فى اول تكبيرةٍ ' و وضع اليمنى على اليسرى۔

(ترمذی ص۲۰۶ ج۱، باب ما جاء فى رفع اليدين على الجنازة ، رقم الحديث:۱۰۷۷)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تھے تو پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے،

(۲)......عن ابن عباس رضى الله عنهما : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه على الجنازة فى اول تكبيرةٍ ' ثم لا يعود۔

(دارقطنی ص۶۲ ج۲،باب وضع اليمنى على اليسرى' ورفع الايدى عند التكبير، رقم الحديث:۱۸۱۴)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر دوبارہ (ہر تکبیر کے وقت) نہیں اٹھاتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے

(۳)......ان ابن عباس رضی الله عنهما: كان يرفع يديه على الجنازة فى التكبيرة الاولى ثم لا يرفع بعد، وكان يكبر اربعا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۷۰ ج۳، باب رفع اليدين فى التكبير على الجنائز، رقم الحديث:۶۳۶۲)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے، اور آپ چار تکبیریں کہتے تھے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے

(۴)......عن معمر قال: بلغه عن ابن مسعود مثل ذلک۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۷۰ ج۳، باب رفع اليدين فى التكبير على الجنائز، رقم الحديث:
۶۳۶۳)

ترجمہ:......حضرت معمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا ہی کرتے تھے۔ (یعنی نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوبارہ (ہر تکبیر کے وقت) نہیں اٹھاتے تھے، اور آپ چار تکبیریں کہتے تھے)۔

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۵)......عن موسى بن دهقان قال: رأيت أبان بن عثمان يصلّى على الجنازة، فكبّر

اربعا ' یرفع یدیه فی أول التکبیرة۔(جزء رفع الیدین للبخاری ص۱۵۶، رقم الحدیث:۱۰۹)

ترجمہ:......حضرت موسیٰ بن دہقان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے امیر مدینہ ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ: انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی، چار تکبیریں کہیں، اور پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۶)......عن الولید بن عبد الله بن جُمیع الزهری' قال : رأیت ابراهیم اذا صلّی علی جنازة رفع یدیه فکبر' ثم لا یرفع یدیه فیما بقی' وکان یکبر اربعا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۵ ج۷، فی الرجل یرفع یدیه فی التکبیر علی الجنازة ، من قال : یرفع یدیه فی کل تکبیرة ' ومن قال مرة ، رقم الحدیث:۱۱۵۰۴)

ترجمہ:......حضرت ولید بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو دیکھا کہ' آپ جب نماز جنازہ پڑھتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر (پہلی) تکبیر کہتے تھے، پھر باقی تکبیروں میں ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے، اور آپ چار تکبیریں کہتے تھے۔

(۷)......عن الثوری عمن سمع الحسن بن عبید الله عن ابراهیم : انه کان یرفع یدیه فی اوّل تکبیرة فی الصلوة علی المیت ثم لا یرفع بعد۔

(مصنف عبد الرزاق ص۴۷۰ ج۳، باب رفع الیدین فی التکبیر علی الجنائز ، رقم الحدیث: ۶۳۶۱)

ترجمہ:......حضرت حسن بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر ہی میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے، پھر دوسری تکبیروں میں نہیں اٹھاتے تھے۔

حضرت حسن بن عبید اللہ رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۸)......عن الحسن بن عبید الله: انه کان یرفع یدیه فی اوّل تکبیرة علی الجنازة۔

ترجمہ:......حضرت حسن بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: وہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر ہی میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۵ ج ۷، فی الرجل یرفع یدیه فی التکبیر علی الجنازة، من قال: یرفع یدیه فی کل تکبیرة، ومن قال مرة، رقم الحدیث:۱۱۵۰۵)

حضرت سوید رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۹)......عن نفاعة بن مسلم قال: کان سوید یکبر علی جنائزنا، فکان یرفع یدیه فی اوّل تکبیرة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۵ ج ۷، فی الرجل یرفع یدیه فی التکبیر علی الجنازة، من قال: یرفع یدیه فی کل تکبیرة، ومن قال مرة، رقم الحدیث:۱۱۵۰۸)

ترجمہ:......حضرت نفاعہ بن مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت سوید رحمہ اللہ ہمارے مرحومین (کی نماز جنازہ پڑھاتے تو) تکبیر کہتے، آپ پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

نماز جنازہ میں قرأت

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا بطور قرأت پڑھنا یا قرآن کریم کا پڑھنا درست نہیں، اور اس کے بجائے دعا افضل و اعلی ہے، اور بکثرت روایات اور آثار سے ثابت ہے۔ اس مختصر مضمون میں ان روایات و آثار کو مکمل حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

پیش لفظ

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا بطورقرأت پڑھنا یا قرآن کریم کا پڑھنا درست نہیں، اور اس کے بجائے دعا افضل واعلیٰ ہے، اور بکثرت روایات اور آثار سے ثابت ہے۔ حضرت سحنون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۱)......قال سحنون : قلت : لعبد الرحمن بن القاسم ای شیء یقال علی المیت فی قول مالک الدعاء للمیت ؟ قلت : فهل یقرأ علی الجنازة فی قول مالک ؟ قال : لا ...... ابن وهب عن رجال من اهل العلم عن عمربن الخطاب وعلی ابن ابی طالب ' وعبید بن فضالة ' وابی هریرة ' وجابر بن عبد الله ' وواثلة بن الاسقع ' والقاسم وسالم بن عبد الله ' وابن المسیب ' و ربیعة ' وعطاء ' ویحی بن سعید انهم لم یکونوا یقرئون فی الصلوة علی المیت ، وقال مالک : لیس ذلک بمعمول به انما هو الدعاء ' ادرکت اهل بلادنا علی ذلک۔

(المدونۃ الکبریٰ ص۱۷۴ج۱، باب القراء ة علی الجنازة)

ترجمہ:......میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے قول میں کہ میت پر کیا پڑھنا چاہئے؟ انہوں نے فرمایا: میت کے لئے دعا ہے، میں نے کہا: کیا امام مالک رحمہ اللہ کے قول کے مطابق نماز جنازہ میں قرأت ہوتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔

حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: بہت سے اہل علم' مثلا: حضرت عمر بن خطاب' حضرت علی بن ابی طالب' حضرت عبید بن فضالہ' حضرت ابو ہریرہ' حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم، اور حضرت قاسم بن محمد' حضرت سالم بن عبداللہ'

حضرت سعید بن مسیّب، حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت یحی بن سعید رحمہم اللہ، نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ہمارے شہر (مدینہ منورہ) میں اس پر عمل نہیں، نماز جنازہ صرف دعا ہے، میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔ (حدیث اور اہل حدیث ص ۸۶۹)

معلوم ہوا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اکابر تابعین کا عمل بھی یہی تھا کہ نماز میں دعا اعلی وافضل ہے۔ احادیث وآثار درج ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

آپ ﷺ نے فرمایا: نماز جنازہ میں اخلاص کے ساتھ دعا کرو

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : اذا صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء۔

(ابوداؤدص۱۰۰ج۱، باب الدعاء على للميت ، رقم الحديث:۳۱۹۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جب تم کسی میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو۔

تشریح:......اس حدیث میں کسی طرح کی قرائت کا کوئی ذکر نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں حمد‘ درود اور دعا پر اکتفا فرماتے

(۲)......عن علی رضى الله عنه انه اذا كان صلى على ميت : يبدأ فيحمد الله ‘ ويصلّى على النبى صلى الله عليه وسلم ‘ ثم يقول : اللهم اغفر لاحيائنا وامواتنا ‘ والِّف بين قلوبنا ‘ واصلح ذات بيننا ‘ واجعل قلوبنا على قلوب خيارنا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ج۷، باب ما يبدأ به فى التكبيرة الاولى فى الصلوة عليه والثانية والثالثة والرابعة ، رقم الحديث:۱۱۴۹۴)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھاتے تو اللہ تعالی کی حمد وثنا سے ابتدا فرماتے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتے‘ پھر یہ دعا مانگتے: اے اللہ! ہمارے مرحومین کی اور ہمارے زندوں کی مغفرت فرما‘ اور ہمارے دلوں کو جوڑ دیں‘ اور ہمارے اندر کی حالات کی اصلاح فرمادیجئے، اور ہمارے دلوں کو اخیار اور اچھوں کے دلوں کی طرح بنادیجئے۔

تشریح:......اس حدیث میں قرأت کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسری روایت میں یہ دعا تھوڑی اور تفصیل سے آئی ہے:

''اللھم اغفر لاحیائنا و امواتنا ' والِّف بین قلوبنا ' واصلح ذات بیننا ' واجعل قلوبنا علی قلوب خیارنا ' اللھم اغفر له ' اللھم ارحمه ' اللھم ارجعه الی خیر مما کان فیه ' اللھم عفوک''۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۴۸۷ ج ۳، باب القراء ة الدعاء فی الصلوة علی المیت ، رقم الحدیث: ۶۴۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں دعا پڑھتے تھے

(۳)......مالک عن سعید ابن ابی سعید المَقبُری عن ابیه : انه سأل ابا هریرة رضی الله عنه کیف تصلی علی الجنازة ؟ فقال ابو هریرة : انا لعمر الله اخبرک : اتبعها من اهلها ' فاذا وضعت کبرتُ و حمدتُ الله وصلیتُ علی نبیه ، ثم اقول : اللهم انه عبدک وابن عبدک وابن امتک ' کان یشهد ان لا اله الا انت ' وان محمدا عبدک ورسولک ' وانت اعلم به ' اللهم ان کان محسنا فزد فی احسانه ' وان کان مسیئا فتجاوز عن سیاته ' اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده۔

(مؤطا امام مالک ص ۲۰۹ ج ۱، باب ما یقول المصلی علی الجنازة ، رقم الحدیث: ۶۳۸)

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ حضرت سعید مقبری رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: آپ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اللہ کی قسم میں تمہیں ضرور بتلاؤں گا، میں جنازہ والے گھر سے ہی جنازہ کے ساتھ ہو جاتا ہوں، جب جنازہ

(نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں، نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں، پھر یہ دعا پڑھتا ہوں: اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے اور آپ کے بندے کا بیٹا ہے اور آپ کی بندی کا بیٹا ہے، یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ اس کو زیادہ جانتے ہیں، اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی میں اور اضافہ کیجئے اور اگر برا (اور گنہگار) تھا تو اے اللہ! اس کے گناہوں کو معاف فرما دیجئے، اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کیجئے اور اس کے بعد کسی آزمائش میں مبتلا نہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے

(۴)......مالک عن نافع : ان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما : کان لا یقرأ فی الصلوة علی الجنازة۔

(مؤطا امام مالک ص۲۰۹ ج۱، باب ما یقول المصلی علی الجنازة ، رقم الحدیث:۶۴۰)

ترجمہ:...... حضرت امام مالک رحمہ اللہ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

تشریح:......اس حدیث میں قرأت نہ کرنے کی صراحت ہے۔

فرمان ابن مسعود رضی اللہ عنہ: نماز جنازہ میں جو بہتر دعا ہو وہ اختیار کرو

(۵)......روی عن ابن مسعود رضی الله عنه ، انه سئل عن صلوة الجنازة هل یقرأ فیها ؟ فقال : لم یوقت لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم قولا ولا قرائة ، وفی روایة : دعاء و لا قرائة ، کبر ما کبر الامام واختر من اطیب الکلام ما شئت ، وفی روایة : واختر من الدعاء اطیبه۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ان سے نماز جنازہ میں قرأت کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے کوئی خاص کلام اور قرأت مقرر نہیں فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ: کوئی خاص دعا اور قرأت مقرر نہیں فرمائی، جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، اور جو اچھے سے اچھا کلام چاہو اختیار کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: جو بہتر دعا ہو وہ اختیار کرو۔

(بدائع الصنائع ص۳۱۳ ج۱، فصل: بیان کیفیة الصلوة علی الجنازة)

نماز جنازہ میں قرآن کے کسی حصہ کی بھی قرأت نہیں ہے

(۶)......روی عبد الرحمن بن عوف وابن عمر انهما قالا : لیس فیها قراءة شیء من القرآن۔ (بدائع الصنائع ص۳۱۳ ج۱، فصل: بیان کیفیة الصلوة علی الجنازة)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ: ان دونوں نے فرمایا کہ: نماز جنازہ میں قرآن کے کسی حصہ کی بھی قرأت نہیں ہے۔

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نماز جنازہ میں قرائت نہیں

(۷)......عن موسی بن عُلَی عن ابیه قال : قلت لفضالة بن عبید: هل یُقرأ علی المیت شئی ؟ قال : لا ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال لیس علی الجنازة قراءة ، رقم الحدیث:۱۱۵۲۵)

ترجمہ:......حضرت موسی بن علی رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے حضرت فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ: کیا میت پر (نماز جنازہ میں) قرأت کی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

نماز جنازہ میں: حمد' درود' دعا اور سلام

(۸)......عن الشعبی قال : فی التکبیرة الاولٰی : یبدأ بحمد الله والثناء علیه ' والثانیة صلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم ' والثالثة دعاء للمیت' و الرابعة للتسلیم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ ج۷، باب یبدأ فی التکبیرة الاولی فی الصلوة علیه والثانیة والثالثة والرابعة ، رقم الحدیث:۱۱۴۹۳۔مصنف عبدالرزاق ص۴۹۱ ج۳، باب القراء ة و الدعاء فی الصلوة علی المیت ، رقم الحدیث:۶۴۳۴)

ترجمہ:......حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالی کی حمد وثنا سے ابتدا کرے، دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرے، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے۔

نماز جنازہ میں: حمد' درود' دعا اور سلام

(۹)......عن ابراهیم النخعی قال : الاولی الثّناء علی الله ' والثانیة صلوةٌ علی النبی صلی الله علیه وسلم ' والثالثة دعاء للمیت ' والرّابعة سلام تسلِّم۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلی تکبیر کے بعد اللہ جل شانہ کی حمد وثنا بیان کی جائے گی، دوسری کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے گا، تیسری کے بعد میت کے لئے دعا ہوگی، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے گا۔

(کتاب الآثار (لابی حنیفة بروایة الامام محمد) ص۴۸ ج۱، باب الصلوة علی الجنازة ، رقم الحدیث:۲۳۸۔المختار شرح کتاب الآثار ص۱۷۶، باب الصلوة علی الجنازة ، رقم الحدیث:۲۳۸)

نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے

(١٠)......عن عبد الله بن ایاس ' عن ابراھیم ' وعن ابی حصین ' عن الشعبی قالا : لیس فی الجنازة قراء ة۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت امام شعبی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص٢٥٩ ج٧، باب من قال لیس علی الجنازة قراء ة ، رقم الحدیث:١١٥٢٨)

(١١)......عن حماد عن ابراھیم قال: سألته أیقرأ علی المیت اذا صلی علیه ؟ قال: لا۔

(مصنف عبدالرزاق ص٤٩١ ج٣، باب القراء ة و الدعاء فی الصلوة علی المیت ، رقم الحدیث: ٦٤٣٣)

ترجمہ:......حضرت حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ: کیا میت پر نماز میں قرأت ہے؟ فرمایا: نہیں۔

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے

(١٢)......عن ایوب عن محمد انه کان لا یقرأ علی المیت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص٣١٣ ج١ ص٢٥٨ ج٧، من قال لیس علی الجنازة قراء ة ، رقم الحدیث: ١١٥٢٣)

ترجمہ:......حضرت ایوب رحمہ اللہ' حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

(١٣)......عن ایوب عن ابن سیرین : کان لا یقرا فی شیء من التکبیرات ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت ایوب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کسی تکبر

کے بعد قرأت نہیں کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۹۱ ج۳، باب القراءۃ و الدعاء فی الصلوۃ علی المیت ، رقم الحدیث: ۶۴۳۲)

ہم نے نماز جنازہ میں قرأت کرنے کے بارے میں نہیں سنا

(۱۴)......عن حجاج قال : سألت عطاء عن القراءۃ علی الجنازۃ ؟ فقال : ما سمعنا بهذا الا حديثا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۲۷)

ترجمہ:......حضرت حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے نماز جنازہ میں قرأت کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: ہم نے اس کے بارے میں نہیں سنا۔

حضرت ابن طاؤس اور حضرت عطاء رحمہما اللہ قرأت کا انکار کرتے تھے

(۱۵)......عن ابن طاؤس عن ابيه و عطاءٍ :انهما كانا ينكران القراءۃ على الجنازۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۲۹)

ترجمہ:......حضرت ابن طاؤس رحمہ اللہ اپنے والد سے اور حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: یہ دونوں حضرات نماز جنازہ میں قرأت کا انکار کرتے تھے۔

ابوبکر بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نماز جنازہ میں قرأت کو نہیں جانتا

(۱۶)......عن ابی بکر بن عبد الله قال : لا اعلم فيها قراءۃ۔

ترجمہ:......حضرت ابوبکر بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نماز جنازہ میں قرأت کو نہیں جانتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۹ ج ۷، من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۳۰)

محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے

(۱۷)......عن محمد بن عبد اللہ بن ابی سارۃ قال : سألت سالما ' فقلت : القراءۃ علی الجنازۃ ؟ فقال : لا قراءۃ علی الجنازۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۹ ج ۷، من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۳۲)

ترجمہ:......حضرت محمد بن عبداللہ بن ابی سارہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت سالم رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ: میں نماز جنازہ میں قرأت کروں؟ تو آپ نے فرمایا: نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے۔

سورۂ فاتحہ صرف رکوع وسجود والی نماز ہی میں پڑھی جاتی ہے

(۱۸)......عن ابی المنہال ' قال : سألت ابا العالیۃ عن القراءۃ فی الصلوۃ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب ؟ فقال : ما کنت احسب ان فاتحۃ الکتاب تُقرأ الا فی صلوۃ فیھا رکوع وسجود ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۸ ج ۷، من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۲۴)

ترجمہ:......حضرت ابوالمنہال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابوالعالیہ الریاحی رحمہ اللہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے متعلق سوال کیا،تو آپ نے فرمایا: میرا تو یہی خیال ہے کہ سورۂ فاتحہ صرف رکوع وسجود والی نماز ہی میں پڑھی جاتی ہے۔

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجازت چاہنے پر جواب دیا: نہیں

(۱۹)......عن سعيد بن ابی بردة عن ابيه قال : قال له رجل : اقراء على الجنازة بفاتحة الكتاب ؟ قال : لا تقرأ۔

ترجمہ:...... حضرت سعید رحمہ اللہ اپنے والد حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ان سے کسی نے سوال کیا کہ: میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال ليس على الجنازة قراء ة ، رقم الحديث:۱۱۵۲۶)

....

خاتمہ...... چند مفید باتیں

سورۂ فاتحہ اور قرأت کے قائلین کی بڑی دلیل حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا عمل جو ''بخاری شریف'' اور چند کتب میں مذکور ہے:

(۱)......عن طلحة بن عبد الله بن عوف قال : صليت خلف ابن عباس رضى الله عنهما على جنازة ، فقرأ بفاتحة الكتاب ، قال : لتعلموا انها سنة۔

(بخاری ص۳۱۳ ج۱، باب قراء ة فاتحة الكتاب على الجنازة ، رقم الحديث:۱۳۳۵)

ترجمہ:...... حضرت طلحہ بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ایک جنازہ کی نماز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے پڑھی، تو آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی، پھر فرمایا کہ: میں نے سورۂ فاتحہ اس لئے پڑھی ہے کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔

''نسائی شریف'' میں اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ:

’’فقرأ بفاتحة الكتاب و سورةٍ ‘ وجهر حتى اسمعنا ‘ فلما فرغ اخذت بيده فسألته ‘ فقال : سنة و حق ‘‘۔(نسائی، الدعاء ، رقم الحدیث:۱۹۸۹)

یعنی سورۂ فاتحہ اور ایک سورت بھی (پڑھی) اور بلند آواز سے پڑھی‘ یہاں تک کہ ہم کو سنایا، پھر جب آپ نماز پڑھا چکے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا‘ اور پھر اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ: سنت اور حق ہے۔

’’نسائی شریف‘‘ میں ایک روایت میں ہے کہ:

’’ فسمِعْتُه يقرأ بفاتحة الكتاب ‘ فلما انصرف اخذت بيده فسألته ‘ فقلت له : اتقرأ ؟ فقال : نعم ‘ انه حق و سنة ‘‘۔(نسائی، الدعاء ، رقم الحدیث:۱۹۹۰)

یعنی میں نے سنا کہ آپ سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے، جب آپ نے سلام پھیرا تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان سے پوچھا کہ: آپ جنازہ میں قرأت کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: یہ حق اور سنت ہے۔

’’نسائی شریف‘‘ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی بھی اس سلسلہ میں ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

(۲)......عن ابى امامة انه قال : السنة فى الصلوة على الجنازة ان يقرأ فى التكبيرة الاولى بام القرآن مُخَافَته ‘ ثم يكبر ثلا ثا ‘ والتسليم عند الآخرة۔

(نسائی، الدعاء ، رقم الحدیث:۱۹۹۱)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جنازہ کی نماز میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر میں سورۂ فاتحہ آہستہ سے پڑھی جائے، پھر تین تکبیریں کہی جائے، اور آخر میں سلام پھیرا جائے۔

تشریح:......امام نسائی رحمہ اللہ نے باب قائم فرمایا تو قرأت سے نہیں بلکہ دعا سے، فتدبر۔

ان احادیث کی روشنی میں چند باتیں قابل غور ہیں:

(۱)......پورے ذخیرۂ احادیث میں صرف ان دو حضرات ہی سے صحیح سند سے یہ مروی ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔

(۲)......ان کے علاوہ جتنی روایتیں ہیں، ان کی اسناد صحیح نہیں، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ’’ویذکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر ان یقرأ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب، ولا یصح اسنادہ‘‘۔

(زادالمعاد، فصل : انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یصلی علی المدین)

(۳)......خلفائے ارشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں کہ انہوں نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی ہو، بلکہ اس کے خلاف بعض حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے صراحت سے ثابت ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔

(۴)......’’بخاری شریف‘‘ کی روایت میں اختصار ہے اور’’ نسائی شریف‘‘ میں تفصیل ہے، جس میں صراحت ہے کہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا، اور پوچھا: جنازہ میں قرأت کیسی؟

معلوم ہوا کہ یہ عمل ایک غیر معروف عمل تھا۔ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول سورۂ فاتحہ پڑھنے کا نہیں تھا، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو سوال کرنا پڑا، اگر عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ سنت رائج ہوتی تو اس پر تعجب اور سوال کی کیا ضرورت تھی؟۔

(۵)......یہ روایت خود بتلا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی تھی، اگر آپ ﷺ کا یہ دائمی عمل ہوتا تو ناممکن تھا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم سے یہ سنت پوشیدہ رہتی۔

(۶)......حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس کو سنت کہنا ،تو اس کا جواب یہ ہے کہ: سورۂ فاتحہ پڑھنے کو بطور قرأت سنت نہیں فرمایا، بلکہ ان حضرات کا مقصود یہ تھا کہ جس طرح نماز جنازہ میں تکبیر اولی کے بعد ثنا اپنے مخصوص الفاظ میں پڑھی جاتی ہے،اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ سورۂ فاتحہ کو بھی بطور ثنا پڑھا جائے۔

(۷)......اس مطلب کو اختیار کرنے میں ساری احادیث پر عمل ہوگا، اور کسی قسم کا کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا، نہ جمہور مسلمین کی مخالفت کا الزام عائد ہوتا ہے،اس لئے کہ جمہور کے نزدیک سورۂ فاتحہ کو دعا کی نیت سے پڑھا جائے تو جائز ہے،اور یقیناً یہ طریقہ بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

(۸)......''بخاری شریف'' کی روایت میں سورۂ فاتحہ کا ذکر ہے،''نسائی شریف'' میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت کا بھی ذکر ہے،تو اگر سورۂ فاتحہ ضروری ہے تو دوسری سورت کو بھی واجب کہنا پڑے گا،اوراس کا کوئی قائل نہیں۔

(۹)......پھر بعض روایتوں میں جہراور زور سے پڑھنے کا بھی ذکر ہے تو زور سے پڑھنا بھی سنت ہوگا، یااس کو بھی واجب کہنا پڑے گا۔

(۱۰)......اگر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی بنا پر سورۂ فاتحہ کو سنت سمجھا جائے تو جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصا حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا سنت کو ترک کرنا لازم آئے گا۔(ملخص از: ارمغان حق،ص ۱۱۶ ج ۲)

(۱۱)......بعض حضرات نے نماز جنازہ میں قرأت پر عجیب دلیل پیش کی ہے کہ: جس طرح تمام فرض نمازوں میں قرأت فرض ہے،اسی طرح نماز جنازہ میں بھی قرأت فرض ہے۔

یہ دلیل اس لئے صحیح نہیں کہ نماز جنازہ دیگر فرض نمازوں سے اپنے ارکان کے اعتبار سے مختلف ہے، مثلاً باقی نمازوں میں رکوع وسجود فرض ہیں، مگر نماز جنازہ میں فرض نہیں۔

(۱۲) ...... بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ: جب صحابی کسی مسئلہ میں سنت کی صراحت فرمادیں تو یہ صراحت' حدیث مرفوع کے حکم میں ہوجاتی ہے، لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا سنت کہنا دیگر دلائل سے بے پرواہ کردیتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: جس خبر واحد میں کسی مسئلہ کے مسنون ہونے کی تصریح ہوتو اس خبر واحد سے اس مسئلہ کی فرضیت پر استدلال کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ یہ امر بھی قطعی نہیں ہے کہ اس سے مراد سنت رسول اللہ ﷺ ہے یا سنت صحابی؟ اور چونکہ دوسرے دلائل سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کی ممانعت آئی ہے، اس لئے اس حدیث کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کو بطور ثنا پڑھنے کو سنت فرمایا ہے، اس لئے کہ سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالی کی حمد وثنا ہے۔

(شرح مسلم (مع تصرف) ص۷۹۷ ج۲)

مسجد میں نماز جنازہ

بلاکسی عذر کے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام اکثر نماز جنازہ مسجد سے باہر جنازہ کی جگہ پر پڑھتے تھے،بعض اوقات کسی مجبوری یا عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی ہے،اور یہی مسلک بکثرت روایات اور آثار سے ثابت ہے۔اس مختصر مضمون میں ان روایات وآثار کو مکمل حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

پیش لفظ

مسجد میں بلاضرورت جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔حنفیہ میں شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے۔

(فتح القدیر ص۹۱ ج۲، تحت شرح : ولا یصل علی میت فی مسجد جماعة)

اوران کے شاگرد علامہ قاسم قطلو بغا رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

(منحة الخالق بهامش البحر الرائق ص۱۸۷ ج۲)

پھر جنازہ مسجد سے باہر ہو اور نمازی مسجد میں ہوں،تو کیا حکم ہے؟ اس بارے میں دونوں قول ہیں۔حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے نزدیک راجح قول یہی ہے کہ جنازہ مسجد سے باہر ہو تب بھی مکروہ ہے۔اور حضرت رحمہ اللہ نے حضرت نجاشی رحمہ اللہ کے واقعہ سے استدلال فرمایا ہے کہ: حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی نعش مسجد میں نہیں تھی ، پھر بھی آپ ﷺ مسجد سے باہر غائبانہ نماز پڑھائی۔

پھر جگہ کی تنگی یا بارش وغیرہ عذر کی بنا پر مسجد میں نماز جنازہ درست ہے،اس صورت میں بھی بہتر یہ ہے کہ میت' امام اور بعض مقتدی مسجد سے باہر ہوں اور بقیہ مسجد میں،اس لئے کہ یہ صورت بعض حنفیہ کے نزدیک بغیر عذر کے بھی جائز ہے۔(درس ترمذی ص۳۱۱ ج۳)

امام دارالہجرہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۱)......واکره ان توضع الجنازة فی المسجد ' فان وضعت قرب المسجد للصلوة علیها فلا بأس ان یصلی مِن المسجد علیها بصلوة الامام الذی یصلی علیها اذا ضاق خارج المسجد باهله۔

(المدونة الکبریٰ ص۱۷۷ ج۱، باب الصلوة علی الجنازة فی المسجد)

ترجمہ:......میں جنازہ کے مسجد میں رکھے جانے کو مکروہ سمجھتا ہوں، ہاں اگر نماز جنازہ کے لئے مسجد کے قریب جنازہ رکھا جائے تو پھر اس شخص کے لئے نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو مسجد میں ہو اور جنازہ پڑھانے والے امام کی اتباع میں جنازہ پڑھے، یہ بھی اس وقت ہے جب کہ مسجد کے باہر کی جگہ جنازہ پڑھنے والوں کی وجہ سے تنگ ہو جائے۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۲)......لا یصلی علی جنازۃ فی المسجد ' وکذلک بلغنا عن ابی ھریرۃ ' وموضع الجنازۃ بالمدینۃ خارج من المسجد ' وھو الموضع الذی کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی علی الجنازۃ فیہ۔

(مؤطا امام محمد ص ۱۶۹۔ مؤطا امام محمد (مترجم) ص ۱۵۳، باب الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد)

ترجمہ:......حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت پہنچی ہے، مدینہ منورہ میں جنازہ کی جگہ مسجد نبوی سے باہر ہے، اور یہ وہی جگہ ہے جہاں آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۳)......والصواب ما ذکرناہ اوّلا ' وان سنتہ و ھدیہ الصلوۃ علی الجنازۃ خارج المسجد الا لعذر ' وکلا الامرین جائز ' والافضل الصلوۃ علیھا خارج المسجد۔

(زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ص ۱۴۰ ج ۱، فصل : فی الاسراع بتجھیز المیت)

ترجمہ:......درست بات وہی ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، اور آپ ﷺ کی سنت اور

آپ ﷺ کا طریقہ نماز جنازہ مسجد سے باہر ہی پڑھنا ہے، الا یہ کہ کوئی عذر پیش آ جائے، اور دونوں امر جائز ہیں، لیکن افضل یہی ہے کہ نماز جنازہ مسجد سے باہر پڑھی جائے۔

آپ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ، جنازہ پڑھنے کی جگہ میں پڑھائی

(۱)......عن ابی هريرة : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نعى النجاشى فى اليوم الذى مات فيه ' خرج الى المصلى ' فصفّ بهم و كبر اربعا۔

(بخاری، باب الرجل ينعى الى اهل الميت بنفسه ، رقم الحديث:۱۲۴۵)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی موت کی خبر دی جس دن وہ فوت ہوئے، آپ ﷺ عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے لوگوں کی صف بندی فرمائی اور نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔

تشریح:......اس حدیث پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ: باجود یہ کہ حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی نعش یہاں موجود نہیں، پھر بھی آپ ﷺ نے مسجد میں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھائی، بلکہ عید گاہ تشریف لے گئے۔

نوٹ:......یہ حدیث ''بخاری شریف'' میں کئی جگہوں پر آئی ہے: دیکھئے! حدیث نمبر: ۱۳۱۸/۱۳۲۷/۱۳۲۸/۱۳۳۳/۳۸۸۰/۳۸۸۱۔

زانی کو جنازہ کی جگہ کے قریب مسجد نبوی سے متصل سنگسار کیا گیا

(۲)......عن عبد الله بن عمر : ان اليهود جاؤوا الى النبى صلى الله عليه وسلم برجل منهم وامرأةٍ زنيا ' فامربهما ' فرُجما قريبا من موضع الجنائز عند المسجد۔

(بخاری، باب الصلوة على الجنائز بالمصلى والمسجد ، رقم الحديث:۱۳۲۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے ایک ایسے مرد اور عورت کو لائے جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ ﷺ نے ان کے بارے میں سنگسار کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ انہیں جنازہ کی جگہ کے قریب مسجد نبوی سے متصل سنگسار کیا گیا۔

تشریح:......معلوم ہوا کہ جنازہ کی جگہ مسجد کے باہر متعین تھی۔

آپ ﷺ جنازہ کی جگہ میں ہمیشہ نماز جنازہ پڑھاتے تھے

(۳)......عن ابن شهاب قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا هلك الهالك شهده يصلى عليه حيث يدفن ، فلمّا ثقل رسول الله صلى الله عليه وسلم و بدّن نقل اليه المؤمنون موتاهم ، فصلى عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم على الجنائز عند بيته فى موضع الجنائز ، اليوم ولم يزل ذلك جاريا ۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ص۵۳۲ ج۲، الفصل السابع عشر: الشيعة غير الاشراف)

ترجمہ:......حضرت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب کسی کی وفات ہوجاتی تو رسول اللہ ﷺ دفن کی جگہ پر نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے جاتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ کا وجود (اور جسم مبارک) بھاری ہوگیا (اور آپ کے لئے جانا دشوار ہوگیا) تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے میت کو آپ کے مکان کے قریب ہی لے جانا شروع کردیا، رسول اللہ ﷺ اپنے مکان کے قریب جنازہ (پڑھانے کی جو جگہ متعین تھے) کی جگہ میں نماز پڑھاتے، یہی دستور آج تک چلا آرہا ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں کسی کی بھی نماز جنازہ مسجد نبوی میں نہیں پڑھی گئی

(۴)......عن كثير بن عباس : قال : لاعرفن ما صليت على جنازة فى المسجد۔

ترجمہ:......حضرت کثیر بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: مجھے خوب معلوم ہے کہ: (عہد نبوی میں) کسی بھی جنازہ کی نماز مسجد نبوی میں نہیں پڑھی گئی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۷ ج۷، من کرہ الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد، رقم الحدیث: ۱۲۰۹۹)

آپ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مصلی جنائز میں پڑھی

(۵)......عن وائل بن داؤد قال: سمعت البُہیّ ' قال لمّا مات ابراھیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم' صلّی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المَقاعد۔

(ابوداؤد ص۹۸ ج۲، باب: فی الصلوۃ علی الطفل، رقم الحدیث:۳۱۸۸)

ترجمہ:......حضرت وائل بن داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت (عبد اللہ بن یسار) بہی رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے فرمایا کہ: جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ مقاعد (مسجد کے قریب جگہ) میں پڑھی۔

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ قبرستان میں ہوئی

(۶)......عن ابن جریج قال: قلت: لنافع أکان ابن عمر یکرہ ان یصلی وسط القبور ؟ قال: لقد صلینا علی عائشۃ وام سلمۃ رضی اللہ عنہما وسط البقیع والامام یوم صلینا علی عائشۃ رضی اللہ عنہا ' ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ وحضر ذلک عبد اللہ بن عمر۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۲۵ ج۳، باب ھل یصلی علی الجنازۃ وسط القبور، رقم الحدیث: ۶۵۷۰)

ترجمہ:......حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبروں کے درمیان نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ: ہم نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی نماز (جنازہ، قبرستان میں) پڑھی تو امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔

جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے

(٧)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : من صلّی علی جنازة فی المسجد فلا شیء له۔

(ابوداؤد ص٩٨ ج٢، باب الصلوة علی الجنازة فی المسجد ، رقم الحديث:٣١٩١)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے

(٨)......عن صالح مولی التوأمة ' عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : من صلّی علی جنازة فی المسجد فلا شیء له ، قال صالح : وادركت رجالا ممن ادركوا النبی وابا بكر اذا جاؤا فلم يجدوا الا ان يصلوا فی المسجد رجعوا فلم يصلوا۔

(مسند الطیالسی لابی داؤد ص١٦٥ ج١، رقم الحديث:٢٤٢٩)

ترجمہ:......حضرت صالح مولی توأمہ رحمہ اللہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے

لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ حضرت صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پایا ہے، دیکھا کہ وہ جب نماز جنازہ کے لئے آتے اور انہیں نماز جنازہ کے لئے مسجد کے سوا کوئی جگہ نہ ملتی تو وہ واپس ہوجاتے اور مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے۔

(۹)......عن صالح مولی التوأمة عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : من صلّی علی جنازة فی المسجد فلا صلاة له ، قال : وكان اصحاب رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا تضايق بهم المكان رجعوا ولم يصلوا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۲۷ ج ۷، من كره الصلوة علی الجنازة فی المسجد ، رقم الحديث: ۱۲۰۹۷)

ترجمہ:......حضرت صالح مولی توأمہ رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔ حضرت صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نماز جنازہ کے لئے جگہ تنگ ہوجاتی تو واپس چلے جاتے تھے، مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔

حضرات تابعین رحمہم اللہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے

(۸)......عن صالح مولی التوأمة عمن ادرک ابا بكر وعمر : انهم كانوا اذا تضايق بهم المصلی انصرفوا ولم يصلوا علی الجنائز فی المسجد۔

ترجمہ:......حضرت صالح مولی توأمہ رحمہ اللہ، ان صحابہ اور تابعین سے روایت کرتے ہیں

جنہوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو پایا ہے کہ: جب نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ تنگ ہو جاتی تو وہ واپس چلے جاتے تھے، مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۲۷ ج ۷، من کرہ الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد ، رقم الحدیث: ۱۲۰۹۷)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سپاہی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے

(۱۱)......عن کثیر بن زید قال : نظرت الی حرَس عمر بن عبد العزیز' یطردون الناس من المسجد ان یصلی علی الجنائز فیہ۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ص ۵۳۱ ج ۲، اتخاذ حرس المسجد)

ترجمہ:......حضرت کثیر بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سپاہیوں کو نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے سے روکتے ہوئے دیکھا ہے۔

مروان کے سپاہی لوگوں کو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے تھے

(۱۲)......عن ابی ذئب عن المقبری : انہ رأی حرَس مروان بن الحکم یخرجون الناس من المسجد ' یمنعونھم ان یصلوا فیہ علی الجنائز۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ص ۵۳۱ ج ۲، اتخاذ حرس المسجد)

ترجمہ:......حضرت ابن ابی ذئب رحمہ اللہ' حضرت سعید بن ابی مقبری (م: ۱۲۵ھ) سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے مروان بن حکم کے سپاہیوں کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے اور نکالتے ہیں۔

نماز جنازہ

اور دعائے ثنا

نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھنا کیا احادیث وآثار سے ثابت ہے؟۔اس مختصر مضمون میں ان روایات وآثار کو مکمل حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے، جن سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ ثنا کی گنجائش ہے۔ویسے سورۂ فاتحہ حمد و دعا کی نیت سے پڑھی جائے تو زیادہ مناسب ہے، ہاں قرأت کی نیت سے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔

مرغوب احمد لاجپوری

قرآن کریم سے ثنا کا ثبوت ملتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ﴾۔

(پ:۲۷/سورۂ طور،آیت نمبر:۴۸)

ترجمہ:......اور جب تم اٹھتے ہو اس وقت اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:اس آیت سے مراد نماز کے شروع میں نمازی کا ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ'' کہنا ہی ہے۔(احکام القرآن للجصاص ص۲۹۶ ج۵،سورۂ طور۔تجلیات صفدر ص۱۴۱ ج۳)

ذکر الجصاص عن عمر رضی اللہ عنه ان ھذہ الآیة یعنی : فسبح بحمد ربک حین تقوم ' انه قول المصلی عند افتتاح الصلوة '' سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ'' ذکرہ الضحاک عن عمر۔

حضرت ضحاک' حضرت ربیع بن انس اور حضرت عبدالرحمٰن بن زید وغیرہ (رحمہم اللہ) فرماتے ہیں کہ:اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو: ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ'' پڑھو۔

قال الضحاک : ای الی الصلوة : سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ ، وقد روی مثله عن ربیع بن انس ' وعبد الرحمن بن زید بن اسلم وغیرھما۔

(تفسیر ابن کثیر۔تفسیر مظہری ص۱۳۹ ج۱۱(اردو) سورۂ طور،آیت نمبر:۴۸)

دعا کا ترجمہ:......''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ

وَلا اِلٰهَ غَیْرُکَ''۔

ترجمہ:......اے اللہ! آپ پاک ہیں، آپ ہی کی تعریف ہے، آپ کا نام بابرکت ہے، آپ کی بزرگی بلند ہے، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

''وجّهتُ وجهِی للّذی فطر السمٰوات والارض حنیفا ' وما انا من المشرکین ' انّ صلوتی و نُسُکِیْ و مَحْیَای ومَمَا تِی للّٰه ربِّ العٰلمین''۔

ترجمہ:......میں نے اپنا رخ اس اللہ کی طرف کیا جو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں، میں مشرکین میں سے نہیں ہوں، میری نماز' میرا حج' میری زندگی' میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو رب العالمین ہیں۔

نوٹ:...... چونکہ نماز عام ہے، اس لئے نماز جنازہ بھی اس میں شامل ہے۔

اسی طرح نماز کے ابتدا میں اس دعا کے پڑھنے کی روایات دسیوں ہیں، جن کو راقم اپنے رسالہ ''دعائے ثنا'' میں مفصل مع حوالہ نقل کر چکا ہے، یہاں صرف ایک روایت کے نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو دعائے ثنا پڑھتے تھے

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوة قال: سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلا اِلٰهَ غَیْرُکَ۔

(ابوداؤد ص۱۲۸ ج۱، باب من رأی الاستحباب بسبحانک، رقم الحدیث: ۷۷۴)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو پڑھتے: ''سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ

وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کو حمد وثنا سے شروع فرماتے

(۲)......عن علی رضی الله عنه انه اذا كان صلی علی میت: یبدأ بحمد الله، ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم، ثم یقول : اللهم اغفر لاحیائنا وامواتنا والِّف بین قلوبنا واصلح ذات بیننا واجعل قلوبنا علی قلوب خیارنا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ ج۷، باب ما یبدأ به فی التکبیرة الاولی فی الصلوة علیه والثانیة والثالثة والرابعة، رقم الحدیث:۱۱۴۹۴)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھاتے تو اللہ تعالی کی حمد وثنا سے ابتدا فرماتے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتے، پھر یہ دعا مانگتے: اے اللہ! ہمارے مرحومین کی اور ہمارے زندوں کی مغفرت فرما، اور ہمارے دلوں کو جوڑ دیں، اور ہمارے اندر کی حالات کی اصلاح فرمادیجئے، اور ہمارے دلوں کو اخیار اور اچھوں کے دلوں کی طرح بنادیجئے۔

تشریح:......اس حدیث میں قرأت کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسری روایت میں یہ دعا تھوڑی اور تفصیل سے آئی ہے: "اللهم اغفر لاحیائنا وامواتنا، والِّف بین قلوبنا، واصلح ذات بیننا، واجعل قلوبنا علی قلوب خیارنا، اللهم اغفر له، اللهم ارحمه، اللهم ارجعه الی خیر مما کان فیه، اللهم عفوک"۔(مصنف عبدالرزاق ص۴۸۷ ج۳، باب القراءة الدعاء فی الصلوة علی المیت، رقم الحدیث:۶۴۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھتے تھے

(۳)......مالک عن سعید ابن ابی سعید المقبری عن ابیه : انه سأل ابا هریرة

رضی اللہ عنه کیف تصلی علی الجنازة ؟ فقال ابو هریرة : انا لعمر الله اخبرک : اتبعها من اهلها ' فاذا وضعت کبرتُ و حمدتُ الله وصلیتُ علی نبیه ، ثم اقول : اللهم انه عبدک وابن عبدک وابن امتک ' کان یشهد ان لا اله الا انت ' وان محمدا عبدک ورسولک ' وانت اعلم به ' اللهم ان کان محسنا فزد فی احسانه ' وان کان مسیئا فتجاوز عنه سیاته ' اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده۔

(مؤطاامام مالک ص۲۰۹ ج۱، باب ما جاء فی رفع الیدین علی الجنازة ، رقم الحدیث:۱۰۷۷)

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ حضرت سعید مقبری رحمہ اللہ اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: آپ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اللہ کی قسم میں تمہیں ضرور بتلاؤں گا ، میں جنازہ والے گھر سے ہی جنازہ کے ساتھ ہوجاتا ہوں ، جب جنازہ (نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ تعالی کی حمد وثنا کرتا ہوں ، نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں ، پھر یہ دعا پڑھتا ہوں : اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے' اور آپ کے بندے کا بیٹا ہے اور آپ کی بندی کا بیٹا ہے، یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ، اور حضرت محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں ، اور آپ اس کو زیادہ جانتے ہیں ، اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی میں اوراضافہ کیجئے اور اگر برا (اور گنہگار) تھا تو اس کے گناہوں کو معاف فرمادیجئے ، اے اللہ ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کیجئے اور اس کے بعد کسی آزمائش میں مبتلا نہ فرمائیے۔

نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھے

(۴)......عن الشعبی قال : فی التکبیرة الاولی یبدأ بحمد الله ' والثناء علیه' والثانیة

صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ' والثالثۃ دعاء للمیت ' والرابعۃ للتسلیم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ ج۷، باب ما یبدأ بہ فی التکبیرۃ الاولی فی الصلوۃ علیہ والثانیۃ والثالثۃ والرابعۃ ، رقم الحدیث:۱۱۴۹۳۔ مصنف عبدالرزاق ص۴۹۱ ج۳، باب القراء ۃ الدعاء فی الصلوۃ علی المیت ، رقم الحدیث:۶۴۳۴)

ترجمہ:......حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے ابتدا کرے، دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرے، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے۔

نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی ثنا بیان کی جائے

(۵)......عن ابراھیم النخعی قال : الاولی الثّناء علی اللہ ' والثانیۃ صلوۃٌ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ' والثالثۃ دعاء للمیت ' والرّابعۃ سلامٌ تسلِم۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلی تکبیر کے بعد اللہ جل شانہ کی حمد وثنا بیان کی جائے گی، دوسری کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے گا، تیسری کے بعد میت کے لئے دعا ہوگی، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے گا۔

(کتاب الآثار (لابی حنیفۃ بروایۃ الامام محمد) ص۴۸ ج۱، باب الصلوۃ علی الجنازۃ ، رقم الحدیث: ۲۳۸۔ المختار شرح کتاب الآثار ص۱۷۶، باب الصلوۃ علی الجنازۃ ، رقم الحدیث:۲۳۸)

ضروری نوٹ:......نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد بجائے ثنا کے سورۂ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھی جائے (قرأت کی نیت سے نہ پڑھے) تو شاید تمام احادیث اور بہت سی فقہی جزئیات میں تطبیق کی صورت پیدا ہوجائے گی، اور کسی حدیث کی مخالفت لازم نہیں آئے گی، اہل علم وارباب افتاء غور فرمائیں۔ مرغوب احمد لاجپوری

فرمان ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

”واللہ لو حضرتک ما دفنت الا حیث مت“(ترمذی)

ترجمہ:......اللہ کی قسم اگر میں (تمہاری وفات کے وقت) موجود ہوتی تو تمہیں تمہاری وفات کی جگہ ہی دفن کراتی۔

میت کی منتقلی

میت کی منتقلی کا شرعی حکم، میت کو دفنانے کے متعلق شریعت مطہرہ کا منشاء، میت کی منتقلی کی سات بڑی بڑی قباحتیں، نقل میت میں حضرت یعقوب علیہ السلام‘ حضرت یوسف علیہ السلام‘ حضرت سعد بن وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے واقعات سے استدلال اوران کے جوابات وغیرہ امور کواس رسالہ میں قدرے تفصیل سے جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ خالق الانس والجان ، الذی وفقنی بترتیب ھذہ الرسالۃ بالمن والاحسان ، فی موضوع انتقال المیت من مکان الی مکان ، والصلوۃ والسلام علی سید بنی عدنان ، الذی ترک لھدایتنا السنۃ والقرآن ، صلی اللہ علیہ وعلی اصحابہ مادارت القمران ، اما بعد۔

راقم الحروف نے اپنے برطانیہ کے پندرہ سالہ قیام کے دوران مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی میں یہ رواج بکثرت دیکھا کہ ان کے اہل خاندان میں سے کسی کی وفات ہوتی ہے تو اسے اپنے ملک منتقل کردیا جاتا ہے۔اور یہ رسم کچھ اس طرح جڑ پکڑ چکی ہے کہ بعض مرتبہ اہل علم اور دیندار طبقہ بھی اس کے خلاف عمل کرنا چاہے تو انہیں بھی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور بہ خوشی نہیں تو دوسرے کے دباؤ اور لحاظ میں اپنے عزیز کی لاش کو منتقل کرنا ہی پڑتا ہے۔

مردہ کی منتقلی شریعت کے منشاء کے خلاف ہے

یہ رسم ظاہر ہے کہ شریعت مطہرہ کے منشاء سے بالکل میل نہیں کھاتی۔اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مردہ کی تکفین اسی مقام پر ہو جہاں اس کی وفات ہوئی ہے۔

پیغمبر کا مدفن جائے وفات ہی ہوگا

اس سرزمین پر سب سے اعلی واشرف انسان یعنی اللہ کے برگزیدہ ومحبوب (بندے) پیغمبروں کے متعلق ارشاد ہے کہ: ان کا مدفن وہی ہو جہاں ان کا وصال ہوا، جیسا کہ سید

الانبیاء ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

نبی پاک ﷺ کی تجہیز تکفین سے فراغت کے بعد سوال پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: پیغمبر اسی جگہ دفن ہوتے ہیں جہاں ان کی روح قبض ہوتی ہے۔

(سیرۃ المصطفی ﷺ ص۱۸۷ج۳)

شہدائے احد کے مدفن کے متعلق حکم نبوی ﷺ

''سنن ابو داؤد'' میں مستقل ایک باب قائم کیا گیا ہے ''میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا'' اس کے تحت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

جنگ احد میں ہم نے شہدائے احد کو اٹھانا چاہا تا کہ ان کو (دوسری جگہ) دفن کریں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا کہ: رسول اللہ ﷺ تم کو حکم فرماتے ہیں کہ: شہداء کو اسی جگہ دفن کرو، جہاں وہ شہید کئے گئے ہیں، تو ہم نے ان کی نعشوں کو وہیں رکھ دیا۔

(۱)...... عَنْ جَابِرِ بن عبد الله قَالَ : كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلٰى يَوْمَ اُحدٍ لِنُدْفِنَهُمْ فَجَاءَ مُنَادِى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأمُرُكُمْ اَنْ تَدْفُنُوْا الْقَتْلٰى فِىْ مَضَاجِعِهِمْ ، فَرَدَدْنَاهُمْ۔

(ابوداؤد، باب فی المیت یحمل من ارض الی ارض ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۱۶۵)

''ترمذی شریف'' کی روایت میں ہے:

(۲)......عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضى الله عنه قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحدٍ ، جَاءَ تْ عَمَّتِى بِاَبِى لِتَدْفِنَهُ فِى مَقَابِرِنَا ، فَنَادٰى مُنَادِى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم : رُدُّوا الْقَتْلٰى

اِلٰی مَضَاجِعِهَا۔

(ترمذی ص۳۰۲ ج۱، ابواب الجهاد ، باب بلا ترجمة قبيل ابواب اللباس ، رقم الحديث :۱۷۱۷)

ترجمہ:...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: غزوۂ احد کے دن میری پھوپھی میرے والد (یعنی اپنے بھائی کی لاش کو) ہمارے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لے آئیں، (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو چھ مہینہ بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے قبر سے نکال کر دوسری قبر میں دفن کیا) اتنے میں حضور ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ: شہیدوں کو ان کے شہید ہونے کی جگہ میں واپس لے جاؤ۔ (تاکہ ان کو وہیں دفن کیا جائے)

مدینہ منورہ کے قرب کے باوجود احد میں دفنانے کا حکم

غور کرنے کی بات ہے کہ احد نہ کوئی بستی تھی (کوہ احد مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ (تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۳۴۸) نہ وہاں قبرستان تھا، اور مدینہ منورہ کا قبرستان جنت البقیع وہاں سے صرف تین میل کے فاصلہ پر تھا، اور وہاں دفن ہونے کے مستقل فضائل کئی روایات میں آئے ہیں۔[۱]

۱؎...... چند روایات نقل کرتا ہوں:

بقیع میں دفن کی فضیلت

(۱)...... جنت البقیع سے قیامت کے دن ستر ہزار افراد اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے، وہ بغیر حساب و جنت میں داخل ہوں گے۔

(۲)...... روئے زمین پر ایسا کوئی ٹکڑا نہیں جس میں مجھے دفن ہونا پسندیدہ ہو، سوائے مدینہ منورہ کے۔

(۳)...... جو آدمی مدینہ طیبہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو، چاہیئے کہ وہ یہاں ہی سفر آخرت کرے، اس لئے کہ جسے مدینہ شریف کی موت نصیب ہوگئی وہ قیامت کے دن شرف شفاعت اور میری شہادت با

مگر آپ ﷺ نے انہیں مقام شہادت ہی میں دفن کرنے کا حکم دیا۔علامہ شامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

حضور ﷺ نے شہدائے احد کوشہادت کی جگہ ہی میں دفن کرنے کا حکم فرمایا، حالانکہ مدینہ منورہ کا قبرستان وہاں سے قریب تھا۔

اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم دمشق کی فتح میں شہید ہوئے ان کو دمشق کی شہر پناہ کے دروازے کے قریب دفن کیا۔تمام شہداء کوایک جگہ جمع کر کے دفن کرنے کا اہتمام نہیں کیا۔

’’قلت ولذا صح امره صلى الله عليه وسلم بدفن قتلى احد فى مضاجعهم مع ان مقبرة المدينة قريبة ، ولذا دفنت الصحابة الذين فتحوا دمشق عند ابوابها ولم يدفنوا كلهم فى محل واحد‘‘۔

(شامی ص۱۴۶ج ۳، باب صلوة الجنازة ، قبيل مطلب : فى الثواب على المصيبة، ط: مكة)

میت کی منتقلی پرحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی لاش کودس میل کے فاصلہ سے مکہ مکرمہ منتقل کیا گیا،اس پران کی بہن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

بخدا اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اس قدر نہ روتی اور تم کو اسی جگہ دفن کرتی جہاں تم نے وفات پائی تھی:

((وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُکَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ))

سعادت سے مشرف ہوگا۔

(۴)......حضرت کعب الاحبار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: توریت میں جنت البقیع کے اوصاف یوں مرقوم ہیں: جنت البقیع پر اللہ تعالی نے ملائکہ مقرر کر رکھے ہیں، جب یہ پُر ہوجاتا ہے تو فرشتے اسے اٹھا کر جنت میں جھاڑ دیتے ہیں۔(تاریخ المدینۃ المنورہ ص۳۵۳و۳۵۴)

یعنی اللہ کی قسم اگر میں موجود ہوتی تو تمہیں تمہاری وفات کی جگہ ہی دفن کراتی ۔

(ترمذی ص۲۰۴ ج۱، ابواب الجنائز ، باب ما جاء فی زیارة القبور للنساء ، رقم الحدیث:۱۰۵۵۔

مستدرک حاکم ص ۴۷۵ ج ۲۔ سیر الصحابہ ص ۴۰۷ ج ۲)

میت کو بلا ضرورت شدیدہ منتقل نہ کیا جائے

ان واقعات وروایات سے یہ بات بآسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ شریعت مطہرہ کی منشاء یہی ہے کہ میت کو وفات کی جگہ میں دفن کیا جائے اور بلا ضرورت شدیدہ منتقل نہ کیا جائے، چنانچہ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس کی صراحت فرمائی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے، اور میت کی منتقلی کی قباحتیں اتنی کثیر اور اتنی شدید ہیں کہ ان کا علم ہو جانے کے بعد اہل ایمان سے یہ فعل بعید معلوم ہوتا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں چند قباحتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ خدا کرے یہ چند صفحات اس رسم کے ازالہ کے لئے کارآمد ومفید ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر ہم سب کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

فقہاء کی عبارتیں

(۱)......(قوله يندب دفنه في جهة موته) أي في مقابر اهل المكان الذى مات فيه أو قتل ، وان نقل قدر ميل او ميلين فلا بأس الخ........لان مقابر البلد ربما بلغت هذه المسافة فيكره فيما زاد۔

(شامی ص۱۴۶ ج۳، باب صلوة الجنازة ، قبيل : مطلب : في الثواب على المصيبة ، ط: مكة)

(۲)......ويستحب في القتيل والميت دفنه في المكان الذى مات فيه في مقابر اولئک القوم ، وان نقل قبل الدفن قدر ميل او ميلين فلا بأس به ، قيل هذا التقدير من محمد رحمه الله يدل على ان نقله من بلد الى بلد لا يجوز أو مكروه ، ولان مقابر بعض البلدان ربما بلغت هذه المسافة ففيه ضرورة ولا ضرورة في النقل الى بلد آخر۔(کبیری شرح منیہ ص۶۰۷، فصل في الجنائز الثامن ، في مسائل متفرقة)

(۳)......ولا ينتقل الميت من بلد مات فيه الى بلد اخرى لما عن جابر ....الى قوله...واما قبل النبش فمكروه والافضل ان لا ينتقل........فعلم منه ان النقل مكروه والافضل عدم النقل ، الخ۔

(رسائل الارکان ص۱۵۹،۱۶۰، كتاب الجنائز ، قبيل في سجود التلاوة)

(۴)......(ويستحب الدفن في) مقبرة (محل مات به أو قتل) ....(وكره نقله لاكثر منه) أي اكثر من الميلين (مراقي الفلاح)،(قوله بيان ان النقل من بلد الى بلد مكروه) أي تحريما لان قدر الميلين فيه ضرورة ولا ضرورة في النقل الى بلد آخر۔(طحطاوى على مراقي الفلاح ص۶۰۷ ، باب احكام الجنائز ،فصل في حملها و دفنها)

(۵)......قال : وقد جزم في التاجية بالكراهة ، وفي التجنيس وذكر انه اذا مات في

بلدة يكره نقله الى اخرى لانه اشتغال بما لا يفيد و فيه تاخير دفنه و كفى بذلك كراهة۔(منحة الخالق على البحر الرائق ص۱۹۵ج۲)

مذکورہ بالاعبارات کا خلاصہ

(۱)...... جہاں انسان کا انتقال ہوا ہو یا شہید ہوا ہو اسی بستی کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے۔میل دو میل کے بقدر فاصلہ ہو تو منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ شہروں کے قبرستان بسا اوقات اتنی مسافت پر ہوتے ہیں، اس سے زیادہ مسافت ہو تو منتقل کرنا مکروہ ہے۔

(۲)......کبیری کی عبارت کا ترجمہ شامی کی طرح ہے۔اخیر میں ہے کہ: میل دو میل کی مسافت ضرورت ہے اور دوسرے شہر میں ضرورت نہیں۔

(۳)......میت کو دوسرے شہر منتقل نہ کیا جائے......بہر حال دفنانے سے پہلے منتقل کرنا مکروہ ہے اور افضل یہی ہے کہ منتقل نہ کیا جائے۔

۴)......ترجمہ یکساں ہے، اس میں صراحت ہے کہ کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔

(۵)......میت کی منتقلی میں کراہت ہے، اس لئے کہ غیر مفید کام میں مشغول ہونا لازم آتا ہے اور تدفین میں تاخیر ہوتی ہے اور اتنی بات کراہت کے لئے کافی ہے۔

میت کو منتقل کرنا کیسا ہے؟

میت کو ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے اور بعض حضرات جواز کے قائل ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ دو میل سے زائد مسافت پر مکروہ ہے۔ایک قول یہ ہے کہ سفر شرعی سے کم مسافت پر لے جانے کی گنجائش ہے۔ایک قول یہ ہے کہ مسافت سفر کے بقدر لے جانا بھی مکروہ

نہیں۔میل دو میل منتقل کرنا بالاتفاق جائز ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا پسندیدہ نہیں الا یہ کہ مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ یا بیت المقدس میں سے کسی سے قریب ہو تو اس صورت میں مذکورہ تین مقامات پر منتقل کرنا درست ہے۔امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا گناہ اور معصیت ہے۔یہ اختلاف دفن سے پہلے کی صورت میں ہے،دفن کے بعد باتفاق مشائخ میت کی منتقلی ناجائز ہے

وفات کی جگہ میت کو دفن کرنا بہتر ہے

بلا شبہ مستحب اور افضل یہ ہے کہ انسان کا جہاں انتقال ہو وہیں اس کو دفن کیا جائے، چاہے اس کا انتقال وطن میں ہوا ہو یا وطن سے باہر کسی اور جگہ۔

میت کو منتقل کرنے کی رسم میں قباحتیں

اس زمانہ میں بلا وجہ و بلا مجبوری خواہ مخواہ میت کو اپنے ملک لے جانے کی ایک رسم چل پڑی ہے اور یہ رسم دیندار حضرات، بلکہ بعض اہل علم کے گھرانوں تک میں اپنے قدم جما چکی ہے،اس کی قباحت و شناعت میں کیا شبہ کی گنجائش ہے۔اس رسم کے چند مفاسد کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلی قباحت: تجہیز و تکفین میں تاخیر

میت کو منتقل کرنے کی وجہ سے اس کی تدفین میں غیر معمولی تاخیر ہوتی ہے جب کہ شریعت مطہرہ میں تجہیز و تکفین میں عجلت مطلوب ہے۔احادیث مبارکہ میں میت کو جلد از جلد دفن کرنے کی بے حد تاکید آئی ہے۔

''ابوداؤد شریف'' کی روایت ہے:

عَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحُوْج : اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءَ رضی الله عنه مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صلی الله عليه وسلم يَعُوْدُهُ ، فَقَالَ اِنِّی لَاُرٰی طَلْحَةَ اِلَّا وَقَدْ حَدَثَ بِهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِی بِهٖ وَ عَجِّلُوْا فَاِنَّهُ لا يَنْبَغِی لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانِی اَهْلِهٖ۔

(ابوداؤد ص۹۴ ج۲، باب تعجیل الجنازة ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۱۵۹)

حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، حضور ﷺ ان کی عیادت کے لے تشریف لائے، آپ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا: میرا گمان ہے کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے، ان کا انتقال ہوجائے تو مجھے اطلاع کرنا اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا، اس لئے کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمان کی نعش ان کے گھر والوں کے درمیان روکی جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس حکم کی خوب علت بیان فرمائی ہیں، چنانچہ حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ اس کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''تدفین میں جلدی کرنے کے دو سبب ہیں:

پہلا سبب: تدفین میں دیر کی جائے گی تو اندیشہ ہے کہ میت کا جسم بگڑنے لگے۔

دوسرا سبب: تدفین میں دیر کی جائے گی تو اعزاء کی بے چینی میں اضافہ ہوگا، کیونکہ جب وہ میت کو دیکھیں گے تو ان کا صدمہ بڑھے گا اور میت نظروں سے اوجھل ہو جائے گی تو ان کی توجہ ہٹ جائے گی اور غم ہلکا پڑے گا۔

آنحضرت ﷺ نے ایک مختصر جامع ارشاد میں دونوں سببوں کی طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ: مسلمان کی لاش کے لئے مناسب نہیں کہ اس کو اس کے اہل وعیال کے درمیان روکے رکھا جائے۔

جیفہ کے معنی ہیں: مردہ بدبودار جثہ۔اس لفظ میں پہلے سبب کی طرف اشارہ ہے کہ تدفین میں دیر کی جائے گی تو میت جیفہ بن جائے گی اور''اہل وعیال کے درمیان'' میں دوسرے سبب کی طرف اشارہ ہے۔(رحمة الله الواسعة شرح حجة الله البالغة ص۶۷۲ ج۳)

مردہ کو قبر تک جلدی پہنچاؤ

''بیہقی'' کی روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو اسے روکے مت رکھو، اور اسے اس کی قبر تک جلدی پہنچاؤ، اور (دفن کے بعد) اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں (الٓم سے مفلحون تک) اور پائنتی سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (اٰمن الرسول سے آخر تک) پڑھی جائیں۔

(سنن بیہقی ص۹۳ ج۴، باب ما ورد فی قراءة القرآن عند القبر ، رقم الحديث:۷۰۶۸۔

مشکوۃ ص۱۴۹، باب دفن الميت ، الفصل الثالث)

عن عبد الله بن عمر رضى الله عنه قال : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ : اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلا تَحْبِسُوهُ وَاَسْرِعُوْا بِهِ اِلٰى قَبْرِهٖ ، وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةُ

الْبَقَرَةِ وَعِنْدَرِ جْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ۔

تین چیزوں میں تاخیر مت کرو

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کرنا: ایک نماز جب اس کا وقت آجائے، دوسرا جنازہ' جب حاضر ہوجائے، تیسرا بے نکاحی عورت' جب کفو مل جائے (تو فوراً نکاح کر دینا)۔

عن علی رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قَالَ : يَا عَلِيُّ ! ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرُهَا : اَلصَّلٰوةَ اِذَا اَتَتْ وَقْتُهَا ، وَالْجَنَازَةَ اِذَا حَضَرَتْ ، وَالْاَيِّمَ اِذَا وَجَدَتَ لَهَا كُفُوًا۔

(ترمذی ص۴۲ ج۱، ابواب الصلوة ، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل ، رقم الحدیث :۱۷۱)

جنازہ جلدی لے چلو

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ ، فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا ، وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

(بخاری ص۱۷۶ ج۱ ، باب السرعة بالجنازة ،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث :۱۳۱۵۔ مسلم ص۳۰۶ ج۱، کتاب الجنائز ، باب الاسراع بالجنازة وفيه :" تقدمو نها اليه " رقم الحدیث :۹۴۴)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنازہ جلدی لے چلو، اگر وہ صالح ہے تو وہ خیر ہے جسے تم لے جارہے ہو اور اگر وہ صالح نہیں ہے تو اپنی گردن پر سے جلدی شر کو دور کرو گے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

''حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جنازہ کو جلدی اپنے ٹھکانے پہ پہنچانے کی کوشش کی جائے۔تجہیز وتکفین کے انتظام میں بھی بےضرورت تاخیر نہ کی جائے''۔

(معارف الحدیث ص۴۷۵ ج۳)

''بخاری شریف'' کی ایک روایت میں ہے کہ:

''اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ ، فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُوْنِیْ'' الخ۔

(بخاری ص۱۷۶ ج۱، باب قول المیت وهو علی الجنازة قدمونی ، رقم الحدیث :۱۳۱۶)

جب جنازہ تیار ہوجاتا ہے اور لوگ اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اس وقت اگر وہ صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے بڑھائے چلو۔(گویا میت خود تقاضا کرتی ہے کہ میری تدفین میں تاخیر نہ ہو)۔

شریعت کے منشاء اور احادیث کی روشنی میں فقہاء کرام رحمہم اللہ نے، جنہیں اللہ تعالی نے قرآن وحدیث کی گہری بصیرت وفقاہت عطا فرمائی ہے، اس کی تاکید فرمائی ہے کہ میت کی تدفین میں تاخیر نہ کی جائے۔

فقہاء کی عبارتیں

صاحب مراقی الفلاح تحریر فرماتے ہیں:

واذا تیقن موته (یعجل بتجهیزه) اکراما له ، لما فی الحدیث : عجلوا به فانه لا ینبغی لجیفة مسلم ان تحبس بین ظهرانی اهله۔

(مراقی الفلاح ص۴۶۵، باب احکام الجنائز۔وفی نسخۃ:ص۵۶۶)

یعنی جب موت کا یقین ہوجائے تو اس کی تجہیز وتکفین میں جلدی کی جائے ،اسی میں

اس کا اکرام واحترام ہے۔حدیث میں ہے کہ تجہیز وتکفین میں عجلت کرو، مسلمان کی نعش کو اس کے گھر والوں میں روکے رکھنا مناسب نہیں۔

''فتاوی عالمگیری'' میں ہے: تجہیز وتکفین میں جلدی کریں، تاخیر نہ کریں۔

'' ويبادر الى تجهيزه ولا يؤخر'' ۔

(عالمگیری ص۱۵۷، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ، الفصل الاول، اردو ص۱/۲۵۰)

شامی میں ہے: موت کے بعد سے میت کے دفن تک تجہیز وتکفین ہر کام میں جلدی کرنا افضل ہے '' والافضل ان يعجل بتجهيزه كله من حين يموت ''۔

(شامی ص۱۳۶ ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی حمل الميت ، ط : دار الباز: مكة المكرمة)

احادیث نبویہ اور فقہاء کی عبارات صریحہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اولی اور بہتر صورت یہی ہے کہ تدفین میں عجلت ہونی چاہئے، اور بلاضرورت تاخیر نہ کرنا چاہئے۔

یہاں اس بات کی وضاحت بھی مناسب ہے کہ احادیث میں میت پر کثرت تعداد کی برکت اوران کی سفارش کا قبول ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔

نماز جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت واہمیت

(۱)......عن عائشة رضى الله عنها : عن النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْه۔

(مسلم ص۳۰۸، باب من صلى عليه مائة ، شفعوا له ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۹۴۷)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے، جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے، اور وہ سب اللہ تعالی کے حضور میں اس میت کے لئے سفارش کریں (یعنی مغفرت و رحمت کی دعا کریں) تو ان کی یہ سفارش اور دعا ضرور ہی قبول ہوگی۔

میت پر چالیس آدمیوں کی نماز جنازہ کی خصوصیت

(۲)......عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَاسٍ رحمه الله : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَاسٍ رضی الله عنهما : اَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ بِقُدَیْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ ، فَقَالَ یَا کُرَیْبُ : اُنْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ ، قَالَ: خَرَجْتُ ، فَاِذَا نَاسٌ قَدْ اِجْتَمَعُوْا لَهُ ، فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ : تَقُوْلُ : هُمْ اَرْبَعُوْنَ؟ قَالَ : نَعَم ، قَالَ : اَخْرِجُوْهُ ، فَاِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَقُوْلُ : مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلاً لاَ یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰهِ شَیْئاً اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِیْهِ۔

(مسلم ص ۳۰۸، باب من صلی علیه اربعون ، شفعوا له ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۴۸)

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام اور خادم خاص حضرت کریب تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک صاحبزادے کا انتقال مقام ''قدید'' میں یا مقام ''عسفان'' میں ہوا (جب کچھ لوگ جمع ہوگئے) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا کہ: جو لوگ جمع ہوگئے ہیں ذرا تم ان پر نظر ڈالو! حضرت کریب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں باہر نکلا تو دیکھا کہ کافی لوگ جمع ہوچکے ہیں۔ میں نے ان کو اس کی اطلاع دی، انہوں نے فرمایا: تمہارا خیال ہے کہ وہ چالیس ہوں گے؟ حضرت کریب رحمہ اللہ نے کہا: ہاں! (چالیس ضرور ہوں گے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: اب جنازہ باہر لے چلو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا

ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: جس مسلمان آدمی کا انتقال ہوجائے اور اس کے جنازے کی نماز چالیس ایسے آدمی پڑھیں، جن کی زندگی شرک سے بالکل پاک ہو (اور وہ نماز میں اس میت کے لئے مغفرت ورحمت کی دعا اور سفارش کریں) تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش اس میت کے حق میں ضرور قبول فرماتے ہیں۔

میت پر تین صف کی برکت

(۳)......عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَة رضی الله عنه قَالَ : قال رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه و سلم : مَا مِنْ میت يَمُوْتُ ، فَيُصَلِّى عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ ، قال : فَكَانَ مَالِك رضی الله عنه اِذَا اسْتَقَلَّ اَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّاهُمْ ثَلٰثَةَ صُفُوْفٍ لِلْحَدِيْثِ۔

(ابوداوٗد، باب فی الصفوف علی الجنازۃ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۱۶۶)

ترجمہ:......حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس مسلمان بندے کا انتقال ہوجائے اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نماز جنازہ پڑھیں (اور اس کے لئے مغفرت و جنت کی دعا کریں) تو ضرور ہی اللہ تعالیٰ اس بندے کے واسطے (مغفرت اور جنت) واجب کردیتا ہے۔

(مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت کرنے والے حضرت مرثد یزنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:) مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو اس حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کردیتے تھے۔

یہ تین حدیثیں ہیں۔ پہلی حدیث میں سو مسلمانوں کے دوسری میں چالیس مسلمانوں کے اور تیسری میں تین صفوں کے نماز پڑھنے پر (مردہ کے لئے) مغفرت وجنت کی بشارت

اور دعا کے قبول ہونے کا اطمینان ظاہر فرمایا گیا ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اوقات میں اللہ تعالی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر تینوں باتیں منکشف ہوئیں۔ غالباً پہلے آپ کو بتایا گیا کہ سو حضرات کے نماز جنازہ پڑھنے پر مغفرت و جنت کی بشارت ہے، پھر تخفیف کر دی گئی اور چالیس کے عدد پر یہ بشارت سنائی گئی اور بعد میں مزید تخفیف کر کے تین صفوں پر یہی اطمینان دلایا گیا، گر چہ تعداد چالیس سے بھی کم ہو، واللہ اعلم۔

بہر حال ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز جنازہ میں کثرت مطلوب اور باعث برکت و رحمت ہے، اس کے لئے مناسب حد تک اس کا اہتمام اور اس کی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ (خلاصہ معارف الحدیث ص۴۸۲ ج ۳)

نوٹ:...... تینوں حدیثوں کا ترجمہ ''معارف الحدیث'' سے ماخوذ ہیں۔

بڑے مجمع کی امید پر نماز جنازہ کی تاخیر مکروہ ہے

اب قابل غور امر یہ ہے کہ ان احادیث کے باوجود فقہاء رحمہم اللہ نے (ان احادیث کی وجہ سے جن میں مردہ کی تجہیز و تکفین میں عجلت کرنا بیان کیا گیا ہے) یہاں تک لکھا کہ اس مقصد سے نماز جنازہ میں تاخیر کرنا کہ جمعہ کے بعد نماز جنازہ پڑھنے کی صورت میں لوگ زیادہ ہوں گے مکروہ ہے۔ ''درمختار'' میں ہے:

''وکره تاخير صلوته و دفنه ليصلى عليه جمع عظيم بعد صلوة الجمعة''۔

(درمختار ص۱۳۶ ج ۳، باب صلوة الجنازة، كتاب الصلوة، ط: مكتبة دار الباز، مكة المكرمة)

میت کی منتقلی میں دوسری قباحت: تکرار نماز جنازہ

میت کو منتقل کرنے میں عموماً نماز جنازہ کا تکرار ہوتا ہے جو ناجائز ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحئ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ایک غلطی یہ بھی ہورہی ہے کہ میت پر متعدد بار جنازہ کی نماز ہوتی ہے، اور یہ عموماً اس وقت ہوتی ہے جب میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کیا جائے، اس قت دونوں شہروں میں نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ نماز جنازہ مکرر پڑھنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر دوسروں نے پڑھ لی ہو اور خود ولی نے ان کے پیچھے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو تو اس کو دوبارہ پڑھنے کا حق ہے۔ (احکام میت ص ۱۹۴)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

نماز جنازہ مکرر نہیں ہوسکتی، اس کا تکرار بدعت اور مکروہ تحریمی ہے۔

(امداد الاحکام ص ۸۲۷ ج ۱)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

نماز جنازہ جب ایک بار ہو چکی تو دوبارہ نہ پڑھی جاوے۔

(عزیز الفتاوی ص ۳۳۴، ج ۱، سوال نمبر ۵۳۲)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

عند الحنفیہ تکرار صلوۃ جنازہ مشروع نہیں۔ (عزیز الفتاوی ص ۳۳۹، ج ۱، سوال نمبر ۵۴۳)

بہار شریعت میں ہے:

جنازہ کی دو مرتبہ نماز ناجائز ہے، سوا اس صورت کے کہ غیر ولی نے بغیر اذن ولی پڑھائی۔ (بہار شریعت ص ۸۵ حصہ چہارم)

ملک العلماء علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہمراہ کچھ لوگ حاضر ہوئے اور دوبارہ نماز پڑھنی چاہی، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز جنازہ دوبارہ نہیں پڑھی جاتی، البتہ میت کے لئے دعا واستغفار کرو۔

ولنا ما روی ان النبی صلی الله علیه وسلم صلی علی جنازة ، فلما فرغ جاء عمر رضی الله عنه و معه قوم فاراد ان یصلی ثانیا ، فقال له النبی صلی الله علیه وسلم: الصلوة علی الجنازة لا تعاد ، ولکن ادع للمیت واستغفر له ، وهذا نص فی الباب۔

(بدائع الصنائع ص۳۱۱ ج۱)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام مالک، امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک نماز جنازہ کا تکرار نہیں۔

"وقال مالک وابو حنیفة واصحابهما: لا تعاد الصلوة علی الجنازة "۔

(اعلاء السنن ص۳۵۵ ج۸، فوائد شتی المتعلقة بالجنائز، فائده : فی الصلوة علی القبر)

صاحب بدائع لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک میت پر ایک مرتبہ سے زائد نماز نہیں پڑھی جائے گی، نہ جماعت سے نہ تنہا تنہا۔ " ولا یصلی علی میت الا مرة واحدة لا جماعة ولا وحدانا عندنا "۔

(بدائع الصنائع ص۳۱۱ ج۱)

فتاوی عالمگیری میں ہے: میت پر صرف ایک نماز پڑھی جاوے۔

"ولا یصلی علی میت الا مرة واحدة "۔

(عالمگیری ص۱۶۳ ج۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ، الفصل الخامس)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

”وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعده“۔

(ھدایہ ص۱۶۰ ج۱، فصل فی الصلوة علی المیت ، باب الجنائز)

ہمارے اکابر کے فتاوی کے چند حوالجات ملاحظہ ہوں:

احسن الفتاوی ص۲۱۳ ج۴۔ عمدۃ الفقہ ص۵۲۷ ج۲۔ فتاوی رحیمیہ ص۳۴۰ ج۷۔ خیر الفتاوی ص ۱۸۸ ج۳۔ علم الفقہ ص ۳۷۷ حصہ اول۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۶۷ ج۳۔ فتاوی دارالعلوم ص ۲۸۹ ج۵ سوال نمبر ۲۸۱۹، وص ۳۱۰ ج۵ ص۳۱۳ ج۵ وص ۳۶۰، وص ۳۶۸ ج۵۔ فتاوی محمودیہ ص ۲۹۸ ج۱۰ وص ۲۹۱ ج۱۴، وص ۳۱۲ ج۱۴۔ یہ حوالجات سرسری نظر سے سامنے آ گئے لکھ دئے گئے ہیں۔

افسوس فقہاء کی ان تصریحات کے باوجود آج یہ رسم بھی عام ہورہی ہے کہ نماز جنازہ باوجود ولی کے پڑھ لینے کے دو تین مرتبہ پڑھی جارہی ہے اور علماء ومشائخ کے ساتھ اس بدعت کا ارتکاب زیادہ ہونے لگا ہے۔ مزید براں سوانح میں اس کا تذکرہ کچھ اس انداز سے ہورہا ہے کہ یہ کوئی قابل فخر چیز ہے۔ فالی الله المشتکی۔

نبی کریم ﷺ پر تکرار نماز جنازہ سے اشکال

فقہاء کی عبارات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ میت پر نماز جنازہ مکرر پڑھنا جائز نہیں۔ بعض حضرات کو نبی پاک ﷺ کی نماز جنازہ سے اشکال ہوگیا کہ آپ ﷺ پر نماز جنازہ متعدد مرتبہ ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ مکرر پڑھ سکتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی نماز جنازہ

یہاں مختصراً نبی پاک ﷺ کی نماز جنازہ کی کیفیت کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا

ہے۔بعض حضرات کی رائے تو یہ ہے کہ آپ ﷺ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔لوگ حجرہ شریف میں بشکل جماعت داخل ہوتے اور صلوۃ وسلام اور درود و دعا پڑھ کر واپس آجاتے۔ ان حضرات نے ابن سعد کی ایک روایت سے جس میں ہے کہ: حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما ایک گروہ کے ساتھ حجرۂ نبوی ﷺ میں داخل ہوئے اور جنازۂ نبوی ﷺ کے سامنے کھڑے ہوکر یہ پڑھا''السلام علیک ایھا النبی و رحمة الله ''الخ،لوگوں نے آمین کہی ۔مردوں کے بعد عورتوں نے پھر بچوں نے اسی طرح کیا۔مگر قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ پر حقیقۃً نماز جنازہ پڑھی گئی اور یہی جمہور کا مسلک ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے ''کتاب الام'' میں جزم کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

آپ ﷺ پر نماز جنازہ کی کیفیت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: منگل کے روز آپ ﷺ کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوئے تو جنازہ شریف کو قبر کے کنارے پر رکھ دیا گیا،ایک ایک گروہ حجرۂ شریفہ میں آتا تھا اور تنہا نماز پڑھ کر باہر واپس آجاتا تھا کوئی کسی کی امامت نہیں کرتا تھا، الگ الگ بغیر امام کے نماز پڑھ کے واپس آجاتے تھے۔

(ابن ماجہ، باب ذکر وفاته و دفنه صلى الله عليه وسلم ، كتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۶۲۸)

فلما فرغو من جهازه يوم الثلثاء ' وضع على سريره فى بيته ' ثم دخل الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم ارسالا يصلون عليه ' حتى اذا فرغوا ادخلو النساء ' حتى اذا فرغوا ادخلوا الصبيان ، ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

''شمائل ترمذی'' میں روایت ہے کہ: لوگوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے ؟ آپ نے فرمایا: ہاں جنازہ پڑھو! لوگوں نے کہا کس طرح ؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا ایک ایک گروہ حجرہ شریفہ میں جائے اور تکبیر کہے پھر درود شریف و دعا پڑھے اور باہر آجائے، پھر دوسرا گروہ داخل ہو اور اسی طرح تکبیر کہیں اور دعا کے بعد واپس آجائیں، اسی طرح سب لوگ نماز پڑھیں۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کا حکم خود آپ ﷺ نے فرمایا تھا، چنانچہ ''مسند بزار'' اور ''مستدرک حاکم'' میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک روز مرض الوفات میں اہل بیت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بلایا۔ اہل بیت نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ کے جنازہ کی نماز کون پڑھائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے مجھ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نماز پڑھیں گے، پھر حضرت میکائیل علیہ السلام، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام، پھر ملک الموت، پھر باقی فرشتے، اس کے بعد تم ایک ایک گروہ کر کے اندر آنا اور مجھ پر صلوۃ وسلام پڑھنا۔

علامہ سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾۔ (سورۂ احزاب، آیت نمبر: ۵۶)

اس آیت میں ہر مسلمان کو صلوۃ وسلام کا فرداً فرداً حکم ہے، جس طرح آپ کی حیات میں صلوۃ وسلام بغیر جماعت کے فرض تھا، اسی طرح آپ ﷺ کے بعد بھی بغیر کسی

جماعت اور امام کے صلوۃ وسلام کا فریضہ فرداً فرداً ادا کیا گیا۔

فائدہ: ...... ابن دحیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ۳۰۰۰۰ رہزار آدمیوں نے آپ ﷺ پر نماز پڑھی۔ (دیکھئے! سیرة المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۸ ج ۳)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اس طرح آپ ﷺ پر نماز جنازہ ادا کرنے سے تکرار جنازہ پر استدلال صحیح نہیں، بلکہ فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی توجیہات بیان فرمائی ہیں۔

حضور ﷺ کی نماز جنازہ کی تکرار کی توجیہات

پہلی توجیہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حق ولایت تھا آپ کے بعد کسی نے نہیں پڑھی

بحیثیت خلیفۃ المسلمین حق ولایت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا۔ آپ سے قبل دوسرے لوگ پڑھتے رہے۔ خلافت کے انتظام کے بعد جب آپ نے بھی پڑھ لی تو اس کے بعد کسی نے بھی نہیں پڑھی۔

وھکذا تاویل فعل الصحابة، فان ابا بکر رضی الله عنه کان مشغولا بتسویة وتسکین الفتنة، فکانوا یصلون علیه قبل حضوره، وکان الحق له، لانه هو الخلیفة فلما فرغ صلی علیه، ثم لم یصل احد علیه بعده کذا فی المبسوط"۔

(عنایة شرح هدایه مع فتح القدیر ص ۱۲۱ ج ۲)

"بدائع" میں ہے: " وھذا تاویل فعل الصحابة، فان الولایة کانت لابی بکر رضی الله عنه، لانه هو الخلیفة الا انه کان مشغولا بتسویة الامور وتسکین الفتنة فکانوا یصلون علیه قبل حضوره، فلما فرغ صلی علیه ثم لم یصل بعده علیه والله اعلم"۔ (بدائع الصنائع ص ۳۱۱ و ۳۱۲ ج ۱)

''درمختار'' میں ہے: '' قلت : لکن ذکر فی النهاية عن المبسوط بعد ما ذکره ان تاويل صلوة الصحابة على النبى صلى الله عليه وسلم ان ابا بكر رضى الله عنه كان مشغولا بتسوية وتسكين الفتنة فكانوا يصلون عليه قبل حضوره وكان الحق له ، فلما فرغ صلى عليه ثم لم يصل احد بعده '' ۔

(ص۱۲۳ج۳، هامش رد المحتار ، باب صلوة الجنائز ، مطلب : تعظيم اولى الامر واجب)

دوسری توجیہ: یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی

(قوله لان تكرارها غير مشروع)......وانظر مع هذا ما قدمناه قريبا من تكرار الصحابة على النبى صلى الله عليه وسلم ، ثم رأيت فى ابى السعود ان ذلک من خصوصيا ته صلى الله عليه وسلم۔(طحطاوى على الدر المختار ص۶۰۱ ج۱)

وصلوة الصحابة عليه صلى الله عليه وسلم افواجا خصوصية كما ان تاخير دفنه من يوم الاثنين الى ليلة الاربعاء كان كذلک لانه مكروه فى حق غيره۔

(طحطاوى على مراقى الفلاح ص۴۸۷، فصل السلطان احق بصلا ته)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ پر تکرار صلوۃ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۳۶۱ ج۵، سوال ۲۹۶۵، عزیز الفتاوی ص۳۳۹ ج۱ سوال ۵۴۳)

تیسری توجیہ ہر موجود صحابی پر فرض عین تھی ان کے حق میں تکرار نفل نہ تھی

تیسری توجیہ یہ ہے کہ: حضور ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو حق ہے وہ ظاہر ہے۔ ہر صحابی پر (جو اس وقت وہاں موجود تھے) نماز فرض عین تھی۔ مکرر پڑھنا ان کے حق میں نفل نہیں تھا۔'' أو لانها فرض عين على الصحابة لعظيم حقه صلى الله عليه وسلم لا

تنفلا بھا ''۔(طحطاوی علی المراقی الفلاح ص۳۴۳ ج ۷)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے نماز جنازہ کے تکرار پر استدلال اور اس کا جواب

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ۳ھ میں غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ جنازہ تیار ہوا تو حضرت ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کی نماز جنازہ کے بعد ایک ایک کرکے شہدائے احد کے جنازے ان کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ ﷺ نے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز پڑھائی، پھر اسی میدان میں ان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔(سیر الصحابہ ص۱۹۳ ج ۲)

بعض حضرات نے اس واقعہ سے یہ استدلال کیا کہ نماز جنازہ میں تکرار جائز ہے، مگر اس واقعہ سے یہ استدلال صحیح نہیں، کیونکہ یہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر بار بار نماز پڑھنا مقصود نہ تھا، ان کی نماز جنازہ کے بعد دوسرے شہداء پر نماز مقصود تھی، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ چونکہ قریب میں رکھا تھا، اس لئے راوی نے ان پر صلوۃ جنازہ کی تکرار کو بیان فرما دیا اور آپ پر ستر مرتبہ نماز کا پڑھا جانا بیان کر دیا۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے ستر کی تعداد کی وجہ اس طرح بیان فرمائی ہے:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے احد کے جنازوں پر الگ الگ نمازیں پڑھی جانے کی وجہ بعض باخبر لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ: جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے ساتھ باقی دوسرے شہداء رضی اللہ عنہم کی لاشیں ایک جگہ اکھٹی کر دی گئیں تو پہلے آنحضرت ﷺ نے ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش الگ کرکے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اسے ایک طرف رکھ دیا گیا، پھر اسی طرح ہر شہید کی لاش یکے بعد دیگرے الگ کرکے اس پر نماز جنازہ پڑھائی جاتی رہی اور ان میں سے ہر ایک کو دوبارہ حضرت حمزہ

رضی اللہ عنہ کی لاش کے برابر ایک قطار میں رکھا جاتا رہا اوراس طرح ان لاشوں پر جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش بھی شامل تھی جنازے کی نمازوں کی مجموعی تعداد ستر ہوگئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ترجمہ البدایہ والنہایہ ص ۴۶۷ ج ۴)

ابن کثیر کی اس عبارت میں صاف تصریح موجود ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر مرتبہ نماز نہیں پڑھی گئی، بلکہ سب شہداء کی تعداد نماز جنازہ کی ستر ہوئی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش ایک طرف رکھی ہوئی تھی۔

علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ مکرر ہوئی ہی نہیں، ایک ہی نماز ان پر ہوئی ہے، پھر اور شہداء پر، لیکن جنازہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کا وہاں رکھا رہا اس شمول کو راوی نے ستر سے تعبیر کیا ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۳۶۱ ج ۵۔ عزیز الفتاوی ص ۳۳۵ سوال ۵۴۴)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

باقی رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ چند بار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر اگر ثابت ہو تو وہ خصوصیت رسول اللہ ﷺ کی ہے دوسروں کے لئے یہ مشروع نہیں ہے۔

قال اللہ تعالی: ﴿ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ ﴾۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۳۶۱ ج ۵۔ عزیز الفتاوی ص ۳۳۹ سوال ر ۵۴۳)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر تکرار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی یا ہر بار دوسرے شہداء رضی اللہ عنہم کے ساتھ رکھنے سے آپ پر نماز مقصود نہ تھی، بلکہ موضع صلوۃ و جوار صالحین کی برکت کے لئے ہر بار ساتھ رکھے جاتے تھے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۱۳ ج ۴)

تیسری قباحت: میت کی بے حرمتی

میت کو منتقل کرنے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ میت کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں:

بے حرمتی کی مختلف صورتیں:

(۱)......میت کو صندوق میں رکھ کر سامان کی طرح ہوائی جہاز وغیرہ میں لاد کر لے جایا جاتا ہے۔

(۲)......حکومت کے قوانینِ صحت کی رعایت میں خاص دوا میت کے جسم میں داخل کی جاتی ہے۔

(۳)......بعض حضرات کے کہنے کے مطابق بدن کے اندرونی کچھ اجزاء کو نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

(۴)......گاہے میت کے بدن میں تغیر پیدا ہوجاتا ہے، کبھی تو لاش پھٹ جاتی ہے، بدبو پیدا ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے لوگ بھی دور رہتے ہیں، اور میت کا جو احترام ہونا چاہئے وہ فوت ہوجاتا ہے، اور اگر غسل دیئے بغیر منتقل کیا ہو تو پہنچنے تک کبھی میت نہ غسل کے قابل رہتی ہے نہ نماز جنازہ کے قابل۔ منتقل کرنا اپنے اختیار میں نہیں ہوتا، قانونی رکاوٹیں سامنے آتی ہیں اور تاخیر ہوجاتی ہے۔

(۵)......ضرورت سے زیادہ میت کو حرکت ہوتی ہے۔ فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ:

جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے، مگر نہ اتنی تیز کے نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔ (بہشتی گوہر، احکام میت ص ۵۵، جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ)

(۶)...... بسا اوقات لاش کو برف پر رکھا جاتا ہے جو بجائے خود میت کے لئے تکلیف کا

سبب ہے اوراس میں میت کی بے حرمتی ہے، میت کوتکلیف پہنچانا ممنوع ہے،اسی بناپرحکم ہے کہ میت کوغسل دینے کے لئے پانی اتنا گرم کیا جائے جتنا کہ وہ اپنی زندگی میں استعمال کرتا تھابہت تیزگرم نہ ہو۔بہشتی زیورمیں ہے:

مسئلہ:...... اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہوتو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔اس سےاسی طرح تین دفعہ نہلا دیوے اور بہت تیزگرم پانی سے مردے کو نہ نہلاؤ۔

حاشیہ میں ہے:

’’ویغلی الماء بالسدر او الحرض فان لم یکن فالماء القراح‘‘ھدایہ ص۱۶۰ ج۱۔(بہشتی زیور ص۶۳ دوسرا حصہ نہلانے کا بیان۔فتاوی رحیمیہ ص۳۳۳ ج۷)

میت کی بے حرمتی کی حدیث میں ممانعت

حدیث پاک میں بھی میت کی بے حرمتی اورایذارسانی کی ممانعت آئی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مؤمن کو مرنے کے بعد تکلیف دیناایسا ہے جیسے زندگی میں تکلیف پہنچائی جائے۔

وقد اخرج ابن ابی شیبة عن ابن مسعود رضی الله عنه قال : اذی المؤمن فی موته کاذاه فی حیاته۔(مرقاۃ ص۷۹ج۴ ، باب دفن المیت)

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے حدیث:

’’عن عائشة رضی الله عنها قالت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: کَسْرُ عَظْمِ الْمَیِّتِ کَکَسْرِهٖ حَیًّا‘‘،

(مشکوۃ ، باب دفن المیت ،آخر حدیث الفصل الثانی ، کتاب الجنائز)

فیض القدیر میں یہ روایت کچھ زیادتی کے ساتھ ان الفاظ میں مروی ہے:

((قال علیه الصلوه والسلام کسر عظم المیت ککسر عظم الحی فی الاثم))

(فیض القدیر ص۲۰۷ج۴، رقم الحدیث ۶۲۳۲)

''مردہ انسان کی ہڈی توڑنے میں ایسا گناہ ہے جیسا کہ زندہ انسان کی ہڈی توڑنے میں ہے''۔

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ جس طرح زندہ انسان کی توہین وتذلیل نہیں ہوتی اسی طرح مردہ کی بھی توہین وتذلیل نہیں کی جائے گی۔

'' قال الطیبی اشارۃ الی انه لا یهان میتا کما لا یهان حیا ''۔

(مرقاۃ ص۷۹ج۴، باب دفن المیت)

''شرح سیر کبیر'' میں ہے:

'' والآدمی محترم بعد موته علی ما کان علیه فی حیاته ''

یعنی آدمی مرنے کے بعد قابل احترام ہے جیسا کہ مرنے سے پہلے قابل احترام تھا۔

(شرح سیر کبیر ص۸۸س۸۹ج۱، انسانی اعضاء کا احترام اور طب جدید ص۹)

چوتھی قباحت: مال کثیر کا اسراف

میت کی منتقلی کی ایک قباحت یہ بھی ہے کہ بلاضرورت شرعی بڑی رقم کا خرچ کیا جاتا ہے جواسراف میں داخل ہے اور ممنوع ہے۔قرآن کریم نے بے موقع مال اڑانے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے:

﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ﴾۔(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲۷ پارہ ۱۵)

بے شک فضولیات میں اڑادینے والے شیطان کے بھائی بند ہوتے ہیں۔

انسان کی مذمت اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے کہ اسے شیطان سے تشبیہ دی جائے جو سرچشمہ ساری برائیوں کا ہے۔(تفسیر ماجدی)

اللہ کے مقبول بندوں کی صفت خرچ میں میانہ روی ہے

قرآن کریم نے اللہ کے مقبول اور مخصوص بندوں کی تیرہ صفات وعلامات میں ایک صفت یہ بیان فرمائی کہ:

﴿وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾

ترجمہ: ......اور وہ لوگ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور اس کے درمیان (ان کا خرچ) اعتدال پر رہتا ہے۔

(سورۂ فرقان، آیت نمبر: ٦٧، پارہ: ۱۹)

نوٹ: ......اسراف اور تبذیر کے فرق کے لئے دیکھئے! ''معارف القرآن'' ص ۴۵۸ ج ۵۔

اعتدال سے خرچ کرنے والا محتاج نہیں ہوتا

اس مختصر آیت نے صحیح معاشیات ملی انفرادی کا اصل اصول بیان فرمادیا۔حدیث پاک

میں ہے جو شخص خرچ میں میانہ روی اور اعتدال پر قائم رہتا ہے وہ کبھی فقیر و محتاج نہیں ہوتا۔

" ما عال من اقتصد " ۔ (روہ الامام احمد، ابن کثیر)

انسان کی دانشمندی

ایک حدیث میں تو یہاں تک فرمایا:

((من فقه الرجل قصده فی معیشته))

یعنی انسان کی دانشمندی کی علامت یہ ہے کہ خرچ میں میانہ روی اختیار کرے، (نہ اسراف میں مبتلا ہو نہ بخل میں)۔

(رواہ الامام احمد عن ابی الدرداء ، ابن کثیر ۔ معارف القرآن ص۴۹۲ ج۶)

پانچویں قباحت: منتقلی کے اخراجات میں بے احتیاطی و حق تلفی

میت کی منتقلی مکروہ وغیر ضروری ہے، اس لئے منتقل کرنے کے اخراجات اور مصارف تجہیز و تکفین میں محسوب نہ ہوں گے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۶۴ ج ۱)

بعض مرتبہ یہ اخراجات میت کے ترکہ میں سے کئے جاتے ہیں اور گاہے ورثاء میں نابالغ بچے بھی ہوتے ہیں ان کی حق تلفی ہوتی ہے، یہ خود ایک گناہ کا کام ہے۔

اس خرچ میں ناحق یتیم کا مال ضائع ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾۔ (سورۂ نساء، آیت نمبر ۲۹)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق طور پر مت کھاؤ۔

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا﴾۔ (سورۂ نساء، آیت نمر ۵۸)

بے شک اللہ تعالی تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو۔

وارث کا حق تلف کرنے پر وعید

عن انس رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: ((من قطع میراث وارثه قطع اللہ میراثه من الجنة یوم القیامة))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص نے اپنے وارث کا حق مارا قیامت کے روز اللہ تعالی اس کو جنت سے اس کے حصہ سے محروم کردیں گے۔ (رواہ ابن ماجة و رواہ البیهقی فی شعب الایمان، مشکوۃ ص ۲۶۶، باب الوصایا)

چھٹی قباحت: میت کی بیوی کا عدت میں سفر کرنا

میت کی منتقل میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ شوہر کی لاش کے ساتھ بیوی سفر کرتی ہے، جب کہ شوہر کی وفات سے ہی عورت پر عدت شروع ہو جاتی ہے۔

عدت کا معاملہ بہت اہم ہے ہمارے زمانے میں اس میں بہت لا پرواہی برتی جارہی ہے۔بعض عورتیں معمولی معمولی باتوں کو بہانا بنا کر عدت کے شرعی قواعد کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔

عدت کے زمانہ میں سفر نہ کرنا چاہئے ،حتی کہ حج جیسی عظیم الشان عبادت کے لئے بھی سفر کی اجازت نہیں ہے۔ " المعتدة لا تسافر لا للحج ولا لغيره "۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۳ ج۲، باب فی الحداد ، کتاب الطلاق)

"درمختار" میں ہے:

(وتعتدان) ای معتدة طلاق و موت (فی بیت وجبت فیه) ولا تخرجان منه ......الخ۔(در مختار مع رد المحتار ص۸۵۸ ج۲،فتاوی رحیمیہ ص۲۱۸ ج۱۰)

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں تقلید مغرب کی ایک لعنت یہ بھی ہے کہ بیوہ اور وہ عورتیں جن کو طلاق ہوگئی ہو عدت میں نہیں بیٹھتیں۔ کھلے عام گھر سے باہر آنا جانا، بازار جانا اور شادیوں اور تقریبات میں شرکت کرنا ہوتا رہتا ہے اور اس حکم شرعی کی قطعا کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔

یہ سخت غلطی اور گناہ کبیرہ ہے، اس سے توبہ کریں اور عدت میں بیٹھنے کے حکم کی تعمیل کریں۔(احکام میت ص۱۱۷،عدت میں کوتاہیاں اور غلط رسمیں، باب ششم موت کی عدت)

میت کی منتقلی میں یہ کتنی بڑی قباحت ہے کہ عورت عدت میں سفر کر کے حرام کام کا

ارتکاب کرتی ہے اور شریعت مطہرہ کی مقرر کردہ مدت کی رعایت نہیں کرتی کہ چار مہینہ اور دس دن اس کے لئے گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں تو ایک سال تک عورت ایک جھونپڑے میں عدت گذارتی اور نہایت میلے کپڑے پہنتی، جب سال پورا ہوتا تو عدت پوری ہوتی۔ اسلام نے صرف چار مہینے اور دس دن کی عدت مقرر کی ہے۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْراً﴾

یعنی تم میں سے جو مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں وہ چار مہینے دس دن اپنے کو روکے رکھیں (یعنی عدت میں بیٹھیں)۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۳۴)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ یَّأْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَة﴾۔ (سورۂ طلاق آیت ۱)

یعنی خدا (کے قانون کی خلاف ورزی) سے ڈرو جو تمہارا رب ہے نہ تو تم عورتوں کو عدت میں ان کے رہنے کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔

ساتویں قباحت: میت کی منتقلی کا التزام

میت کی منتقلی کی ایک قباحت یہ بھی ہے کہ اس کا التزام ہونے لگا ہے، بعض دیندار حضرات نے وصیت تک کی کہ میری تدفین وفات کی جگہ ہی پر کی جائے، مگر وارثوں نے اس وصیت تک کا لحاظ نہ رکھا۔ ایک مکروہ امر پر اس قدر اصرار کے کیا معنیٰ؟

فقہاء نے امر مندوب ومستحب پر اصرار کو منع لکھا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''وفیہ ان من اصر علی امر مندوب و جعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ، فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال، فکیف من اصرّ علی بدعۃ او مکروہ''۔

(مرقاۃ ص۳۵۳ ج۲)

یعنی جو کوئی امر مندوب یا مستحب پر ایسا اصرار کرے کہ اس کو واجب اور لازم کرلے اور کبھی جواز اور رخصت پر عمل نہ کرے تو بیشک ایسے شخص کو گمراہ کرنے میں شیطان کامیاب ہوگیا، جو شخص بدعت یا فعل مکروہ پر اصرار کرے گا اس کا کیا حکم ہوگا؟

علامہ شیخ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ نے تو یہاں تک لکھا کہ: کسی امر مستحب کو اس کے مرتبہ سے بڑھا دیا جائے تو وہ مکروہ ہوجاتا ہے۔

''ان المندوب ینقلب مکروھا اذا خیف ان یرفع عن رتبتہ''۔

(مجمع البحار ص۲۲۴، ج۲، ماخوذ از فتاوی رحیمیہ ص۳۶ ج۳)

نبی پاک ﷺ سے وتر کی نماز میں سورۂ اعلیٰ، کافرون، اخلاص پڑھنا ثابت ہے۔ اسی طرح جمعہ وعیدین میں سورۂ اعلی وغاشیۃ پڑھنا ثابت ہے، اس لئے ان سورتوں کو ان نمازوں میں پڑھنا چاہئے، مگر فقہاء فرماتے ہیں: ان سورتوں پر ایسا دوامی عمل نہ ہو کہ عوام کا اعتقاد اس کے وجوب کا ہوجائے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

" (والسنة السور الثلاث) أی الاعلی والکافرون والاخلاص لکن فی النهاية ان التعيين على الدوام يفضی الى اعتقاد بعض الناس انه واجب وهو لا يجوز فلو قرأ بما ورد به ا لآثار أحيانا بلا مواظبة يكون حسنا "۔

(شامی، باب الوتر والنوافل ، مطلب فی منکرالوتر والسنن او الاجماع)

"(ويقرأ كالجمعة) أی كالقرأة فی صلوة الجمعة ، لما روى ابو حنيفة رحمه الله انه صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فی العيدين و يوم الجمعة الاعلى والغاشية كما فی الفتح ، وقال فی البدائع : فان تبرک بالاقتداء به صلى الله عليه وسلم فی قراء تهما فی اغلب الاوقات فحسن لكن يكره ان يتخذهما حتما لا يقرأ فيها غيرهما "۔(شامی ، باب العيدين ، مطلب : امر الخليفة لا يبقى بعد موته)

غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک امر مندوب پر اصرار کو فقہاء نے گوارہ نہ کیا، تو جو چیز ممنوع وقابل ترک ہواس پر اصرار کو شریعت کیسے گوارہ کرلے گی۔ اللہ تعالی ہر مسلمان کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے، آمین۔

نقل میت کے چار واقعات

نقل میت کے باب میں کل چار حضرات کے واقعات منقول ہیں:

۱:......حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ السلام۔

۲:......حضرت یوسف علیہ الصلوۃ السلام۔

۳:......حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ۔

۴:......حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی لاش مبارک کی منتقلی

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ انہیں ان کے والد محترم حضرت اسحٰق علیہ السلام کے ساتھ دفن کیا جائے، چنانچہ حسب وصیت حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو مصر سے شام لے جا کر حضرت اسحٰق علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ''المنارۃ'' میں دفن فرمایا۔

(سیرۃ انبیاء ص ۳۲۵، تاریخ ابن کثیر ص ۳۵۵ ج ۱۔ ہر دو ترجمہ البدایۃ والنہایۃ)

حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنی لاش کی منتقلی کی وصیت کرنا

حضرت یوسف علیہ السلام نے وفات سے پہلے اپنے خاندان والوں سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ مجھ کو مصر کی زمین میں دفن نہ کریں گے، بلکہ مصر سے لے جا کر حبرونؔ میں ان کے آبائی قبرستان میں دفن کریں گے، چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی لاش مبارک کو تابوت میں حنوط [1] کر کے دفن کر دیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے خروج

---

[1]......چند خوشبودار چیزوں کا ایک مرکب جو مردے کو غسل دینے کے بعد اس پر ملتے ہیں، (فیروز اللغات)

کیا تو اس تابوت کو بھی ساتھ لے لیا اور ان کے آبائی قبرستان میں لے جا کر سپرد خاک فرمایا۔(سیرۃ انبیاء ص ۳۲۶، تاریخ ابن کثیر ص ۵۶ ج ۱، قصص القرآن ص ۳۳۶ ج ۱)

ان واقعات کی فقہاء نے تاویل فرمائی ہیں۔بحر العلوم علامہ عبد العلی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو منتقل فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بدن میں تغیر نہیں ہوتا، وہ اپنی زندگی میں اور زندگی کے بعد بھی طیب ہوتے ہیں، لہذا ان کو منتقل کرنے میں حرج نہیں ہے ان کو منتقل کرنا جائز ہے۔ یہ ان کی خصوصیت ہوسکتی ہے۔

وھذا بخلاف نقل یوسف یعقوب علیہ السلام ، لان اجساد الانبیاء لا تنفسخ وھم طیبون حیا و میتا فلا خلل فی نقلھم ، وبالجملۃ ان عدم کراھۃ نقل اجساد الانبیاء لعلہ من خصائصھم لھذہ العلۃ۔

(رسائل الارکان ص ۱۵۹ و ۱۶۰، کتاب الجنائز قبیل فی سجود التلاوۃ۔فتاوی رحیمیہ ص ۳۳۷ ج ۷)

صاحب مراقی الفلاح کی عبارت آگے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے ذیل میں آرہی ہے۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

(۱)......ان واقعات کی صحت ہی میں کلام ہے، کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

(۲)......شرع من قبلنا جب تک قرآن یا حدیث میں منقول نہ ہو حجت نہیں۔قرآن یا حدیث میں منقول ہونے کے باوجود اس کی حجیت کے لئے یہ شرط ہے کہ ہماری شریعت میں اس کے خلاف حکم نہ ہو اور مسئلہ زیر بحث میں دفن میں تعجیل کا حکم اس قدر مؤکد ہے کہ اوقات مکروہہ میں بھی نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جمع عظیم کے انتظار کے لئے

نماز میں تاخیر کی اجازت نہیں دی گئی۔اسراع جنازہ کا حکم احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔
(۳)...... یہ واقعات نقل بعد دفن سے متعلق ہیں جو باتفاق مشائخ رحمہم اللہ ناجائز ہے۔
(احسن الفتاوی ص۲۱ ج۴)

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ کی لاش کی مدینہ منورہ منتقلی

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے دس یا بارہ میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں اپنے لئے ایک قصر تعمیر کرایا تھا۔اخیری زندگی اسی میں بسر فرمائی اور سن ۵۵ ھ میں وہیں وفات پائی،آپ کی لاش مبارک مدینہ منورہ لائی گئی۔(سیر الصحابۃ ص۱۵۹ ج۲)

اس واقعہ سے میت کی منتقلی کا جواز معلوم ہوتا ہے،اس لئے بعض فقہاء نے فرمایا: سفر شرعی سے کم مسافت ہو تو لاش کو منتقل کرنے میں مضائقہ نہیں۔''کبیری'' میں ہے:

'' قیل یجوز ذلک ما دون السفر ، لما روی ان سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ مات فی قریة علی اربعة فراسخ من المدینة فحمل علی اعناق الرجال الیھا ''۔

(کبیری شرح منیة ص۵۶۳ ، فصل فی الجنائز الثامن فی مسائل متفرقة من الجنائز)

یعنی اول قول یہ ہے کہ: سفر شرعی سے کم مسافت ہو تو منتقل کرنے کی گنجائش ہے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا ایک قریہ میں جو مدینہ منورہ سے چار فرسخ (تقریباً ۱۲/ میل) پر تھا انتقال ہو گیا تو کندھا بہ کندھا آپ کو مدینہ منورہ منتقل کیا۔

صاحب مراقی الفلاح تحریر فرماتے ہیں:

یہ بات ممکن ہے کہ دو میل سے زیادہ منتقل کرنا اس صورت میں مکروہ ہو کہ میت کے بدن میں تغیر اور بدبو پیدا ہونے کا اندیشہ ہو،اور جہاں یہ اندیشہ نہ ہو تو کراہت منتفی ہو جائے گی،لہذا جو شخص حضرت یعقوب علیہ السلام یا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مثل ہو اس

کے حق میں یہ کراہت باقی نہیں رہے گی۔

قلت : یمکن بان الزیادة مکروهة فی تغیر الرائحة أو خشیتها و تنتفی بانتفائها لمن هو مثل یعقوب علیه السلام أو سعد رضی الله عنه ۔

(مراقی الفلاح ص۳۳۷، کتاب الجنائز ، فصل فی حملها و دفنها ، فتاوی رحیمیہ ص۳۳۸ ج ۷)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نقل نہیں پایا گیا۔آپ کا انتقال مدینہ منورہ سے باہر بارہ میل کے فاصلہ پر زرعی زمین میں ہوا،قوی احتمال بلکہ ظن غالب ہے کہ وہاں کوئی قبرستان نہیں ہوگا،اس لئے مدفن مدینہ میں لائے گئے ۔(احسن الفتاوی ص۲۱۱ ج ۴)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی لاش کی مکہ معظّمہ منتقلی

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ابکر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے تقریبا دس میل کے فاصلہ پر ’’حُبشی‘‘ نام کی ایک جگہ میں مقیم تھے،سن ۵۳ ھ میں ایک روز ناگہانی طور پر واصل بحق ہوئے۔ پہلے سے ان کو اپنی صحت کے متعلق کوئی شکایت نہ تھی۔وفات کے دن حسب معمول سوئے،مگر ایسی نیند سوئے کہ پھر اٹھ نہ سکے۔(سیر الصحابة ص۴۰۷ ج ۲)

ان کی لاش مکہ معظّمہ لاکر دفن کی گئی۔(سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا ص۲۵۲)

اس واقعہ سے کوئی میت کی منتقلی پر استدلال کرسکتا ہے،مگر اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (جو فقہاء صحابہ میں سے تھیں) نے خود جب سفر حج کے موقع پر بھائی کی قبر کی زیارت کی تو فرمایا: بخدا اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اس قدر نہ روتی اور تم کو اسی جگہ دفن کرتی جہاں تم نے وفات پائی تھی۔

(مستدرک حاکم ص۴۷۶ ج ۲، سیر الصحابة ص۴۰۷ ج ۲)

عورتوں کا قبرسان جانا اور جنازہ وتدفین میں شرکت کرنا

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ نماز کے لئے جانا، اور تدفین میں شریک ہونا جائز نہیں۔ عورتوں کا قبرستان جانا کیسا ہے؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے، صحیح بات یہ ہے کہ چند شرائط کے ساتھ جانا جائز ہے۔ اس مختصر رسالہ میں ان چند بحثوں کے متعلق احادیث نبویہ اور عبارات فقہاء کو جمع کیا گیا ہے۔ مختصر ومفید رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ، اما بعد !

عورتوں کا قبرستان جانا کیسا ہے؟ احادیث اور فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے، البتہ چند باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔ان شرائط کے ساتھ جانا جائز ہے، ورنہ اجازت نہ ہوگی۔وہ شرائط یہ ہیں:

عورتوں کے لئے قبرستان جانے کی بارہ (۱۲) شرائط

(۱)......عورت پردہ کے ساتھ جائے۔

(۲)...... بوڑھی عورت ہو، جوان بچیاں احتیاط کریں۔

(۳)......ایسے وقت میں جائے جب وہاں مرد نہ ہو۔

(۴)......زیارت سے شوہر کا حق ضائع نہ ہوتا ہو۔

(۵)......بہتر ہے کہ شوہر کے ساتھ یا کسی نیک اور صالح محرم کے ساتھ جائے۔

(۶)......اپنے مرحوم اعزہ واقارب کو ایصال ثواب مقصود ہو۔

(۷)......موت کی یاد اور آخرت کا استحضار پیش نظر ہو۔

(۸)......کبھی کبھی جائے بار بار نہ جائے۔

(۹)......قبرستان میں زور زور سے رونے سے پرہیز کرے۔

(۱۰)......تجدید حزن کے لئے نہ جائے۔(اس لئے کہ تجدید حزن مکروہ ہے)

(۱۱)......کسی بدعت کا ارتکاب نہ کرے۔

(۱۲)......عورت کے جانے سے اور کوئی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

رسالہ کی حدیث نمبر:۱۴ر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد: اور (میں وفات کے وقت) حاضر ہوتی تو قبر پر نہ آتی'' سے بھی تائید ہوتی ہے کہ اس اجازت کو عام نہ کیا جائے۔

علماء اور فقہاء کی عبارات میں جہاں منع لکھا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ ان شرائط کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے عدم جواز ہی اولی ہے، اس لئے کہ قبرستان جانا کوئی واجب و فرض نہیں اور گناہوں سے بچنا ضروری ہے، اگر عورتیں اس طرح جائیں کہ بے پردگی ہو، مردوں سے اختلاط ہو، تو ظاہر ہے کہ قبرستان جانے کا جو مقصد ہے وہی فوت ہو جائے گا، بن سنور کے کوئی عورت چلی گئی اور کسی اجنبی مرد کی نظر پڑی تو وہ تو گنہگار ہوگا عورت کو دہرا گناہ ہوگا، اور قبرستان کے اس ماحول میں جہاں آدمی کو موت یاد آنی چاہئے اور آخرت کا استحضار ہونا چاہئے وہاں اگر غفلت ہوگئی اور آنکھوں کا گناہ ہوگیا تو زیادہ سخت ہے۔ غالبا ان ہی مفاسد کی وجہ سے آپ ﷺ نے بعض روایات میں سخت وعید ارشاد فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی

(۱)......عن ابن عباس قال : لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتّخذين عليها المساجد والسُّرُج۔

(ابوداؤد، باب فی زيارة النساء القبور ، رقم الحديث:۳۲۳۶۔ترمذی، باب ما جاء فی كراهية ان يتخذ على القبر مسجدا ، رقم الحديث:۳۲۰۔نسائی، باب التغليظ فی اتخاذ السرج على القبور ، رقم الحديث:۲۰۴۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر، اور قبروں پر مساجد بنانے والوں اور چراغاں کرنے

والوں پر لعنت فرمائی۔

(۲)......عن عبد الرحمن بن حسان بن ثابت عن ابيه رضى الله عنه قال : لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زُوّارات القبور۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فى النهى عن زيارة النساء القبور ، رقم الحديث:۱۵۷۴/۱۵۷۵/۱۵۷۶)

ترجمہ:......حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی کثرت سے زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

بعض حضرات نے ان احادیث کی وجہ سے عدم جواز کا قول اختیار کیا ہے، مگر درست بات یہ ہے کہ: یہ وعید زیارت قبور کی اجازت سے پہلے کی ہے، اب آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی اور ارشاد فرمایا:

(۳)......عن ابن بريدة عن ابيه رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهيتُكم عن زيارة القبور ' فزوروها ، الخ۔

(مسلم، باب استئذان النبى صلى الله عليه وسلم ربه –عز وجل– فى زيارة قبر امه ، رقم الحديث: ۹۷۷۔ابوداوٗد، باب فى زيارة القبور ، رقم الحديث:۳۲۳۴۔نسائی، زيارة القبور ، رقم الحديث: ۲۰۳۴)

ترجمہ:......حضرت ابن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کرو۔

تو یہ اجازت مرد وعورت سب کے لئے ہے، اس لئے کہ عورتیں (عامۃً اکثر) احکام میں مردوں کی تابع ہیں۔ اور جن علماء کا رجحان کراہت کا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان میں صبر کی کمی اور جزع وفزع کی کثرت ہوتی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسی کو بیان فرمایا

ہے:

’’وقد رأی بعض اهل العلم : انّ هذا کان قبل ان یرخص النبی صلی الله علیه و سلم فی زیارة القبور ، فلمّا رخّص دخل فی رخصته الرّجال والنّساء ، وقال بعضهم: انّما کُره زیارة القبور للنّساء لقلّة صبرهِنّ و کثرة جزعِهنّ ‘‘۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهیة زیارة القبور للنساء ، تحت: رقم الحدیث:۱۰۳۸)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ نے خوب صراحت فرمائی ہے کہ:

’’فالصواب الذی ینبغی الاعتماد علیه هو جواز الزیارة للنساء اذا کان الأمن من تضییع حق الزوجة والتبرج والجزع والفزع و نحو ذلک من الفتن، لان الزیارة عُلِّل بتذکر الموت ' ویحتاج الیه الرجال والنساء ' فلا مانع من الاذن لهن ‘‘۔

(بذل المجهود ص۵۲۸ ج۱۰، باب فی زیارة النساء القبور ، تحت: رقم الحدیث:۳۲۳۶)

صحیح بات جس پر اعتماد کرنا مناسب ہے یہ کہ عورتوں کے لئے قبر کی زیارت جائز ہے، ان شرائط کے ساتھ کہ: شوہر کا حق ضائع نہ ہو‘ زینت اور جاہلیت کا تبرج نہ ہو‘ جزع فزع نہ ہو اور اسی طرح کسی فتنہ کا خوف نہ ہو، اس لئے کہ زیارت موت کی یاد کا سبب ہے، اور اس سبب کے مرد اور عورتیں سب محتاج ہیں، اس لئے عورتوں کو زیارت کی اجازت سے روکنے کی کوئی وجہ نہیں۔

فقہاء کی تصریحات

فقہاء نے بھی صراحت سے عورتوں کی زیارت کے احکام کو لکھا ہے: چند حوالے لکھے جاتے ہیں:

(۱)......لا بأس ..... بتعزیة اهله.... وبزیارة القبور ولو للنساء۔

(۲)......قوله ولو للنساء: و قيل تحرم عليهن والاصح ان الرخصة ثابتة لهن' بحر ـ(طحطاوی علی الدرص ۳۸۳ ج ۱، کوئٹہ)

(۳)......وقال الخير الرملى : ان كان لتجديد الحزن والبكاء والندب على ما جرت به عادتهن فلا تجوز ، وعليه حمل الحديث " لعن الله زائرات القبور " وان كان للاعتبار والترحم من غير بكاء والتبرک بزيارة قبور الصالحين فلا بأس اذا كن عجائز ، ويكره اذا كنّ شوابّ كحضور الجماعة فى المساجد۔

(شامی ص ۱۵۱ ج ۳ (مکتبہ دارالباز، مکہ) باب صلوة الجنازة ، مطلب فى زيارة القبور)

(۴)...... والاصح ان الرخصة ثابتة فى حق الرجال والنساء جميعا۔

(مبسوط ص ۲۴ ج ۱۰، الاشربہ، ادارۃ القرآن)

(۵)...... وصرح فى المجتبى بانها مندوبة ' وقيل تحرم على النساء ،والاصح ان الرخصة ثابتة لهما ـ(بحرالرائق ص ۱۹۵ ج ۲، کوئٹہ)

(۶)...... واختلف المشائخ فى زيارة القبور للنساء ، قال شمس الائمة :الاصح انه لا بأس بها۔

(فتاوی عالمگیری ص ۳۵۰ ج ۵، الباب السادس عشر فى زيارة القبور، كتاب الكراهية ، رشیدیہ)

(۷)...... و ندب زيارتها من غير ان يطا القبور للنساء والرجال ' وقيل تحرم على النساء ،والاصح ان الرخصة ثابتة للرجال والنساء ـ(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ص ۶۲۰ ، فصل : فى زيارة القبور ، باب احكام الجنائز ، قدیمی)

اکابر علماء دیوبند کے چند فتاوی

ہمارے اکابر کے فتاوی میں بھی اس پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے، جوان فتاوی کی طرف

رجوع کرنا چاہیں تو درج ذیل فتاوی کی طرف رجوع کر سکتے ہیں، چند فتاوی کے اہم اقتباسات درج ذیل ہیں:

(۱)......عورتوں کے لئے زیارت قبور میں تین قول ہیں: ایک منع مطلقا، دوسرا: جواز مطلقا، تیسرا قول تفصیل، اس طرح کہ اگر مقصود زیارت سے نوحہ وغیرہ کرنا ہوتو تب تو حرام، اور اگر عبرت اور برکت کے لئے ہوتو بڈھیوں کو جائز اور جوانوں کو ناجائز جیسا کہ مساجد میں آنا۔ (امداد الفتاوی ص ۵۲۰ ج ۱، سوال نمبر: ۷۰۵)

(۲)......صحیح بات یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر نہ جانا چاہئے، کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے، وہ وہاں جزع وفزع کریں گی، باقی اس میں اختلاف ہے۔ راجح یہی ہے کہ عورت قبور کو نہ جاوے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۲۸۳ ج ۵، سوال نمبر: ۳۰۷۲)

بعض فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے بشرطیکہ آہ وبکا نہ ہو، لیکن احوط نہ جانا ہی ہے۔
(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۲۹۲ ج ۵، سوال نمبر: ۳۱۲۸)

(۳)...... پردہ نشین عورت کے لئے رات کو برقعہ پہن کر اپنے شوہر یا کسی محرم کے ہمراہ زیارت قبور کے لئے جانا مباح ہے..... اور زیارت قبر کے لئے قبرستان میں جانا عورتوں کو فی حد ذاتہ مباح ہے، اگر چہ بہتر یہ ہے کہ نہ جائیں، مگر جانا بھی معصیت نہیں ہے۔
(کفایت المفتی، ص ۵۵۹ ج ۵۔ طبع: ادارۃ الفاروق' کراچی)

(۴)......اگر کوئی کام خلاف شرع نہ کیا جاوے تو بوڑھی عورتوں کو زیارت قبور جائز ہے، جوان کو نہ چاہئے کہ اس میں فتنہ ہے۔ (امداد الاحکام ص ۸۱۲ ج ۱)

(۵)......عورتوں کا بناؤ سنگار کر کے (غیر محرم) مردوں کے ساتھ زیارت قبور کے لئے جانا بھی نہایت معیوب وناجائز فعل ہے۔ (مرغوب الفتاوی ص ۲۱۶ ج ۳)

(۶)...... عورتوں کے قبرستان جانے پر اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ جوان عورتوں کو ہرگز نہیں جانا چاہئے، بڑی بوڑھی اگر جائے اور وہاں کوئی خلاف شرع کام نہ کرے تو گنجائش ہے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل، ص۱۷۳ ج ۳۔ از: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ)

(۷)...... جائز تو ہے لیکن نہ جانا ہی بہتر ہے۔

(فتاوی محمودیہ، ص۱۹۱ ج ۱۰۔ طبع: ادارۃ الفاروق، کراچی)

(۸)...... احادیث اور فقہاء کے کلام کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو قبرستان جانے کی اجازت ہے، ہاں البتہ شرک اور بدعت وغیرہ مفاسد کا اندیشہ ہو تو اجتناب کرنا چاہئے۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا، ص۶۷۲ ج ۲)

(۹)...... اگر کسی جگہ محرم مرد، عورتوں کو اپنے ساتھ لے جائیں، اور عورتیں شرعی پردہ میں ہوں اور رونے، پیٹنے کے بجائے زیارت قبور سے عبرت حاصل کرنے والی ہوں اور مذکورہ خرابیوں سے بچنے کا پورا یقین ہو تو جانے کی اجازت ہے۔ (فتاوی دینیہ ص۴۸۱ ج ۲)

(۱۰)...... عورتیں قبرستان جاسکتی ہیں، الخ۔ (پھر شرطیں بیان فرمائیں ہیں)۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل، ص۲۲۷ ج ۱۔ از: حضرت مفتی نظام الدین شامزئی صاحب رحمہ اللہ)

(۱۱)...... عورتوں کو اپنے اعزہ کی قبر کی زیارت جائز ہے، لیکن جزع وفزع سے بچنا ضروری ہے۔ (کتاب الفتاوی ص۲۲۸ ج ۳)

عورتوں کا نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہونا

یہ بحث تو تھی عورتوں کے قبرستان جانے کے سلسلہ میں، لیکن عورتوں کا نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کرنا تو احادیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے، اس لئے عورتوں کا نماز جنازہ میں شریک ہونا اور تدفین میں شرکت کرنا کسی حال میں درست نہیں۔

عورتوں کا جنازہ کے ہمراہ جانا مکروہ وممنوع ہے۔(خیرالفتاوی ص۱۹۰ج۳)
علماء نے تو اسے مکروہ تحریمی لکھا ہے:''ویکرہ خروجھن تحریما''
(شامی ص۱۳۷۲ج۳، باب صلوۃ الجنازۃ ، مطلب : فی حمل المیت ، ط: مکتبۃ دار الباز ، مکۃ المکرمۃ)

حرمین شریفین میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شریک ہونا

حرمین شریفین میں اکثر فرض نمازوں کے بعد جنازہ ہوتا ہے،اس لئے جو عورتیں وہاں نماز کے لئے گئیں اور نماز جنازہ میں شرکت کرلیں تو درست ہے۔

(محمود الفتاوی ص۱۵۵ ج۱،مطبوعہ: جامعہ علوم القرآن جمبوسر)

اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے،آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

عورتوں کے قبرستان دفنانے کے لئے جانے پر سخت وعید

(۴)......عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنه قال : قبرنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم– یعنی میّتًا– فلما فرغنا انصرف رسولُ الله صلی الله علیه وسلم وانصرفنا معه ' فلما حاذی بابَهُ وقف ' فاذا نحن بامرأة مُقبِلةٍ ، قال : اظنّه عرفها ، فلما ذهبَتُ اذا هی فاطمة ، فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم : ما اخرجکِ یا فاطمة من بیتکِ ؟ قالت : اتیتُ یا رسول الله اهل هذا البیت ، فرَحَّمتُ الیهم میّتهم أو عزَّیتُهُم به ، فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم : فلعلّکِ بلغتِ معهم الکُدی ؟ قالت : معاذ الله ' وقد سمعتُک تذکر فیها ما تذکر ، قال : لو بلغتِ معهم الکُدی ' فذکر تشدیدًا فی ذلک۔

(ابوداؤد، باب التّعزیة ، اوّل کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۱۲۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک میت کو دفنایا، جب ہم اس کام سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ وہاں سے واپس ہوئے ،اور ہم بھی آپ کے ساتھ لوٹ آئے ، جب آپ میت کے گھر پہنچے تو آپ ﷺ ٹھہر گئے ، دیکھا ایک عورت سامنے سے چلی آرہی ہے، راوی کہتے ہیں کہ: میرا خیال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس عورت کو پہچان لیا تھا، جب وہ عورت چلی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تھا کہ: اے فاطمہ! تم اپنے گھر سے کس وجہ سے باہر نکلیں؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں میت کے گھر والوں کے پاس آئی تھی تا کہ میں ان کے مردہ کے لئے دعائے مغفرت کروں، یا یہ کہا کہ: ان سے تعزیت کروں، آپ ﷺ

نے دوسرا سوال کیا: شاید تم لوگوں کے ساتھ قبرستان تک گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: معاذ اللہ! میں اس سلسلہ میں آپ کی وعید سن چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کے ساتھ قبرستان جاتیں تو..... آپ ﷺ نے اس کے بارے میں ایک سخت بات کہی۔

تشریح: ...... امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ادباً اس وعید کو بیان نہیں فرمایا، اس کا تقاضا یہی ہے کہ تشریح میں بھی اس وعید کو مبہم ہی رکھا جائے، مگر ایک واقعہ قریب ہی زمانہ میں پیش آیا کہ ایک عورت اپنے والد کے جنازہ کے ساتھ قبرستان گئی اور مردوں کے درمیان قبر پر مٹی بھی ڈالی، اس لئے مجبوراً اس وعید کو ذکر کیا جاتا ہے، اللہ تعالی کسی کو پڑھ کر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

نسائی شریف کی روایت میں اس وعید کا ذکر ہے: ''لو بلغتِها معهم ما رأيتِ الجنة حتى يراها جد ابيک''۔ (نسائی، باب النعی، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: ۱۸۸۱)

یعنی اگر تم قبرستان جاتیں تو تم جنت کو نہ دیکھ پاتیں، یہاں تک کہ تمہارے باپ کا دادا (عبدالمطلب) اس کو دیکھ لے۔

عورت کے دفنانے کے لئے جانے پر خلود فی النار کی سخت وعید تشدید پر محمول ہوگی

اس روایت سے معلوم ہوا کہ تعزیت جائز ہے، اور اس کے لئے عورت کا نکلنا بھی جائز ہے۔ اس حدیث کے ظاہر الفاظ ''لو بلغتِها معهم'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت جنازہ کے ساتھ قبرستان تک جائے تو اس کا یہ عمل خلود فی النار کا موجب ہوگا، حالانکہ یہ بات قواعد اہل سنت کے خلاف ہے، بہت سے بہت اس عورت کا یہ کام گناہ کبیرہ ہوگا، اور کوئی گناہ سوائے شرک کے ہمیشہ جہنم کا مستحق نہیں بناتا، یہی اہل سنت کا مسلک ہے، لہذا

حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں جو بات ارشاد فرمائی یعنی ''لو بلغتِها معهم'' وہ تہدید وتشدید پر محمول ہوگی۔

(ملخصا من حاشية النسائی لعلامة السيوطی والسندهی رحمهما الله۔ شرح النسائی ص ۲۸۳ ج ۳)

ہم عورتیں جنازہ کے ساتھ جانے سے روک دی گئیں

(۵)...... عن ام عطية رضی الله عنها قالت : نُهينا عنِ اتِّبَاع الجنائز ' ولم يُعزَم علينا۔

(مسلم، باب نهی النساء عن اتباع الجنائز ، رقم الحديث: ۹۳۸ ـ ابن ماجہ، باب ما جاء فی اتباع النساء الجنائز ، رقم الحديث: ۱۵۷۷)

ترجمہ:...... حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہم عورتیں جنازہ کے ساتھ جانے سے روک دی گئیں، اور ہمیں (شریک ہونے کا) لازمی حکم نہیں دیا گیا۔

جنازہ کی منتظر عورتوں سے آپ ﷺ کا خطاب کہ: گناہ کے بوجھ سے لوٹو

(٦)...... عن علی رضی الله عنه قال : خرج رسول الله صلی الله عليه وسلم فاذا نسوةٌ جلوسٌ ' فقال : مايُجلِسُكُنَّ ؟ قلن : ننتظر الجنازة ' قال : هل تَغسِلْن ؟ قلن : لا قال : هل تَحمِلْنَ ؟ قلن : لا ، قال : هل تُدْلِين فيمن يُدلِی ؟ قلن : لا ، قال : فارجعن مأزوراتٍ ' غير مأجوراتٍ۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی اتباع النساء الجنائز ، رقم الحديث: ۱۵۷۸)

ترجمہ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ عورتیں بیٹھی ہیں، فرمایا: تم کیوں بیٹھی ہوں؟ وہ عرض کرنے لگیں: جنازے کے انتظار میں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم غسل دوں گی؟ کہنے لگیں: نہیں، فرمایا: جنازہ

اٹھائیں گی؟ عرض کرنے لگیں: نہیں، فرمایا: کیا تم میت کو قبر میں اتارنے والوں میں ہوں گی؟ کہنے لگیں: نہیں، فرمایا: پھر گناہ کا بوجھ لے کر واپس جاؤ' بغیر ثواب کے۔

(۷)...... عن انس رضی الله عنه قال : خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی جنازةٍ ' فرأی نسوةً ' فقال : أتَحمِلْنَه ؟ قلن لا ، قال : أتَدْفِنَّهُ ؟ قلن : لا ، قال : فارجعْن ' مَازُوراتٍ غیر مَاجورات۔

(فتح الباری، باب حمل الرّجال الجنازةَ دون النّساء ، کتاب الجنائز ، تحت رقم الحدیث:۱۳۱۴۔
مجمع الزوائد ص۹۸ ج۳، باب اتباع النّساء الجنائز ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۴۱۲۴)

ترجمہ:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے، تو آپ ﷺ نے کچھ عورتوں کو (بھی پیچھے آتے) دیکھا، (تو ناگواری سے ان سے) پوچھا: کیا تم مردوں کو اٹھانے آئی ہوں؟ عورتوں نے جواب دیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: دفن کرنے آئی ہوں؟ انہوں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: وزر (اور گناہ لے کر) چلی جاؤ، بلا ثواب کے (یعنی آنے کا ذرا بھی ثواب نہیں ملا)۔

(شمائل کبریٰ ص۳۷۴ ج۱۰، عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نکلنا سخت منع اور حرام ہے)

آپ ﷺ نے نماز جنازہ نہیں پڑھائی یہاں تک کہ عورت واپس نہیں گئی

(۸)...... حضر رسول الله صلی الله علیه وسلم جنازة رجل' فلما وضعت لیصلی علیها ابصر امرأة فسأل عنها ' فقیل : هی اخت المیت یا رسول الله ! فقال لها: ارجعی ' ولم یصل علیها حتی توارت۔

(مجمع الزوائد ص۹۸ ج۳، باب اتباع النّساء الجنائز ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۴۱۲۵۔
مسند ابویعلی، رقم الحدیث:۶۷۱۴۔ مستدرک حاکم ص۳۷۴ ج۱)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک ہوئے، جب جنازہ نماز کے لئے رکھا گیا تو ایک عورت کو دیکھا' تو آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق دریافت فرمایا،تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ: اے اللہ کے رسول ! یہ مرحوم کی بہن ہے،تو آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: واپس چلی جاؤ،اورآپ ﷺ نے اس میت پر نماز اس وقت تک نہیں پڑھی جب تک کہ وہ عورت (نظر سے) غائب نہیں ہوگئی۔

(۹)......عن اسامة بن شريک ' قال : انّی لمع رسول الله صلی الله عليه وسلم اذ قربت اليه جنازة ليصلی عليها ' فالتفت فنظر امرأة مقبلة ' فقال : ردوها ' فردوها مراراً حتی توارت ' فلمّا رآها توارت کبر عليها۔

(مجمع الزوائد ص۹۹ ج۳، باب اتباع النّساء الجنائز ، کتاب الجنائز ، رقم الحديث:۴۱۲۶)

ترجمہ:......حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک جنازہ آپ ﷺ کے قریب لایا گیا تا کہ آپ نماز پڑھادیں، آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو ایک عورت کو آتے دیکھا،تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس چلی جاؤ،اوراس عورت کو بار بارلوٹایا گیا یہاں تک کہ وہ (نظر سے) غائب ہوگئی، جب(وہ عورت نظر سے)غائب ہوئی تو آپ ﷺ نے (میت پر نماز شروع کی اور) اس پر تکبیر پڑھی۔

(۱۰)......عن حنش بن المعتمر ' عن ابيه' قال :کان رسول الله صلی الله عليه وسلم يصلی علی جنازة ' فجاء ت امرأة بمخمر تريد الجنازة ' فصاح بها حتی دخلت فی آجام المدينة ۔ (مجمع الزوائد ص۹۹ ج۳، باب اتباع النّساء الجنائز ، کتاب الجنائز، رقم الحديث :۴۱۲۷۔طبرانی (کبیر)ص۳۲۱ ج۲۰، من اسمه معتمر ، رقم الحديث:۷۶۰)

ترجمہ:......حضرت حنش بن معتمر اپنے والد رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ایک میت پر نماز پڑھنے والے تھے کہ ایک عورت سر ڈھانکے ہوئے (پردہ کے ساتھ) آئی تا کہ جنازہ میں شریک ہوجائے، تو آپ ﷺ نے اسے پکارکر (منع فرمایا) یہاں تک کہ وہ عورت مدینہ کے قلعہ میں چلی گئی۔

(۱۱)......عن عبد الرحمن بن ابزی ، قال : شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم جنازة ، فلما اراد ان يصلى عليها التفت ، فاذا هو بامرأة ، فامر بها فطردت ، حتى لم يرها ، ثم تقدم و كبّر عليها اربعا۔

(مجمع الزوائد ص۹۹ ج۳، باب اتباع النّساء الجنائز، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۴۱۲۸۔ طبرانی (اوسط)، رقم الحدیث:۷۸۱۲)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر تھا، جب آپ ﷺ نے نماز پڑھانے کا ارادہ فرمایا اور اس کی طرف متوجہ ہوئے تو (دیکھا کہ) ایک عورت ہے، تو اس کو ہٹانے کا حکم فرمایا' (وہ عورت چلی گئی) یہاں تک کہ نظر نہ آئی' پھر آپ ﷺ آگے بڑھے اور میت (کی نماز پڑھی اور) اس پر چار تکبیریں کہیں۔

عورتوں کا قبرستان جانا...... چند احادیث

(۱۲)......عن انس بن مالک رضی الله عنه قال : مرّ النبی صلى الله عليه وسلم بامرأة عند قبر وهی تبکی ، قال : اتقی الله واصبری۔

(بخاری، باب قول الرجل للمرأة عند القبر : اصبری ، رقم الحدیث:۱۲۵۲۔ باب فی زیارة القبور، رقم الحدیث:۱۲۸۳)

ترجمہ:...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ قبر کے نزدیک ایک عورت کے پاس سے گذرے، وہ اس وقت رو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔

(۱۳)......عن عائشة قالت: قلت :كيف اقول لهم ؟ يا رسول الله ! قال : قولى : السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ' ويرحم الله المستقدمين منا والمستأخرين ' وانا ان شاء الله بكم للاحقون۔

(مسلم، باب ما يقول عند دخول القبور والدعاء لاهلها ، رقم الحديث:۹۷۴)

ترجمہ:...... (ایک طویل حدیث میں ہے کہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ (قبرستان میں جاؤں تو) ان کو کس طرح سلام کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح کہو: ''السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ' ويرحم الله المستقدمين منا والمستأخرين ' وانا ان شاء الله بكم للاحقون''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکہ میں اپنے بھائی کی قبر پر تشریف لے جانا

(۱۴)......عن عبد الله بن ابى مليكة قال : تُوُفِّيَ عبدُ الرحمن بن ابى بكر بالحُبْشِيِّ قال : فحُمِل الى مكة فَدُفِنَ فيها ، فلما قَدِمَتْ عائشة اتت قبرَ عبد الرحمنِ بن ابى بكر فقالت :

وكُنَّا كَنَدَمَانَىْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ: لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّیْ وَ مَالِكًا لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعا

ثم قالت: والله لو حضرتك ما دُفِنْتَ الا حيث مُتَّ ' ولو شهدتك ما زرتك۔

(ترمذی، باب ما جاء فى الزيارة للقبور للنساء ، رقم الحديث:۱۰۵۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حبشی میں انتقال فرما گئے، ان کا جنازہ مکہ مکرمہ لایا گیا (اور مکہ ہی میں وہ) دفن کئے گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (حج یا عمرہ میں وہاں آئیں تو) ان کی قبر پر گئیں اور فرمایا: (یعنی دو اشعار پڑھے):

ہم ایک طویل عرصہ تک جذیمہ کے دو مصاحبوں کی طرح تھے، (کہ کبھی جدا نہ ہوتے تھے) یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ: یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے۔

پھر جب ہم ایک طویل عرصہ کے ساتھ رہنے کے بعد جدا ہو گئے تو ایسے ہو گئے گویا کہ میں نے اور مالک نے ایک رات بھی کبھی ساتھ نہیں گزاری۔

پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں (آپ کی وفات کے وقت) حاضر ہوتی تو آپ کی وفات کی جگہ پر ہی دفن کراتی، اور (میں وفات کے وقت) حاضر ہوتی تو قبر پر نہ آتی۔

تشریح:......مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ: ’’حبشی‘‘ مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر (ایک بستی تھی)

’’ قال ابن جریج : الحبشی : علی اثنی عشر میلا من مکۃ ‘‘۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۹ ج۷، من رخص فی زیارۃ القبور ، رقم الحدیث:۱۱۹۳۳)

یہ دونوں اشعار متمم بن نویرہ یربوعی کے ہیں، جو اس نے اپنے بھائی مالک کے مرثیہ میں کہے تھے، جو وصال نبوی کے بعد جب ارتداد کا فتنہ پھیلا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ایک لشکری حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل کیا گیا۔ مالک بن نویرہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ: وہ کسی غلط فہمی کی بنا پر مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کئے گئے تھے۔ (اسد الغابہ ص۹۵ ج۲، ترجمۃ : خالد بن الولید)

جذیمہ:......عراق کا ایک بادشاہ گذرا ہے،اس کے دو مصاحب تھے: مالک اور عقیل، دونوں ایک طویل عرصہ تک اس کے ساتھ رہے، دونوں میں گہری دوستی تھی، دونوں ہمیشہ اکٹھے رہتے تھے، یہاں تک کہ سچی دوستی اور طول رفاقت میں ضرب المثل بن گئے۔

متمم کو اپنے بھائی مالک سے بہت شدید محبت تھی، اس نے متعدد قصائد مرثیہ کے طور پر مالک کے بارے میں کہے، ادب میں اس کے مراثی کو بڑا مقام حاصل ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے مراثی کو پسند فرماتے تھے اور بلا کر سنا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اس سے پوچھا: ''انک لتجزل فی مدح اخیک ، فاین ھو منک؟ ''اس پر متمم نے یہ بلیغ جواب دیا:

'' کان واللہ اخی فی اللیلۃ ذات الازیز والصر یرکب الجمل الثقال ، ویجنب الفرس الجرور ، ویحمل الرمح الطویل ، وعلیہ الشملۃ الفلوت ، وھو بین مزادتین فیصبح وھو متبسم ''۔

یعنی خدا کی قسم! میرا بھائی جاڑے کی ٹھٹھری ہوئی رات میں سرکش اونٹوں پر سوار ہوتا' منہ زور گھوڑے دوڑاتا' لمبے لمبے نیزے اٹھاتا، ایسے میں اس پر صرف ایک تنگ چادر ہوتی اور وہ پانی کی دو مشکوں کے درمیان بیٹھا ہوتا، جب صبح ہوتی تو اس پر تبسم کھیل رہا ہوتا۔

(تحفۃ الالمعی ص۴۶۹ ج ۳۔ درس ترمذی ص۳۳۱ ج ۳)

(۱۵)......عن عبد اللہ بن ابی ملیکۃ ان عائشۃ اقبلت ذات یوم من المقابر ، فقلت لھا : یا ام المؤمنین!من این اقبلت ؟ قالت : من قبر اخی عبد الرحمن بن ابی بکر ، فقلت لھا : الیس کان رسول اللہ نھی عن زیارۃ القبور ؟ قالت : نعم ، کان ینھی عن زیارتھا ، ثم امر بزیارتھا۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ قبرستان سے آئیں، تو میں نے ان سے پوچھا: اے ام المؤمنین! آپ کہاں سے آئیں؟ فرمایا: میرے بھائی (حضرت) عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) کی قبر سے، تو میں نے ان سے عرض کیا کہ: کیا رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں کو) قبروں کی زیارت سے منع نہیں فرمایا تھا؟ فرمایا: ہاں، پہلے منع فرمایا تھا، اب زیارت کی اجازت مرحمت فرمادی ہے۔

(التمهيد لابن عبد البر ص۲۳۳ ج۳، باب الراء ، ربيعة بن عبد الرحمن ، رقم الحادی عشر :۱۳۹۲، مکتبہ: المويد۔ مستدرک حاکم ص۴۹۵ ج۱، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۳۹۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے مکان کے قبر والے حصہ میں جانا

(۱۶)......مالک بن انس يقول : قسم بيت عائشة باثنين : قسم كان القبر ، وقسم تكون فيه عائشة ، وبينهما حائط ، فكانت عائشة : ربما دخلت حيث القبر فضلا ، فلما دفن عمر لم تدخل الا وهی جامعة عليها ثيابها۔

(طبقات ابن سعد ص۲۲۴ ج۲، فصل : ذكر حفر قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم)

ترجمہ:......حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان دو حصوں میں تقسیم تھا: ایک حصہ میں قبر تھی اور دوسرے حصہ میں آپ کا قیام تھا، اور ان دونوں کے درمیان دیوار حائل تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بسا اوقات ایسے ہی (بغیر مکمل برقعہ اور کپڑوں کے) قبر والے حصہ میں جایا کرتی تھیں، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے اس کے بعد آپ پورے کپڑوں کے بغیر داخل نہیں ہوتی تھیں۔

آپ ﷺ کا ایک عورت کو قبرستان میں دیکھ کر انکار نہ فرمانا

(۱۷)......عن ابی هريرة : ان النبی صلى الله عليه وسلم كان فی جنازة ، فرأىٰ عمر

امـرأةً فصاح بها ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : دعها یا عمر ، فان العین دامعة ' والنفس مُصابة ' والعهد قریب۔

(ابن ماجہ ص۱۱۴، باب ما جاء فی البکاء علی المیّت ، رقم الحدیث:۱۵۸۷)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ ایک جنازہ میں تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو (وہاں روتے) دیکھ کر پکارا، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اسے رہنے دو، کیونکہ آنکھ روتی ہے، اور دل مصیبت زدہ ہے اور (صدمہ کا) وقت قریب ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرنا

(۱۸)......عـن جـعـفر بن محمد عن ابیه قال : کانت فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم تزور قبر حمزة کل جمعة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۷۲ ج۳، باب فی زیارة القبور ، رقم الحدیث:۶۷۱۳)

ترجمہ:......حضرت جعفر بن محمد رحمہما اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔

(۱۹)......عـن الاصبـغ بـن نُبـاتة ' انّ فـاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم کـانت تأتی قبر حمزة ' و کانت قد وضعت علیه علما ' لو تعرفه و ذکر ان قبر النبی صلی الله علیه و سلم وابی بکر و عمر کان علیهم النقل یعنی حجارة صغارا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۷۴ ج۳، باب فی زیارة القبور ، رقم الحدیث:۶۷۱۷)

ترجمہ:......حضرت اصبغ بن نباتہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کی

صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے آتی تھیں، اوراس پر پہچان کے لئے نشان لگایا تھا۔ اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ: نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں پر چھوٹے پتھر تھے۔

(۲۰)......عن ابی جعفر قال : کانت فاطمة تأتی قبر حمزة ، ترمه و تصلحه ۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ص۱۳ ج۳، طبقات البدریین من المهاجرین ، ذکر الطبقة الاولی : حمزة بن عبد المطلب)

ترجمہ:......حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں، (اور قبر پر) مٹی ڈالتیں تھیں اور اس کی اصلاح فرماتیں تھیں۔

(۲۱)......ان فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم کانت تزور قبر عمها حمزة کل جمعة ، فتصلی و تبکی عنده۔

(مستدرک حاکم ص۳۷۷ ج۱۔ بذل المجهود ص۵۲۷ ج۱۰، تحت : رقم الحدیث :۳۲۳۶)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں، وہاں نماز پڑھتی اور روتی تھیں۔

ایصال ثواب

اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کے ارشادات اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار سے واضح کیا گیا ہے کہ: ایصال ثواب جائز اور درست ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

مقدمہ

ایصال ثواب یعنی کسی کو مالی یا بدنی عبادت کا ثواب پہنچانا' جائز اور متعدد احادیث سے ثابت ہے، اور اس پر امت کا تقریباً اتفاق ہے۔

کیا ایک شخص کا عمل دوسرے کے لئے نافع ہوسکتا ہے؟ اہل سنت والجماعت کے علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ: مرحومین زندوں کے اعمال سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کے منکر کو بدعتی شمار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''بل ائمة الاسلام متفقون على انتفاع الميت بذلك (اى من اعمال البر من الاحياء للاموات) وقد دل عليه الكتاب والسنة والاجماع ، فمن خالف ذلك كان من اهل البدع۔ (فتاوی ابن تیمیہ'' الفتاوى الكبرى ''ص ۲۷ ج ۳)

ترجمہ: ......جمہور ائمہ کا اتفاق ہے کہ: میت کو ان نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے جو زندہ لوگ مرحومین کے لئے کرتے ہیں، کتاب وسنت اور اجماع سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے، جس نے اس کی مخالفت کی وہ کتاب وسنت کو چھوڑ کر اہل بدعت میں شامل ہوگیا۔

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''وما نقل عن بعض اصحاب الكلام من ان الميت لا يلحقه بعد موته ثواب فهو مذهب باطل قطعا ، و خطأ بين مخالف لنصوص الكتاب والسنة والاجماع ، فلا التفات اليه و لا تعريض عليه ۔ (شرح نووی علی مسلم ص ۹۰ ج ۱)

ترجمہ: ......بعض اصحاب کلام کا جو یہ خیال ہے کہ میت کو ثواب نہیں پہنچتا ہے، یہ قطعی طور پر باطل ہے، اور صریح قرآن وسنت اور اجماع امت سے کوسوں دور ہے، لہذا اس کی طرف توجہ نہ کی جائے، اور نہ اس پر اعتماد کیا جائے۔

فرقۂ اہل حدیث کے عالم مولانا وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''وینتفع بالخیر و اھداء القرب مستحب ' ویستحب اھدائھا حتی للنبی صلی الله علیه وسلم۔ (نزل الابرار ص ۱۸۰ ج ۱)

ترجمہ: ...... اور میت کو نیک کاموں سے فائدہ ہوتا ہے، اور نیک اعمال کا ثواب میت کو بخشنا مستحب ہے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کو بھی بخشنا مستحب ہے۔

﴿لیس للانسان الا ما سعی﴾ اور احادیث ایصال ثواب میں اشکال اور ان کا حل

قرآن کریم کی متعدد آیات سے سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کے کام وہی آئے گا جو اس نے کیا، دوسرے کا عمل اس کے کام نہیں آسکتا، اور احادیث میں ایصال ثواب کی ترغیب آئی ہے، بظاہر اس میں تعارض ہے، اس اشکال کے کئی جوابات علماء نے دیئے ہیں، علامہ ابن تیمیہ، امام ابن العز حنفی، امام سیوطی، امام قرطبی، حافظ ابن صلاح، شیخ محمد ابن الشنقیطی رحمہم اللہ وغیرہ کے جوابات ''ایصال ثواب قرآن وسنت اور آثار کی روشنی میں'' نامی رسالہ میں نقل کئے گئے ہیں، مگر میں یہاں صرف دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا ایک واقعہ نقل کرتا ہوں جس میں اس اشکال کا بہترین اور آسان حل موجود ہے۔ حضرت نے فرمایا:

ایک رات میں لیٹا ہوا تھا اچانک دل میں یہ اشکال پیدا ہوا کہ قرآن کریم میں ہے: انسان کے کام اسی کی سعی آئے گی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آخرت میں کسی کے لئے غیر کی سعی کارآمد نہ ہوگی، اور حدیث میں ایصال ثواب کی ترغیب آئی ہے، جس سے تخفیف عذاب، رفع عقاب اور ترقی درجات کی صورتیں ممکن بتلائی گئی ہیں، اسی طرح شفاعت سے رفع

عذاب اور ترقی درجات کا وعدہ کیا گیا ہے، پس یہ آیت اور روایات میں کھلا تعارض ہے۔

حضرت نے یہ اشکال حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ سے عرض کیا، تو حضرت نے وضو فرماتے ہوئے برجستہ جواب دیا کہ: آیت میں سعی ایمانی مراد ہے جو آخرت میں کسی دوسرے کے کام نہیں آئے گی، کہ ایمان تو کسی کا ہو اور نجات کسی اور کی ہو جائے، اور حدیث میں سعی عملی مراد ہے، جو ایک دوسرے کے کام آسکتی ہے، اس لئے کوئی تعارض نہیں۔ (مقدمہ: فتاوی دار العلوم دیوبند)

بدنی اور مالی ہر طرح کی عبادات سے ایصال ثواب جائز ہے

حنفیہ کے نزدیک تمام مالی اور بدنی عبادتوں کے ذریعہ ایصال ثواب درست ہے، اور بعد میں علماء شوافع اور علماء حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہو گیا، لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ ہر طرح کی عبادتوں سے ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’ والصواب ان الجميع يصل اليه‘‘۔ (فتاوی ابن تیمیہ ص ۳۶۶ ج ۲۴)

صحیح بات یہی ہے کہ ہر طرح کے اعمال واقوال چاہے وہ بدنی ہوں یا مالی‘ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں ایصال ثواب کے اثبات پر چند آیتیں اور آپ ﷺ کے ارشادات اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار جمع کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ذریعۂ نجات و ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۴؍ شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ مطابق: ۱؍ مئی ۲۰۱۷ء، بروز پیر

ایصال ثواب کا ثبوت قرآن کریم سے

(۱):......﴿ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ﴾۔

(پارہ:۵؍سورہ نساء، آیت نمبر:۸۵)

ترجمہ:......جو شخص کوئی اچھی سفارش کرتا ہے، اس کو اس میں سے حصہ ملتا ہے۔

تفسیر:......سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ''الدعاء للميت'' یہ میت کے لئے دعا کرنا ہے۔

(کتاب الدعاء طبرانی ص ۳۷۵، باب فضل الدعاء للميت ، رقم الحديث:۱۲۴۸)

(۲):......﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴾۔

(پارہ:۱۳؍سورہ ابراہیم، آیت نمبر:۴۱)

ترجمہ:......اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب قائم ہوگا، اس دن میری بھی مغفرت فرمائیے، میرے والدین کی بھی، اور ان سب کی بھی جو ایمان رکھتے ہیں۔

(۳):......﴿ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ﴾۔

(پارہ:۲۵؍سورہ شوری، آیت نمبر:۵)

ترجمہ:......اور فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں، اور زمین والوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں۔

(۴):......﴿ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ﴾۔

(پارہ:۲۷؍سورہ طور، آیت نمبر:۲۱)

ترجمہ:......اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہے، تو ان کی اولاد کو ہم انہی کے ساتھ شامل کر دیں گے۔

(۵):……﴿ وَالَّذِيْنَ جَآءُ وْ مِنْ م بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾۔

(پارہ:۲۸/سورہ حشر،آیت نمبر:۱۰)

ترجمہ:……اور (یہ مال فئی) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے، وہ یہ کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھئے۔ اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

(۶):……﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ﴾۔ (پارہ:۲۹/سورہ نوح،آیت نمبر:۲۸)

ترجمہ:……میرے پروردگار! میری بھی بخشش فرمادیجئے، میرے والدین کی بھی، ہر اس شخص کی بھی جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوا ہے اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی بھی۔

……………………………………………………

نوٹ:……رسالہ کی ترتیب میں قاری عبدالباسط محمد صاحب مدظلہ کے رسالہ ''ایصال ثواب قرآن وسنت اور آثار کی روشنی میں'' سے استفادہ کیا گیا ہے، بعض روایات کے ترجمے بھی اسی سے ماخوذ ہیں، اور احادیث وآیات کے علاوہ اور جگہوں پر اسی کے حوالوں پر اعتماد کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی آیتوں کے ترجمے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے ''آسان ترجمۂ قرآن'' سے لئے گئے ہیں۔ مرغوب احمد

نماز اور روزہ کے ذریعہ ایصال ثواب

(۱)......من یضمن لی منکم أن یُصلِّی لی فی مسجد العَشَّار رکعتین او اربعا ، ویقول : ھذہ لابی ھریرۃ ؟ سمعت خلیلی ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یقول : انّ اللہ یبعث من مسجد العَشَّار یوم القیامۃ شھداء ' لا یقوم مع شھداء بدر غیرھم ۔

(ابوداوٗد، باب فی ذکر البصرۃ ، اوّل کتاب الملاحم ، رقم الحدیث:۴۳۰۸)

ترجمہ:......(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:انہوں نے فرمایا:) کون ہے جو میرے لئے اس کا ذمہ لے کہ وہ مسجد عشار میں میرے لئے دو یا چار رکعتیں پڑھے، اور کہے کہ: یہ ابوہریرہ کے لئے ہیں، میں نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائیں گے، اور شہداء بدر کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی اور کھڑا نہیں ہوگا۔

تشریح:......حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پڑھنے کو اور اس کہنے سے کہ یہ ان کی طرف سے ہے، بجز اس کے کچھ معنی نہیں کہ اس کا ثواب ان کو ملے، اس لئے ایصال ثواب کے متعلق دو امر ثابت ہوئے: ایک یہ کہ جس طرح عبادت مالیہ کا ثواب پہنچتا ہے اسی طرح عبادت بدنیہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے، دوسرے یہ کہ: جس طرح میت کو ثواب پہنچتا ہے، اسی طرح زندوں کو بھی ثواب پہنچتا ہے۔ (التکشف عن مہمات التصوف ص ۶۳۷)

(۲)......انّ من البرّ بعد البر ' أن تصلی لِاَبویک مع صلاتک ' و تصوم لھما مع صومک ۔ (مقدمہ مسلم، باب بیان ان الاسناد من الدین ، رقم الحدیث:۳۲)

ترجمہ:......(حجاج بن دینار روایت کرتے ہیں کہ:) اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کے

لئے نماز پڑھنا، اور اپنے روزوں کے ساتھ اپنے والدین کے لئے روزے رکھنا نیکی کے بعد نیکی ہے۔

تشریح:...... یہ روایت ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں مرفوعا بھی آئی ہے اور اس میں صدقہ کا اضافہ ہے:

(۳)......عن الحجاج بن دینار قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان من البرّ بعد البر : أن تصلی علیهما مع صلا تک ، و ان تصوم عنهما مع صیامک ، و ان تصدق عنهما مع صدقتک ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸۴ ج۷، ما یتبع المیت بعد موته ، رقم الحدیث:۱۲۲۱۰)

ترجمہ:......حجاج بن دینار روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ والدین (کو ثواب پہنچانے کی نیت سے نفل) نماز پڑھو، اور اپنے روزے کے ساتھ والدین (کو ثواب پہنچانے کی نیت سے نفل) روزہ رکھو، اور اپنے صدقہ کے ساتھ والدین (کو ثواب پہنچانے کی نیت سے) صدقہ کرو۔

(۴)......ان العاص بن وائل نذر فی الجاهلیة ان ینحر مأة بدنة و ان هشام بن العاص نحر حصته خمسین بدنة ، و ان عَمْرًوا سأل النبی صلی الله علیه وسلم عن ذلک ، فقال : اما ابوک فلو اقر بالتوحید فصمت و تصدقت عنه نفعه ذلک۔

(مسند احمد، رقم الحدیث:۶۷۰۴)

ترجمہ:......(حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:) میرے دادا عاص بن وائل نے زمانۂ جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی نذر مانی تھی، میرے چچا

ہشام بن العاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ قربان کردیئے، میرے والد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ: اگر میں بھی اپنے حصے کے پچاس اونٹ اپنے والد کی طرف سے قربان کردوں تو ایسا کرنے سے ان کو کچھ فائدہ ہوگا؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: تمہارے والد اگر توحید (یعنی اللہ تعالی) کو ماننے والے ہوتے پھر تم ان کی طرف سے روزہ رکھتے یا صدقہ کرتے تو یقیناً ان کا ثواب ان کو ملتا۔

حج کے ذریعہ ایصال ثواب

(۵)......عن ابن عباس رضی اللہ عنهما: ان امرأة من جهينة جاء ت الى النبی صلی اللہ علیه وسلم فقالت: ان امّی نذرت ان تحج فلم تحج حتی ماتت ، افأحج عنها؟ قال : نعم ، حُجّی عنها ، ارأیت لو کان علی امک دین ' اکنت قاضیته ؟ اقضوا اللہ' فالله احق بالوفاء۔

(بخاری، باب الحج والنذور عن المیت ' والرجل یحج عن المرأة ، رقم الحدیث:۱۸۵۲)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ: میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی، لیکن حج ادا نہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہوگیا، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان کی طرف سے تم حج کرلو، کیا اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے' تمہیں اللہ تعالی کا قرض ادا کرنا چاہیے۔

''بخاری شریف'' کی ایک دوسری روایت میں اس طرح کا سوال ایک شخص کی طرف سے کرنا بھی آیا ہے:

(۶)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : اتی رجل النبی صلی الله علیه وسلم فقال له : ان اختی نذرت ان تحج ' وانها ماتت ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : لو کان علیها دین ' اکنت قاضیه ؟ قال : نعم ، قال : فاقض الله ' فهو احق بالقضاء۔

(بخاری، باب من مات وعلیه نذر ، کتاب الایمان والنذور ، رقم الحدیث:۶۶۹۹)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اور کہا: میری بہن نے منت مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اور وہ انتقال کرگئی (حج نہ کرسکی اور اپنی منت پوری نہ کرسکی) آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو قرض ادا کرتا، انہوں نے کہا: ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس اللہ کا قرض ادا کرو اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔

(۷)......عن ابی رزین العقیلی رضی الله عنه انه اتی النّبی صلی الله علیه وسلم' فقال: یا رسول الله ! ان ابی شیخٌ کبیر لا یستطیع الحجّ ولا العمرة ولا الظعن ، قال: حُجَّ عن ابیک و اعْتَمِرْ۔

(ترمذی، باب منه ، ابواب الحج عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۹۳۰)

ترجمہ:......حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: میرے والد ضعیف ہوچکے ہیں ان میں حج وعمرہ اور سفر کرنے کی طاقت نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔

(۸)......عن بریدة رضی الله عنه ، قال :...... انها لم تحج قط ، افاحج عنها ؟ قال: حجّی عنها۔ (مسلم، باب قضاء الصوم عن المیت ، رقم الحدیث:۱۱۴۹)

ترجمہ:......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: (حدیث کے آخر میں ہے کہ:)

انہوں نے قطعاً حج نہیں کیا، کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی طرف سے حج کرلو۔

(۹)......ابن عباس رضی الله عنهما، جاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم، فقال: ان اختی ماتت ولم تحج، افأحُجُّ عنها؟ فقال: ارأیت لو کان علیها دین فقضیته؟ فالله احق بالوفاء۔ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:۳۹۹۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: میری بہن فوت ہوگئی ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا تو ادا کرتے؟ تو اللہ تعالیٰ ادائیگی کے اور زیادہ مستحق ہیں۔

صدقہ کے ذریعہ ایصال ثواب

(۱۰)......عن ابی هریرة رضی الله عنه: ان رجلا قال: للنبی صلی الله علیه وسلم، انّ ابی مات و ترک مالًا ولم یوصِ ' فهل یکفِّرُ عنه اِن تُصُدِّق عنه؟ قال: نعم۔

(مسلم، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت، رقم الحدیث:۱۶۳۰)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ: میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور انہوں نے ترکہ میں مال چھوڑا ہے اور کوئی وصیت نہیں کی، تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میرا صدقہ ان کے لئے کفارہ ہوجائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں، (کفارہ ہوجائے گا)۔

(۱۱)......عن عائشة رضی الله عنها: ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم،

فقال: یا رسول الله ! انّ امی افتلتت نفسها ‘ ولم یوصِ ‘ واظنها لو تکلمت تصدقت أفلها اجر ان تصدقت عنها ؟ قال : نعم۔

(مسلم، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ، رقم الحدیث:۱۶۳۰)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اورعرض کیا:اے اللہ کے رسول! میری والدہ اچانک انتقال کرگئیں (اور کوئی وصیت نہیں کی) اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بات کرسکتیں تو صدقہ کرتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

(۱۲)......ان سعد بن عبادة رضی الله عنه : تُوُفِّيَتْ اُمُّه وهو غائب عنها : فقال : یا رسول الله ! ان امّی توفیت و انا غائب عنها ، اینفعُها شیء ان تصدقتُ به عنها ، قال: نعم ، قال : فانی اُشهدک اَنَّ حائطی المخراف صدقةٌ علیها ۔(بخاری، باب اذا قال : ارضی او بستانی صدقة لله عن امّی ‘ فهو جائز وان لم یبین لمن ذلک ، رقم الحدیث:۲۷۵۶)

ترجمہ:......حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ان کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ کی وفات ہوگئی، (اور وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے) اور عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! میری غیر موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہوگیا، تو کیا میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو یہ ان کے لئے فائدہ مند ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تو انہوں نے عرض کیا کہ: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ باغ (مخراف) میری ماں پر (یعنی ان کے ایصال ثواب کے لئے) صدقہ ہے۔

قربانی کے ذریعہ ایصال ثواب

(۱۳)......عن عائشة رضی الله عنها ‘ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ....

ثم قال : باسم الله ، اللهم ! تقبَّل من محمد و آل محمد ، ومن امة محمد ، ثم ضحى به۔

(مسلم، باب استحباب استحسان الضحية ، و ذبحها مباشرة بلا توكيل ، رقم الحديث:۱۹۶۷)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے (قربانی فرمائی) تو فرمایا: اللہ تعالی کے نام سے، اے اللہ! اس کو قبول فرما میری طرف سے، میری آل اور میری امت کی طرف سے۔

(۱۴)......عن ابی رافع رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا ضحی اشتری کبشین سمینین اقرنین املحین فیذبح احدهما و یقول : اللهم هذا عن امتی جمیعا ممن شهد لک بالتوحید و شهد لی بالبلاغ ، ثم یذبح الآخر ویقول: هذا عن محمد صلی الله علیه وسلم و آل محمد صلی الله علیه وسلم۔

(مسند احمد، رقم الحدیث:۲۷۱۹۰)

ترجمہ:......حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ کو جب قربانی کرنی ہوتی تو آپ دو موٹے تازے سینگ والے چتکبرے رنگ کے (سفید و سیاہ نشان والے) مینڈھے خریدتے، ایک کو ذبح کرتے وقت فرماتے: یا اللہ! یہ قربانی میرے ہر اس امتی کی جانب سے ہے جو توحید کا اقرار کرے اور میرے پیغمبر ہونے کی گواہی دے، اس کے بعد دوسرا ذبح کرتے اور فرماتے: یہ میری جانب سے اور میری آل کی جانب سے ہے،

تشریح:......ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے:

"اللهم منک و لک عن محمد و اُمّته ، الخ"۔

(ابوداؤد، باب ما یستحب من الضحایا ،کتاب الضحایا ، رقم الحدیث:۲۷۹۵)

یعنی اے اللہ! یہ جانور آپ کا دیا ہوا ہے اور آپ کی رضا کے لئے قربان کیا جارہا ہے، محمد ﷺ کی جانب سے اور محمد ﷺ کی امت کی جانب سے۔

''ترمذی شریف'' کی روایت میں ہے: ''ھذا عنّی و عمّن لم یُضحِّ من امّتی''۔

(ترمذی، باب [ما یقال اذا ذبح] ، ابواب الاضاحی ، رقم الحدیث:۱۵۲۱)

یعنی یہ میری جانب سے اور میرے ہر اس امتی کی جانب سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

آپ ﷺ کا اپنی طرف سے قربانی کے ایصال ثواب کا حکم فرمانا

(۱۵)......عن حنش قال : رأیتُ علیّا رضی اللہ عنہ ' یُضحِّی بکبشینِ ، فقلتُ لہ: ما ھذا ؟ فقال : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أوصانی ان اُضحِّی عنہ ، فانا اُضحِّی عنہ۔(ابوداوٗد، باب الاضحیۃ عن المیت ،کتاب الضحایا ، رقم الحدیث:۲۷۹۰)

ترجمہ:......حضرت حنش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ دو مینڈھوں کی قربانی کررہے ہیں، میں نے ان سے عرض کیا کہ: یہ کیا؟ (یعنی دو مینڈھوں کی قربانی کیوں؟) انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ: میں آپ کی طرف سے قربانی کروں، اس لئے میں قربانی کرتا ہوں۔

دعا سے ایصال ثواب

(۱۶)......عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ : انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : اذا مات الانسان ' انقطع عنہ عملہ الا من ثلاثۃ : الا من صدقۃ جاریۃٍ ' او علمٍ یُنتفع بہ ' أو ولدٍ صالحٍ یدعو لہ۔

(مسلم، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ ، کتاب الوصیۃ ، رقم الحدیث:۱۶۳۱)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، یا تو وہ صدقہ جاریہ کرگیا ہو، یا ایسا علم چھوڑ گیا ہو جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، یا نیک اولاد چھوڑی ہو جو اس کے لئے دعا کریں۔

تشریح:......اس حدیث سے بعض حضرات کو یہ شبہ ہوا کہ: انسان کو صرف تین چیزیں فائدہ پہنچاسکتی ہیں، ان کے علاوہ کوئی اور چیز مفید نہیں۔

اس شبہ کے جواب میں حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''واما استدلالکم بقوله صلى الله عليه وسلم :'' اذا مات العبد انقطع عمله'' فاستدلال ساقط ، فانه لم يقل: انقطع انتفاعه ' وانما اخبر عن انقطاع عمله ، واما عمل غيره فهو لعامله ' فان وهبه له وصل اليه ثواب عمل العامل لا ثواب عمله هو ، فالمنقطع شيء ' والواصل اليه شيء آخر ـ (انتفاع الموتى باعمال الاحياء ، ص ٦٩)

ترجمہ:......بہرحال اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بے فائدہ ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ: ''دوسرے کے عمل سے فائدہ اٹھانا بھی منقطع ہوجاتا ہے'' نبی کریم ﷺ نے تو مرنے والے کے عمل کے منقطع ہونے کی خبر دی ہے۔ رہا دوسرے کا عمل، تو یہ عمل کرنے والے کا حق ہے، اگر یہ اپنا عمل کسی میت کو بخش دے تو اسی کے عمل کا ثواب اس میت کو پہنچے گا' نہ کہ میت کے عمل کا ثواب پہنچے گا۔ الغرض منقطع ہونے والی کوئی اور چیز ہے (میت کا عمل) اور پہنچنے والی کوئی اور چیز ہے (غیر کا عمل)۔

(۱۷)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : تُرفع لِلميّت بعد موته درجته ' فيقول : ای ربّ ! ایُّ شیءٍ هذه ؟ فيُقال : ولدُک استغفر لک ـ

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میت کے درجات اس کے مرنے کے بعد بلند کئے جاتے ہیں تو اس (سننے والے) نے کہا: میرے رب کی قسم! یہ کون سی چیز ہے کہ جس سے میت کے درجات بلند کئے جاتے ہیں، اس سے کہا گیا کہ تیری اولاد تیرے لئے استغفار کرتی ہے۔

(ادب المفرد، باب بر الوالدین بعد موتھما ، رقم الحدیث:٣٦۔الادب المفرد مترجم ص٨٢)

(١٨)......عن سعید بن المسیب رحمہ اللہ قال : ان الرجل لَیُرفع بدعاء ولدہ لہ من بعدہ ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص٤٨٣ ج٧، ما یتبع المیت بعد موتہ ، رقم الحدیث:١٢٢٠٨)

ترجمہ:......حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ: آدمی کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کی دعا کی وجہ سے اس کو بلند (درجات) دیئے جاتے ہیں۔

مردے ایصال ثواب سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم ہدیہ میں کھانوں سے بھرے ہوئے تھال سے خوش ہوتے ہو

(١٩)......عن انس رضی اللہ عنہ : انہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فقال: یا رسول اللہ ! انا نتصدق عن موتانا ' و نحج ' و ندعو لھم، فھل یصل ذلک الیھم ؟ قال : نعم انہ یصل الیھم ' و یفرحون بہ کما یفرحو احدکم بِالطَّبقِ اذا اُھدِیَ الیہ۔(الکلام علی وصول القراء ۃ للمیت ، لابن ابی السرور المقدسی الحنبلی ،ص٢٢٣)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ: یارسول اللہ! ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں' اوران کی طرف سے حج کرتے ہیں' اوران کے لئے (مغفرت ورحمت ودرجات علیا وجنت کی) دعا کرتے ہیں، تو کیا ان کا ثواب ان کو پہنچتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! یقیناً (ان

اعمال کا ثواب) ان کو پہنچتا ہے، اور وہ اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم ہدیہ میں کھانوں سے بھرے ہوئے تھال سے خوش ہوتے ہو۔

تشریح: ...... ''عمدۃ القاری'' میں یہ روایت اس طرح مروی ہے:

(۲۰)...... عن انس رضی الله عنه : انه قال : سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت : انا لندعوا لموتانا و نتصدق عنهم و نحج ، فهل يصل ذلک اليهم ؟ فقال : انه ليصل اليهم و يفرحون به كما يفرح احدكم بالهدية۔

(عمدۃ القاری ص۳۲۰ ج۸، باب موت الفجأة ، كتاب الجنائز ، تحت رقم الحديث:۱۳۸۸)

میت ایصال ثواب کا منتظر رہتا ہے

(۲۱)...... عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما الميت فی القبر الا كالغريق المتغوِّثِ، ينتظر دعوة تلحقه من أب أو أم أو أخ أو صديق ، فاذا لحقته كان احب اليه من الدنيا و ما فيها ، وان الله تعالى ليُدخِل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال ، وان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم ، رواه البيهقی فی شعب الايمان۔

(مشکوۃ ص۲۰۶ ج۴، باب الاستغفار و التوبة ، الفصل الثالث)

ترجمہ: ...... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قبر میں مردہ کی حالت ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص ڈوب رہا ہو اور کسی کو پکار رہا ہو، (کہ کوئی اس کا ہاتھ پکڑ کر پانی سے باہر نکال لے) چنانچہ وہ مردہ ہر وقت اس بات کا منتظر رہتا ہے کہ اس کے باپ کی طرف سے یا اس کی ماں کی طرف سے یا اس کے بھائی کی طرف سے یا اس کے دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے، پس جب اسے (کسی کی طرف

سے دعا پہنچتی ہے تو یہ دعا کا پہنچنا اس کے لئے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب ہوتا ہے، اور اللہ تعالی قبر والوں کو دنیا والوں کی طرف سے دعا کا ثواب پہاڑ کی مانند (یعنی بہت زیادہ ثواب اور رحمت و بخشش) پہنچاتا ہے، اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے بہترین ہدیہ استغفار ہے۔ (مظاہر حق ص ۵۶۹ ج ۲، باب الاستغفار و التوبة)

والد کے اعمال لڑکے کے لئے نافع ہیں

(۲۲)......عن سعيد بن جبير : ان ابن عباس رضى الله عنهما : عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال : اذا دخل الرجل الجنة سأل عن ابويه و زوجته و ولده ، فيقال له : انهم لم يبلغوا درجتک و عملک ، فيقول : يا رب ! قد عملت لى ولهم فيؤمر بالحاقهم به، و قرأ ابن عباس رضى الله عنهما :﴿ وَالَّذِيْنَ امَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾۔

(معجم کبیر طبرانی، رقم الحديث: ۱۲۲۴۸۔ معجم صغیر طبرانی ، رقم الحديث: ۶۴۰)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ اپنے والدین، بیوی اور بچوں کے متعلق سوال کرے گا، تو اس سے کہا جائے گا کہ: وہ تمہارے درجے کو نہیں پہنچ سکے، وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے اپنے لئے اور ان کے لئے بھی اعمال صالحہ کئے تھے، تو اللہ تعالی اس کے والدین اور بیوی بچوں کو بھی اس کے ساتھ جنت میں ملا دینے کا حکم فرمائے گا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہے، تو ان کی اولاد کو ہم انہی کے ساتھ شامل کر دیں گے۔

جنازہ میں کثرت افراد میت کے لئے نافع ہے

(۲۳)......عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما :... قال : ... سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : ما من رجلٍ مسلمٍ یموتُ فیقومُ علی جنازته اربعون رجلا ، لا یُشرکون بالله شیئا الا شفَّعهمُ الله فیه۔

(مسلم، باب من صلی علیه اربعون ، شفعوا فیه ، رقم الحدیث:۹۴۸)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس کسی مسلمان کی وفات ہو جائے اور اس کے جنازے پر چالیس ایسے لوگ نماز جنازہ پڑھیں جو اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالی ان کی سفارش ضرور قبول فرماتے ہیں۔

ہدایت کا ذریعہ بننا میت کے لئے نافع ہے

(۲۴)......ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال:...... فو الله ! لان یهدیَ الله بک رجلا[واحدا] خیر لک من ان تکون لک حمرُ النّعم۔

(بخاری، باب فضل من اسلم علی یدیه رجل ، رقم الحدیث:۳۰۰۹۔مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی الله عنه ، رقم الحدیث:۲۴۰۶)

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: اگر اللہ تعالی تمہارے ہاتھ پر کسی ایک آدمی کو ہدایت دیدیں تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(۲۵)......ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لان یهدی الله علی یدیک رجلا خیر لک مما طلعت علیه الشمس و غربت۔

ترجمہ:......(حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالی تمہارے ہاتھ پر کسی ایک آدمی کو ہدایت دیدیں تو یہ تمہارے لئے دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔ (معجم طبرانی کبیر، رقم الحدیث:۹۳۰)

صدقۂ جاریہ بھی من وجہ ایصال ثواب ہے

(۲۶)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : انّ مـمّـا يَلحقُ الـمُؤمنَ من عمله و حسناته بعد موته ' علمًا علَّمه و نشره ' و ولدًا صالحًا تركه ' و مُصحفًا ورَّثه ' أو مسجدًا بناه أو بيتًا لابن السّبيل بناه ' أو نهرًا اجراه أو صدقةً اخرجها من مالهٖ فی صِحَّتهٖ و حياته ' يلحقُه من بعد موته۔

(ابن ماجہ، باب ثواب معلم الناس الخبر ، كتاب السنة ، رقم الحديث:۲۴۲)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کو اس کے جن اعمال حسنہ کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے وہ یہ ہیں: وہ علم دین جس کی تعلیم دے گیا اور پھیلا گیا، اور وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا، یا قرآن کریم کا وہ نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا، یا مسجد یا مسافر خانہ یا نہر (اور تالاب' کنواں) جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے اپنی زندگی میں وہ بنوا گیا، یا اور کوئی صدقہ جس کو اس نے اپنی حیات اور صحت کی حالت میں نکالا تھا (اور مخلوق کو بعد میں بھی اس سے نفع پہنچتا رہا) تو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتا رہے گا۔

(۲۷)......عن انس رضی الله عنه : عن ابيه ان النبی صلى الله عليه وسلم قال : من علّم علما ' فله اجر من عمِل به ' لا يَنقُص من اجر العامل۔

(ابن ماجہ، باب ثواب معلم الناس الخبر ، كتاب السنة ، رقم الحديث:۲۴۰)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے علم سکھایا تو اس پر عمل کرنے والے کا ثواب اس کو ملے گا' اور عمل کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔

(۲۸)......عن انس رضی الله عنه : انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال: اِنّ الرجل اذا قرأ القرآن فانه يُكسٰى والداه من حُلل الجنّة و يُقال : بِاَخْذِ وَلدِكُمَا الْقرآن۔(مسند احمد، رقم الحديث:۲۳۳۳۸۔مستدرک حاکم، رقم الحديث:۲۰۸۶)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حافظ کے والدین کو جنتی لباس پہنایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ: یہ تمہارے لڑکے کے قرآن یاد کر لینے کی وجہ سے ہے۔

(۲۹)......فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من سنّ فى الاسلام سُنَّةً حسنة فله اجرُها ' و اجر من عمل بها بعده ' من غير ان يَنقُص من اجورهم شىءٌ ، ومن سنّ فى الاسلام سُنّة سيئة كان عليه وِزرُها و وزر من عمل بها بعده ، من غير ان يَنقُص من اوزارهم شىء۔

(مسلم، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة او كلمة طيبة ' الخ ، رقم الحديث:۱۰۱۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین اسلام میں جو شخص اچھا طریقہ ایجاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اجر دیں گے، اور بعد میں جو اس پر عمل کرے گا' اس کا بھی اجر اس کو دیں گے عمل کرنے والے کے اجر میں کمی کئے بغیر، ایسے ہی جو دین اسلام میں بری رسم گھڑے گا' اللہ تعالیٰ اس کا گناہ اس کو دیں گے، اور بعد میں جو اس پر عمل کرے گا ان کا گناہ بھی اسی کے سر ہوگا عمل کرنے والے کے گناہ میں کمی کئے بغیر۔

موت اور متعلقات

موت کی دعائیں

اس مختصر رسالہ میں: موت کے وقت کے قریب کی، موت کے بعد کی، نماز جنازہ کی، میت کو قبر میں اتارنے کی، قبر پر مٹی ڈالنے کی، مٹی ڈالنے کے بعد کی، دفن سے فراغت کی، اور تعزیت کی تقریباً: ۶۴/دعائیں مکمل حوالوں اور منقول الفاظ کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحیم

موت برحق ہے، اس لئے ہر مسلمان کو ہمیشہ موت کی یاد اور حسن خاتمہ کا فکر رکھنا چاہئے۔موت کے مسائل کو علماء امت نے تفصیل سے لکھا ہے،عربی میں تو خیر ہر علوم کی کتاب ہی نہیں دفاتر کے دفاتر موجود ہیں، اردو میں بھی بہت عمدہ اور مفید کتابیں لکھی گئی ہیں،خصوصا حضرت ڈاکٹر عبدالحئ عارفی رحمہ اللہ کی ''احکام میت'' اور حضرت مولانا عبد المعبود صاحب مدظلہم کی ''مسائل میت'' اور حضرت مولانا محمد ارشاد صاحب رحمہ اللہ کی ''شمائل کبری'' قابل مطالعہ اور اپنے موضوع پر بہت جامع اور مفید کتابیں ہیں۔

موت کے وقت کے قریب کی' موت کے بعد کی' نماز جنازہ کی' میت کو قبر میں اتارنے کی' قبر پر مٹی ڈالنے کی' مٹی ڈالنے کے بعد کی' دفن سے فراغت کی' اور تعزیت کی دعائیں کتب احادیث میں بکثرت وارد ہوئی ہیں، اس مختصر رسالہ میں تقریباً: ۶۸ / دعائیں مکمل حوالوں اور منقول الفاظ کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔اہل علم کو ان دعاؤں کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔اکثر دیکھا گیا کہ ائمہ حضرات بھی جنازہ کی نماز میں مشہور ایک دعا پر اکتفا کرتے ہیں، جبکہ علماء نے لکھا ہے کہ: اور دعائیں بھی پڑھنی چاہئے۔(عمدۃ الفقہ ص ۲/۵۱۹)

اس رسالہ میں آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ دعائیں بھی جمع کی گئی ہیں جو وہ حضرات نماز جنازہ میں پڑھتے تھے۔اور وہ بہت بہترین اور بامعنی دعائیں ہیں، اہل علم ان کے معانی سمجھ سکتے ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں اس رسالہ سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، اور دعاؤں کو یاد کرنے اور پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت و ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔مرغوب احمد

موت کے وقت کلمہ کی تلقین

(۱)......لقِّنوا موتاکم : لا اله الا اللّٰه۔

ترجمہ:......اپنے مردوں کو (جب موت کا وقت قریب ہو تو) ''لا الـه الا اللّـه'' تلقین کرو۔

تلقین کی مسنون دعا

(۲)......لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

موت کے وقت کون سی سورتیں پڑھی جائیں؟

(۳)......اقرؤوا يٰسٓ على موتاكم۔

ترجمہ:......میت کے قریب سورۂ یٰسٓ پڑھو۔

(۴)......جابر بن زيد رضى الله عنه انه كان يقرأ عند الميت سورة الرعد،

۱؎......مسلم، باب: تلقين الموتى : لا اله الا الله ، كتاب الجنائز رقم الحديث :۹۱۶۔ابوداؤد، باب فى التلقين ، كتاب الجنائز رقم الحديث :۳۱۱۷۔ترمذی، باب ما جاء فى تلقين المريض عند الموت والدعاء له ، رقم الحديث :۹۷۶۔نسائی، باب تلقين الميت ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث :۱۸۲۷۔ابن ماجہ، باب : ما جاء فى تلقين الميت : لا اله الا الله ، رقم الحديث: ۱۴۴۴/۱۴۴۵/۱۴۴۶۔

۲؎......ابن ماجہ، باب:ما جاء فى تلقين الميت : لا اله الا الله ، رقم الحديث:۱۴۴۶۔

۳؎......ابوداؤد (مع بذل المجهود) ص۳۸۵ ج۱۰، باب القراءة عند الميت ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۱۲۱۔ابن ماجہ، باب ما جاء فيما يقال عند المريض اذا حضر ، رقم الحديث:۱۴۴۸۔

ترجمہ:......حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ میت کے قریب سورۂ رعد پڑھتے تھے۔

(۵)......کانت الانصار یقرؤون عند المیت بسورۃ البقرۃ۔

ترجمہ:......حضرات (صحابۂ) انصار رضی اللہ عنہم میت کے قریب سورۂ بقرہ پڑھتے تھے۔

میت کے پاس حاضر ہو تو یہ پڑھے

(۶)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ ، وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ۔

(۷)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَهُ ، وَارْحَمْهُ وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبًى صَالِحَةً [حَسَنَةً]۔

(۸)......اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

۴......مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۴ ج۷، ما یقال عند المریض اذا حضر، رقم الحدیث:۱۰۹۵۷۔

۵......مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۳ ج۷، ما یقال عند المریض اذا حضر، رقم الحدیث:۱۰۹۵۳۔

۶......مسلم، باب فی اغماض المیت والدّعاء له اذا حضر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۲۰۔ ابوداؤد (مع بذل المجهود) ص۳۸۳ ج۱۰، باب تغمیض المیت ، رقم الحدیث:۳۱۱۸۔

۷......ابوداؤد (مع بذل) ص۳۷۹ ج۱۰، باب ما یقال عند المیت من الکلام ، رقم الحدیث : ۳۱۱۵۔مسلم، باب ما یقال عند المریض والمیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۱۹۔ ترمذی، باب ما جاء فی تلقین المریض عند الموت والدعاء له کتاب الجنائز ، رقم الحدیث :۹۷۷۔نسائی، باب کثرۃ ذکر الموت ،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۸۲۶۔ابن ماجہ، باب ما جاء فیما یقال عند المریض اذا حضر،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۴۴۷۔

۸......مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۳ ج۷، ما یقال عند المریض اذا حضر، رقم الحدیث:۱۰۹۵۴۔ کتاب الدعاء (طبرانی) ص۳۵۰، باب : القول عند حضور المیت و اغماضه ، رقم الحدیث: ۱۱۵۴۔

موت کی سختی کے وقت کی دعا

(۹)......اَللّٰهُمَّ اَعِنِّی عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔

(۱۰)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔

میت کی آنکھ بند کرتے وقت کی دعا

(۱۱)......بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

مسلمان کی موت کی خبر کی دعا

(۱۲)......اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِیْ فَاْجُرْنِیْ فِيْهَا ، وَاَبْدِلْ لِّیْ بِهَا خَيْرًا مِّنْهَا، [وَاخْلُفْ لِیْ خَيْرًا مِّنْهَا]۔

(۱۳)......اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ، وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ،اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ عِنْدَكَ فِی الْمُحْسِنِيْنَ ، وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِیْ عِلِّيِّيْنَ ، وَاخْلُفْهُ فِیْ اَهْلِهٖ فِی الْغَابِرِيْنَ ، وَ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ ، وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَهُ۔

شوہر یا اولاد کی وفات کی دعا

(۱۴)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ ، وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی حَسَنَةً۔

۹......ترمذی، باب ما جاء فی التشدید عند الموت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۷۸۔

۱۰......الاذکار (للنووی) ص۱۱۸، باب ما یقوله من أیس من حیاته ، رقم الحدیث:۴۲۵۔

۱۱......الاذکار (للنووی) ص۱۲۱، باب ما یقوله بعد تغمیض المیت ، رقم الحدیث:۴۳۰۔

۱۲......ابوداؤد مع بذل ص۳۸۳ ج۱۰، باب فی الاسترجاع ابواب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۱۱۹۔

۱۳......کتاب الدعاء ص۳۵۱، باب : ما یقول اذا بلغه وفاة اخیه المسلم ، رقم الحدیث:۱۱۵۹۔

۱۴......اس کا حوالہ دعاء نمبر:۷/ پر گذر چکا ہے۔

کافر کی موت کی خبر سننے پر پڑھنے کی دعا

(۱۵)......اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ اَعَزَّ دِیْنَهٗ۔

مخالف کی موت کی خبر پر یہ دعا پڑھے

(۱۶)......كَفٰى بِالدَّهْرِ وَاعِظًا وَالْمَوْتِ مُفَرِّقًا۔

جنازہ دیکھ کر پڑھے

(۱۷)......اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ، هٰذَا مَا وَعَدَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ، اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا۔

۱۵......الاذکار (للنووی) ص۱۲۲، باب ما یقوله اذا بلغه موت عدو الاسلام ، رقم الحدیث:۴۳۹،

۱۶......عمل الیوم و اللیلة ص۳۱۷، باب ما یقول اذا بلغه وفاة رجل ، رقم الحدیث:۵۶۰۔

۱۷......کتاب الدعاء ص۳۵۲، باب:ما یقول اذا بلغه وفاة اخیه المسلم ، رقم الحدیث:۱۱۶۱۔

نماز جنازہ میں پڑھنے کی دعائیں

(۱۸)......اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا ‘ وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا ‘ وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا ‘ وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا ، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهُ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَی الْاِیْمَانِ ،اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ ‘ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

(۱۹)......اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ ‘ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ ‘ وَاَکْرِمْ نُزُلَهُ ‘ وَ وَسِّعْ مَدْخَلَهُ ‘ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ ‘ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ ‘ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَھْلاً خَیْرًا مِّنْ اَھْلِهٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ ‘ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

(۲۰)......اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا ‘ وَ اَنْتَ خَلَقْتَھَا ‘ وَ اَنْتَ ھَدَیْتَھَا لِلْاِسْلَامِ ‘ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا ‘ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَ عَلَانِیَتِھَا ‘ جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهُ۔

(۲۱)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ وَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ ‘ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ‘ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّ ثَلْجٍ وَبَرْدٍ ‘ وَنَقِّهٖ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ ‘ وَاَبْدِلْهُ بِدَارِهٖ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ ‘ وَاَھْلاً خَیْرًا مِّنْ اَھْلِهٖ ‘ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ۔

۱۸......ترمذی، باب ما یقول فی الصلوۃ علی المیت ، ابواب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۰۲۴۔ ابوداوٗد، باب الدعاء للمیت ‘ کتاب الجنائز ، رقم الحدیث :۳۲۰۱۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی الدعاء فی الصلوۃ علی الجنازۃ ، ابواب ما جاء فی الجنائز ، رقم الحدیث:۱۴۹۸۔

۱۹......مسلم ص۳۱۱ ج۱، باب الدعاء للمیت فی الصلوۃ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۶۳۔

۲۰......ابوداوٗد، باب الدعاء للمیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۰۰۔

۲۱......ابن ماجہ، باب ما جاء فی الدعاء فی الصلوۃ علی الجنازۃ ، رقم الحدیث:۱۵۰۰۔

(۲۲)......اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ ، وَحَبْلِ جِوَارِکَ ، فَقِہٖ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ، وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ ، فَاغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کی چند دعائیں

(۲۳)......(دعاء: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ):

اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ اَسْلَمَہُ الْاَھْلُ وَالْمَالُ وَ الْعَشِیْرَۃُ ، وَالذَّنْبُ عَظِیْمٌ ، وَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

(۲۴)......(دعاء: حضرت عمر رضی اللہ عنہ):

اَللّٰھُمَّ اَمْسٰی عَبْدُکَ (وان کان صباحا قال :- اَصْبَحَ عَبْدُکَ) قَدْ تَخَلّٰی مِنَ الدُّنْیَا ، وَتَرَکَھَا لِاَھْلِھَا ، وَاسْتَغْنٰی عَنْہُ ، وَافْتَقَرَ اِلَیْکَ، کَانَ یَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَ رَسُوْلُکَ ، فَاغْفِرْ لَہٗ ذَنْبَہٗ۔

(۲۵)......(دعاء: حضرت علی رضی اللہ عنہ):

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَحْیَائِنَا وَاَمْوَاتِنَا ، وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا ، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا

۲۲؎......ابن ماجہ، باب ما جاء فی الدعاء فی الصلوۃ علی الجنازۃ ، رقم الحدیث:۱۴۹۹۔ابوداؤد، باب الدعاء للمیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۰۲۔

۲۳؎......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۴۵ ج ۷، ما قالوا فی الصلوۃ علی الجنازۃ ، وماذکر فی ذلک من الدعاء لہ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۴۷۵۔

۲۴؎......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۴۶ ج ۷، ما قالوا فی الصلوۃ علی الجنازۃ ، وماذکر فی ذلک من الدعاء لہ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۴۷۶۔

وَاجْعَلْ قُلُوْبَنَا عَلٰى قُلُوْبِ اَخْيَارِنَا ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ ، اَللّٰهُمَّ ارْجِعْهُ اِلٰى خَيْرٍ مِّمَّا كَانَ فِيْهِ، اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ۔

(۲۶)......(دعاء: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ):

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ كَمَا اِسْتَغْفَرَكَ ، وَاَعْطِهِ مَا سَأَلَكَ ، وَزِدْهُ مِنْ فَضْلِكَ۔

(۲۷)......(دعاء: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ):

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَحْيَائِنَا وَاَمْوَاتِنَا الْمُسْلِمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ ، وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ، وَاجْعَلْ قُلُوْبَهُمْ عَلٰى قُلُوْبِ خِيَارِهِمْ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ ، وَاَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، اَللّٰهُمّ ارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمُهْتَدِيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ ، وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِيْ عِلِّيِّيْنَ ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

(۲۸)......(دعاء: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ):

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا وَ رَبُّهُ ، خَلَقْتَهُ وَ رَزَقْتَهُ ، وَاَحْيَيْتَهُ وَ كَفَّيْتَهُ ، فَاغْفِرْ لَنَا

۲۵......مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۶ ج۷، ما قالوا فی الصلوة علی الجنازة ، وماذکر فی ذلک من الدعاء له ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۴۷۷۔

۲۶......مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۶ ج۷، ما قالوا فی الصلوة علی الجنازة ، وماذکر فی ذلک من الدعاء له ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۴۷۸۔

۲۷......مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۷ ج۷، ما قالوا فی الصلوة علی الجنازة ، وماذکر فی ذلک من الدعاء له ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۴۸۰۔

وَلَهُ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

(۲۹)......(دعاء: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما):

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ فِيْهِ ، وَصَلِّ عَلَيْهِ ، وَاغْفِرْ لَهُ، وَاَوْرِدْهُ حَوْضَ رَسُوْلِکَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(۳۰)......(دعاء: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ):

اَللّٰهُمَّ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ ، كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَ رَسُوْلُکَ ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهِ ، وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ ، وَلَا تُفْتِنَا بَعْدَهُ۔

(۳۱)......(دعاء: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا ، وَاجْعَلِ الْجَنَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ مَوْعِدًا ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ ولا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

۲۸......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۴۸ ج ۷، ما قالوا فی الصلوة علی الجنازة ، وما ذكر فی ذلک من الدعاء له ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۱۴۸۱۔

۲۹......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۴۸ ج ۷، ما قالوا فی الصلوة علی الجنازة ، وما ذكر فی ذلک من الدعاء له ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۱۴۸۲۔

مصنف عبدالرزاق ص ۴۸۸ ج ۳، باب القراء ة و الدعاء فی الصلوة علی الميت ، رقم الحديث : ۶۴۲۳۔

۳۰......مصنف عبدالرزاق ص ۴۸۸ ج ۳، باب القراء ة و الدعاء فی الصلوة علی الميت ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۶۴۲۵۔

۳۱......مصنف عبدالرزاق ص ۴۹۲ ج ۳، باب القراء ة و الدعاء فی الصلوة علی الميت ، كتاب

(۳۲)......(دعاء: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ):

اَللّٰھُمَّ عَبۡدُکَ وَابۡنُ عَبۡدِکَ ، اَحۡیَیۡتَہٗ مَا شِئۡتَ ، وَقَبَضۡتَہٗ حِیۡنَ شِئۡتَ ، وَ تَبۡعَثُہٗ اِذَا شِئۡتَ ، اَللّٰھُمَّ اِنۡ کَانَ زَکِیًّا فَزَکِّہٖ ، وَاِنۡ کَانَ مُسِیۡئًا فَتَجَاوَزۡ عَنۡہُ ، اَللّٰھُمَّ لَا تَحۡرِمۡنَا اَجۡرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعۡدَہٗ ﴿اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ﴾۔

(۳۳)......(دعاء: حضرت حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ):

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِھٰذِہِ النَّفۡسِ الۡحَنَفِیَّۃِ الۡمُسۡلِمَۃِ ، وَاجۡعَلۡھَا مِنَ الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ ، وَقِھَا عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ۔

(۳۴)......(دعاء: حضرت مجاہد رحمہ اللہ):

اَللّٰھُمَّ عَبۡدُکَ فُلَانٌ خَلَقۡتَہٗ ، اِنۡ تُعَاقِبۡہُ فَبِذَنۡبِہٖ ، وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَہٗ فَاِنَّکَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ، اَللّٰھُمَّ صَعِّدۡ رُوۡحَہٗ فِی السَّمَاءِ ، وَوَسِّعۡ عَنۡ جَسَدِہِ الۡاَرۡضَ ، اَللّٰھُمَّ نَوِّرۡ لَہٗ فِیۡ قَبۡرِہٖ ، وَافۡسَحۡ لَہٗ فِی الۡجَنَّۃِ ، وَاخۡلُفۡہُ فِیۡ اَھۡلِہٖ ، اَللّٰھُمَّ لَا تُضِلَّنَا بَعۡدَہٗ وَ لَا تَحۡرِمۡنَا اَجۡرَہٗ ، وَاغۡفِرۡلَنَا وَلَہٗ۔

الجنائز ، رقم الحدیث:۶۴۳۹۔

۳۲......مصنف عبدالرزاق ص۴۹۲ ج۳، باب القراءۃ و الدعاء فی الصلوۃ علی المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۴۴۰۔

۳۳......مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۸ ج۷، ما قالوا فی الصلوۃ علی الجنازۃ ، وما ذکر فی ذلک من الدعاء لہ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۴۸۴۔

۳۴......مصنف عبدالرزاق ص۴۹۰ ج۳، باب القراءۃ و الدعاء فی الصلوۃ علی المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۴۲۹۔

(۳۵)......(دعاء: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ):

اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ فُلاَنٌ عَظِّمْ اَجْرَہُ ، وَ نَوِّرْہُ ، وَاَلْحِقْهُ بِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، وَافْسَحْ لَهُ فِیْ قَبْرِهٖ ، اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہُ ولا تُضِلَّنَا بَعْدَہُ۔

نابالغ کی نماز جنازہ کی دعا

(۳۶)......(دعاء: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ):

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَ فَرَطًا وَ ذُخْرًا۔

(۳۷)......(دعاء: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ):

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَ فَرَطًا وَاَجْرًا۔

(۳۸)......(دعاء: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ) :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ سَلَفًا لِوَالِدَیْهِ وَ فَرَطًا ، وَاَجْرًا۔

(۳۹)......(دعاء: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ):

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا ، وَ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا۔

۳۵......مصنف عبدالرزاق ص۴۹۰ ج۳، باب القراءة والدعاء فی الصلوة علی المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۶۴۳۰۔

۳۶......سنن کبری بیہقی ص۳۰۱ ج۷، السقط یغسل و یکفن و یصلی علیه ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۶۸۷۶۔

۳۷......بخاری ص۱۷۸ ج۱، باب قراءة فاتحة الکتاب علی الجنازة قبل ، رقم الحدیث: ۱۳۳۵۔

۳۸......مصنف عبدالرزاق ص۵۲۹ ج۳، باب الدعاء علی الطفل ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۶۵۸۹۔

۳۹......مصنف عبدالرزاق ص۵۲۹ ج۳، باب الدعاء علی الطفل ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۶۵۸۸۔

(۴۰)......اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنا فَرَطًا ، وَ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَ ذُخْرًا وَاجْعَلْہُ لَنا شَافِعًا وَ مُشَفَّعًا۔

۴۰؎......نصب الرایۃ تخریج احادیث الھدایۃ، مع ھدایہ ص۲۷۹ج۲، فصل فی الصلوۃ علی المیت۔

مردے کو قبر میں رکھنے کی دعا

(۴۱)......بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ [مِلَّةِ] رَسُوْلِ اللّٰه۔

(۴۲)......بِسْمِ اللّٰهِ، وَاِلَى اللّٰهِ، وَ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(۴۳)......بِسْمِ اللّٰهِ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ [سُنَّةِ] رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(۴۴)......فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فِىْ خَيْرٍ مِّمَّا كَانَ فِيْهِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ ولا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

مٹی ڈالتے وقت پڑھنے کی دعا

(۴۵)......مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔

(۴۶)......بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم۔

۴۱......ابوداؤد، باب فی الدّعاء للمیت اذا وضع فی قبرہ، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: ۳۲۱۳۔ ابن ماجہ، باب ما جاء فی ادخال المیت القبر، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: ۱۵۵۰۔

۴۲......مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳۳ ج۷، ما قالوا اذا وُضع المیت فی قبرہ، رقم الحدیث: ۱۱۸۲۱

۴۳......ابن ماجہ، باب ما جاء فی ادخال المیت القبر، ابواب ما جاء فی الجنائز، رقم الحدیث: ۱۵۵۰۔ کتاب الدعاء ص۳۶۴، باب القول عند تدلیة المیت فی قبرہ، رقم الحدیث: ۱۲۱۳۔

۴۴......مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳۳ ج۷، ما قالوا اذا وُضع المیت فی قبرہ، رقم الحدیث: ۱۲۱۳،

۴۵......سنن بیہقی ص۹۳ ج۴، باب ما ورد فی قراءة القرآن عند القبر، رقم الحدیث: ۷۰۶۸۔

۴۶......مسند احمد ص۲۵۴ ج۵، رقم الحدیث: ۲۲۵۴۰۔ موسوعہ فقہیہ ص۱۴ ج۲۱، (اردو ص۱۴ ج۲۱،

(۴۷)......اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

(۴۸)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مٹی ڈالتے تو پہلی مرتبہ: ''بِسْمِ اللّٰہِ'' دوسری مرتبہ: ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور تیسری مرتبہ: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' پڑھتے۔

دفن کے بعد کی دعا

(۴۹)......اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ ، نَزَلَ بِكَ الْيَوْمَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهِ ، اَللّٰهُمَّ وَسِّعْ لَهُ مُدْخَلَهُ وَاغْفِرْ لَهُ ذَنْبَهُ ، فَاِنَّا لَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ۔

(۵۰)......اَللّٰهُمَّ اَسْلَمَهُ اِلَيْكَ الْاَهْلُ وَالْمَالُ وَالْعَشِيْرَةُ وَ ذَنْبُهُ عَظِيْمٌ فَاغْفِرْ لَهُ۔

(۵۱)......اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ رُدَّ اِلَيْكَ فَارْأَفْ بِهِ وَارْحَمْهُ ، اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِهِ ، وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَاءِ لِرُوْحِهِ ، وَتَقَبَّلْهُ مِنْكَ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَضَاعِفْ لَهُ فِيْ اِحْسَانِهِ –او: فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهِ – وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ ۔

بعنوان: دفن)

۴۷ ......کتاب الدعاء ص ۳۶۳، باب القول عند تدلية الميت فى قبره ، رقم الحديث: ۱۲۱۰۔

۴۸ ......الفتوحات الربانية ص ۱۹۰۔ الدعاء المسنون ص ۳۱۷۔

۴۹ ......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۳۵ ج ۷، باب الدعاء للميت بعد ما يدفن و يسوى عليه ، رقم الحديث: ۱۱۸۲۸۔

۵۰ ......کتاب الدعاء ص ۳۶۵، باب القول عند تدلية الميت فى قبره ، رقم الحديث: ۱۲۱۵۔

۵۱ ......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۳۴ ج ۷، باب الدعاء للميت بعد ما يدفن و يسوى عليه ، رقم

(۵۲)......جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِهٖ ' وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَاءِ لِرُوْحِهٖ ' وَاَبْدِلْهُ بِدَارِهٖ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ۔

میت کے سرہانے اور پاؤں کی طرف کیا پڑھے؟

(۵۳)......میت کے سرہانے: سورۂ بقرہ کے شروع ﴿الم﴾ سے ﴿المفلحون﴾ تک اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیت: ﴿آمن الرسول بما انزل﴾ سے آخر تک پڑھے۔ [ا]

''مشکوۃ شریف'' میں ہے:

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول : اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا به الی قبره ولیقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجلیه بخاتمة البقرة۔

الحدیث: ۱۱۸۲۷۔

۵۲......مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳۳ ج۷، ما قالوا اذا وضع المیت فی قبره، رقم الحدیث: ۱۱۸۲۳۔

ا......سنن بیہقی ص۹۳ ج۴، باب ما ورد فی قراءة القرآن عند القبر، رقم الحدیث: ۷۰۶۸۔

۵۳......مشکوۃ ص۱۴۹، باب دفن المیت، الفصل الثالث۔ مظاہر حق ص۱۳۸ ج۲۔

قبرستان جانے کی دعا

(۵۴)......اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ ، وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔

(۵۵)......اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ [عَنْ قَرِيْبٍ] بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔

(۵۶)......سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، وَالصَّالِحِيْنَ وَالصَّالِحَاتِ ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔

(۵۷)......اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

(۵۸)......اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ ، وَاِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَ لَا تَفْتِنَّا [وَ لَا تُضِلَّنَا] بَعْدَهُمْ ۔

۵۴؎......مسلم، باب ما يقال عند دخول القبور و الدعاء ، الخ ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۹۷۴

۵۵؎......ابوداؤد، باب ما يقول اذا مر بالقبور ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۲۳۷۔مسلم، باب استحباب اطالة الغرة والتحجيل فى الوضوء ،كتاب الطهارة ، رقم الحديث :۲۴۹۔نسائی، حلية الوضوء ،كتاب الطهارة، رقم الحديث :۱۵۰۔ابن ماجہ، باب ذكر الحوض، ابواب الزهد ، رقم الحديث:۴۳۰۶۔عمل اليوم و الليلة ص۳۳۴، باب ما يقول اذاخرج الى المقابر ، رقم الحديث: ۵۸۸۔

۵۶؎......عمل اليوم والليلة ص۳۳۵، باب ما يقول اذا خرج الى المقابر، رقم الحديث:۵۹۰۔

۵۷؎......ترمذی، باب ما يقول الرجل اذا دخل المقابر ، رقم الحديث:۱۰۵۳۔

۵۸؎......ابن ماجہ، باب ما جاء فيما يقال اذا دخل المقابر ، رقم الحديث:۱۵۴۶۔

عمل اليوم والليلة ص۳۳۵، باب ما يقول اذا خرج الى المقابر ، رقم الحديث:۵۹۱۔

(۵۹)......اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْن ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔

(۶۰)......اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ، وَاِنَّا وَ اِيَّاكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ ، [مُتَوَاكِلُوْنَ] وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْن ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

(۶۱)......اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيَّتُهَا الْاَرْوَاحُ الْفَانِيَةُ ، وَالْاَبْدَانُ الْبَالِيَةُ ، وَالْعِظَامُ النَّخِرَةُ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِاللّٰهِ مُؤْمِنَةٌ ، اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلَيْهِمْ رُوْحًا مِّنْكَ وَ سَلَامًا مِّنَّا۔

(۶۲)......اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مَنْ بِهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ دَارَ قَوْمٍ مَّيِّتِيْنَ ، وَاِنَّا فِيْ اٰثَارِهِمْ لَلَاحِقُوْنَ۔

۵۹......عمل الیوم واللیلة ص۳۳۴، باب ما یقول اذاخرج الی المقابر، رقم الحدیث:۵۸۹۔

۶۰......عمل الیوم واللیلة ص۳۳۵، باب ما یقول اذاخرج الی المقابر، رقم الحدیث:۵۹۲۔ نسائی، الامر بالاستغفار للمؤمنین، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۲۰۴۱۔

۶۱......عمل الیوم واللیلة ص۳۳۶، باب ما یقول اذاخرج الی المقابر، رقم الحدیث:۵۹۳۔

۶۲......کتاب الدعاء ص۳۷۳، باب القول عند زیارة القبور، رقم الحدیث:۱۲۴۰۔

تعزیت کی دعا

(۶۳)......اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَ لَهُ مَا اَعْطٰى وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى۔

(۶۴)......اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَ غَفَرَ لِمَيِّتِكَ۔

(۶۵)......اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ، وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ، وَعِوَضًا مِنْ كُلِّ فَاتٍ [وَدَرْكًا مِنْ كُلِّ مَا فَاتَ]۔

(۶۶)......يَرْحَمُ اللّٰهُ وَ يَأْجُرُكَ۔

(۶۷)......اِصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ۔

(۶۸)......اَعْقَبَكَ اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ، صَلَوَاتٌ مِّنْهُ وَرَحْمَةٌ، وَجَعَلَكَ مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ، وَاَعْقَبَكَ كَمَا اَعْقَبَ اَنْبِيَاءَهُ وَالصَّالِحِيْنَ۔

۶۳......بخاری ص ۱۷۱ ج ۱، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : يُعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه، اذا كان النَّوح من سُنَّتِه، رقم الحديث: ۱۲۸۴۔

۶۴......الاذکار للنووی ص ۱۲۵، باب التعزية، قبل رقم الحديث: ۴۵۲۔

۶۵......کتاب الدعاء ص ۳۶۶، باب تعزية المصاب، رقم الحديث: ۱۲۱۷/۱۲۲۰۔

۶۶......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷۸ ج ۷، فی الرجل يعزى ما يقال له ؟ رقم الحديث: ۱۲۱۹۷۔

۶۷......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷۸ ج ۷، فی الرجل يعزى ما يقال له ؟ رقم الحديث: ۱۲۱۹۸۔

۶۸......مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷۸ ج ۷، فی الرجل يعزى ما يقال له ؟ رقم الحديث: ۱۲۲۰۰۔

تعزیت اور ہمارا غلو

تعزیت کے لغوی اور اصطلاحی معنی، تعزیت کے چند مسائل، تعزیت کے فضائل، تعزیت کے چند آداب، آپ ﷺ کے وصال مبارک پر حضرت خضر علیہ السلام کی تعزیت، نبی کریم ﷺ اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے تعزیتی ارشادات، تعزیت کی چند دعائیں، تعزیتی جلسے اور ہمارا غلو وغیرہ امور پر مختصر مگر باحوالہ مفید اور کارآمد رسالہ۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين ، اما بعد !

آپ ﷺ تعزیت کے لئے تشریف لے جاتے تھے، آپ ﷺ تعزیت کی ترغیب دیتے تھے، آپ ﷺ نے تعزیت کے بڑے فضائل بیان فرمائے ہیں، مثلا فرمایا کہ: تعزیت کرنے والے کو مصیبت زدہ کی طرح ثواب ملتا ہے، تعزیت کرنے والے کو جنت میں ایک چادر اوڑھائی جائے گی، تعزیت کرنے والے کو اللہ تعالی عرش کے سائے میں جگہ دیں گے، تعزیت کرنے والے کو اللہ قیامت کے دن اکرام کا جوڑا پہنائیں گے، تعزیت کرنے والے کو ایسا حلہ پہنایا جائے گا جس پر لوگ غبطہ کریں گے، تعزیت کرنے والے کو ایمان کی ایسی چادر پہنائی جائے گی جو آگ سے بچنے کا پردہ ہوگی۔

آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کیبذ ریعہ خط تعزیت فرمائی۔ آپ ﷺ کے وصال مبارک پر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرات صحابہ اور اہل بیت کی تعزیت فرمائی۔ احادیث میں تعزیت کی متفرق دعائیں منقول ہیں۔

الغرض شریعت مطہرہ میں تعزیت کی فضیلت واہمیت ہے، مگر ہمارے معاشرہ میں تعزیت کے آداب کی رعایت نہیں کی جاتی، اس لئے تعزیت کے فضائل اور آداب کو مختصرا جمع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی اس رسالہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۵ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ، مطابق: ۱/۱ اپریل ۲۰۱۹ء

تعزیت کے لغوی اور اصطلاحی معنی

لغت میں تعزیت ''عــزّی'' کا مصدر ہے، جب کوئی مصیبت زدہ کو صبر دلائے اور اس کی غم خواری کرے۔

اصطلاح میں صبر کا حکم دینے، اس پر اجر کے وعدہ کے ذریعہ ابھارنے، گناہ سے ڈرانے نیز میت کے لئے مغفرت کی اور مصیبت زدہ کے لئے مصیبت کی تلافی کی دعا کرنے کا نام ہے۔ (موسوعہ فقہیہ (اردو) ص۳۲۹ ج۱۲، تعزیت)

تعزیت کے چند مسائل

مسئلہ: ......صاحب مصیبت واہل میت کی تعزیت مستحب ہے۔

مسئلہ: ......محلّہ والوں اور قرابت داروں اور دوست آشنا کو تعزیت و غمخواری کے لئے جانا باعث ثواب ہے۔

مسئلہ: ......تعزیت کا وقت موت کے وقت سے تین دن تک ہے، اور اس کے بعد مکروہ ہے، کیونکہ ان کا غم تازہ ہوگا، اور یہ کراہت تنزیہی ہے، لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا جس کو تعزیت کی جائے غائب ہو یا کسی دوسرے شہر میں رہتا ہو یا وہاں اس شہر میں موجود ہو، لیکن اس کو علم نہ ہو تو تین دن کے بعد بھی تعزیت کرنے میں مضائقہ و کراہت نہیں ہے، وہ جب بھی ملے تعزیت کرے۔

مسئلہ: ......دفن سے پہلے بھی تعزیت جائز ہے، مگر اولی اور افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو، اس لئے کہ اہل میت دفن سے قبل میت کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوں گے۔ اور یہ وجہ بھی ہے کہ دفن کے بعد اس کی جدائی کا صدمہ اور وحشت زیادہ ہوتی ہے، پس یہ حکم اس وقت ہے جبکہ اہل مصیبت دفن سے پہلے اس صدمہ سے بے قرار نہ ہوں اور شدید جزع و فزع نہ

کرتے ہوں اور اگر ایسی حالت ہو تو دفن سے پہلے تعزیت کریں تا کہ ان کو تسلی حاصل ہو۔

’’(و اولها افضل) وهى بعد الدفن افضل منها قبله ، لان اهل الميت مشغولون قبل الدفن بتجهيزه ، ولان وحشتهم بعد الدفن لفراقه اكثر ، وهذا اذا لم ير منهم الجزع شديد ، والا قدمت لتسكينهم‘‘۔

(شامی ص۱۴۹ ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فى كراهة الضيافة من اهل الميت ، كتاب الصلوة ، ط : مكتبة الباز ، مكة المكرمة)

مسئلہ:...... جب اہل میت کو ایک دفعہ تعزیت کردی تو دو بارہ ان کی تعزیت نہیں کرنی چاہئے، یعنی ایسا کرنا مکروہ ہے۔’’ وتكره التعزية ثانيا‘‘۔(حوالہ بالا)

مسئلہ:...... قبر کے نزدیک تعزیت کرنا مکروہ اور بدعت وسنت متوارثہ کے خلاف ہے، کیونکہ وہاں میت کے لئے قراءت قرآن اور دعائے ثابت قدمی مطلوب ہے نہ کہ تعزیت۔

’’ و(عند القبر) التعزية عند القبر بدعة ، قلت : لعل وجهه ان المطلوب هناك القراءة والدعاء للميت بالتثبيت‘‘۔(حوالہ بالا)

مسئلہ:...... مستحب یہ ہے کہ عام تعزیت کرے، یعنی میت کے سب اقارب کو تعزیت کرے خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے، اور مرد ہوں یا عورت، لیکن اگر عورت جوان ہو تو اس کو صرف اس کے محرم لوگ ہی تعزیت کریں۔

’’و تستحب التعزية للرجال والنساء اللاتى لا يفتن ، و تحته :.. لان المقصود منها ذكر ما يسلى صاحب الميت و يخفف حزنه ' و يحضه على الصبر‘‘۔

(مراقی الفلاح ص۶۱۸، باب احكام الجنائز ، كتاب الجنائز ۔شرح النقایہ ص۱۴۰ ج۱، باب صلوة الجنائز ، كتاب الصلوة، مکتبہ اعزازیہ، دیوبند)

مسئلہ:......جو بچہ عقل نہ رکھتا ہو اس کی تعزیت نہیں ہے۔(موسوعہ فقہیہ ص۳۳۰ ج۱۲)

مسئلہ:......عورتوں کا تعزیت کے لئے جانا جائز ہے۔

مسئلہ:......کافر اور غیر مسلم کی تعزیت کے لئے جانا جائز ہے۔

مسجد میں تعزیت کے لئے بیٹھنا

مسئلہ:......مضائقہ نہیں ہے کہ اہل مصیبت اپنے گھر میں یا مسجد میں تین دن غمخواری و تعزیت کے لئے بیٹھنے کا انتظام کریں، اور لوگ ان کے پاس تعزیت کے لئے آتے رہیں، اس میں کوئی گناہ نہیں، لیکن خلاف اولی ہے، پس مصیبت میں تین دن تک بیٹھنا جائز و رخصت ہے، اور اس کا چھوڑنا احسن واولی ہے۔

''والجلوس للمصيبة ثلاثة ايام رخصة وتركه احسن''۔

(عالمگیری ص۱۸۳ ج۳، باب فی الجنازة، الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مكان الى آخر كتاب الصلوة، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

مسئلہ:......بعض کے نزدیک مسجد میں تعزیت کے لئے بیٹھنا میں مکروہ ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص۵۴۳ ج۲، تعزیت کا بیان)

نوٹ:...... ہمارے یہاں برطانیہ میں عامۃً مکانات چھوٹے ہوتے ہیں، اور تعزیت کے لئے آنے والوں کی کثرت رہتی ہے، اس لئے مساجد میں تعزیت کے لئے بیٹھنا جائز ہے۔ ہاں جماعت خانہ میں نہ بیٹھے، جماعت خانہ کے علاوہ مسجد کے کسی ہال یا کمرہ میں بیٹھنا چاہئے۔

''و اما الجلوس فی المسجد للمصيبة فمكروه، لانه لم يبن له، وعن الفقيه ابى الليث: انه لا بأس به، لان النبى صلى الله عليه وسلم حين بلغه قتل جعفر و زيد

بن حارثة رضی الله عنهما جلس فی المسجد و الناس یأتونه و یعزونه ''۔

(بحر الرائق ص۳۶۲ ج۲، باب ما یفسد الصلوة و ما یکره فیها ، کتاب الصلوة ۔ ط: زکریا، دیوبند)

''لکن فی الظهیریة : لا بأس به لأهل المیت فی البیت أو المسجد و الناس یأتونهم و یعزونهم ''۔

(شامی ص۱۴۹ ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب: فی کراهة الضیافة من اهل المیت ، کتاب الصلوة ، ط : مکتبة الباز ، مکة المکرمة)

''و لا بأس لأهل المصیبة ان یجلسوا فی البیت أو فی المسجد ثلا ثة ایام و الناس یأتونهم و یعزونهم ''۔

(عالمگیری ص۱۸۳ ج۳، باب فی الجنازة ، الفصل السادس فی القبر و الدفن و النقل من مکان الی آخر کتاب الصلوة ، ط : دار الکتب العلمیة ، بیروت)

''و الجلوس فی المسجد لغیر الصلوة جائز و للمصیبة''۔

(خلاصة الفتاوی ص۲۳۰ ج۱، باب فی الجنازة)

عورتوں کے لئے بھی اب مسجد ہی میں بیٹھنے کا انتظام ہے، اس لئے ضروری ہے کہ عورتوں کا دروازہ علیحدہ ہو، اور مردوں سے اختلاط نہ ہونے پائے۔ اسی طرح عورتوں کو تاکید کرنی چاہئے کہ علیحدہ کمروں میں بھی آہستہ آواز سے تلاوت و ذکر میں اپنے اوقات گذاریں، اور اس طرح زور سے بات چیت نہ کریں کہ مردوں تک ان کی آواز پہنچے۔

اسی طرح نماز کے اوقات میں حتی الامکان عورتیں مسجد سے باہر آنے جانے سے پرہیز کریں۔ الغرض پوری احتیاط رکھیں۔

نوٹ:......فقہاء کی رائے مسجد میں تعزیت کے لئے بیٹھنے میں مختلف ہے، بعض جواز کے

قائل ہیں ،اور بعض عدم جواز کے۔تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ: اگر مسجد کے آداب کی رعایت کی جائے تو جائز ہے،اور اگر مسجد کے آداب کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو جائز نہیں۔

اسی طرح یہ تطبیق بھی ہوسکتی ہے کہ: جماعت خانہ میں بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہئے، شرعی مسجد کے جماعت خانہ میں بیٹھنا مکروہ ہے، اور مسجد کے ساتھ ملحق حجروں یا صحن میں بیٹھنے میں کراہت نہیں ہوگی۔

غیر مسلم کی تعزیت

مسئلہ:......غیر مسلم کے وارثوں کی تعزیت کرنا جائز ہے۔

’’امداد المفتین‘‘ میں ہے:

کافر کی عیادت جائز ہے اور جب مر جائے تو اس کے وارثوں کی تعزیت بھی جائز ہے۔

(امداد المفتین اول و دوم،ص ۳۶۶،امدادیہ،دیوبند۔فتاوی دار العلوم زکریا ص ۱۷۷ ج ۲)

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’وفی النوادر : جار یهودی او مجوسی مات ابن له او قریب ینبغی ان یعزیه‘‘۔

(شامی ص ۵۵۷ ج ۹، باب الاستبراء وغیره ، فصل فی البیع ، کتاب الحظر والاباحة ، ط : مکتبة الباز ، مکة المکرمة)

غیر مسلم کی تعزیت کا مضمون کیا ہو؟

غیر مسلم کی تعزیت اس مضمون سے کی جائے کہ: اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔’’ویقول : اخلف الله علیک خیرا منه ، واصلحک وکان معناه اصلحک الله بالاسلام یعنی رزقک الاسلام و رزقک ولدا مسلما‘‘۔(حوالہ بالا)

آپ ﷺ تعزیت کے لئے تشریف لے جاتے تھے

(۱)......عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یعزی المسلمین فی مصایبهم۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۹۵ ج۳، باب التعزیة ، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۶۰۷۱)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن القاسم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ لوگوں کی مصیبت اور پریشانیوں میں تعزیت اور تسلی وصبر کی تلقین کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

آپ ﷺ تعزیت کی ترغیب دیتے تھے

(۲)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ مصیبت زدہ کی تعزیت کی ترغیب دیتے تھے۔(کشف الغمہ ص۱۷۴۔شمائل کبری ص ج۴۸۳ ج۱۰)

تعزیت کے فضائل

تعزیت کرنے والے کو مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملتا ہے

(۳)......عن عبد الله رضی الله عنه ، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : من عزّی مُصابا فله مثلُ اجره۔

(ترمذی، باب ما جاء فی اجر من عزّی مصابا ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۰۷۳۔

ابن ماجہ، باب ما جاء فی ثواب من عزی مصابا ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۶۰۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: تعزیت کرنے والے کو مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملتا ہے۔

تشریح:...... مصیبت عام ہے خواہ کسی کے مرنے کی مصیبت ہو یا کوئی مالی یا غیر مالی آفت ٹوٹ پڑی ہو، اسی طرح تسلی دینا بھی عام ہے خواہ مصیبت زدہ کے پاس جا کر تسلی دے یا خط وغیرہ کے ذریعہ تسلی دے، ہر صورت میں تسلی دینے والے کو بھی ایسا ہی ثواب ملتا ہے، جیسا مصیبت زدہ کو صبر کرنے پر ملتا ہے۔ (مگر دونوں کے اجر میں برابری ضروری نہیں) اور اس کی تین وجوہ ہیں:

(اول)...... تسلی دینے والا مصیبت زدہ کے صبر کا باعث بنتا ہے، یعنی اس کے تسلی دینے سے مصیبت زدہ کو صبر آ جاتا ہے، اور حدیث میں ہے: '' الدَّالُّ علی الخیر کفاعله ''یعنی جو خیر کا راستہ بتائے اس کو بھی خیر پر عمل کرنے والے کی طرح ثواب ملتا ہے۔

(مجمع الزوائد ص۲۲۴ ج۱، باب فیمن نشر علما أو دلّ علی خیرٍ أو علّم القرآن، کتاب العلم، رقم الحدیث:۷۶۲)

(دوم)...... جو مصیبت زدہ کے پاس حاضر ہوتا ہے وہ بھی مصیبت زدہ کی طرح بے قرار ہوتا ہے اور وہ بھی صبر کرتا ہے، پس ہر ایک کو اس کے صبر کا اجر ملتا ہے۔

(سوم)...... جس کا کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے، اس کی صورت، اور اس کو تسلی دینے کی صورت ایک جیسی ہوتی ہے، کیونکہ تسلی دینے والا اس صدمہ کو اپنا صدمہ تصور کرتا اور عالم مثال (آخرت) کا مدار مماثلت پر ہے یعنی عمل کی جزا عمل کے مشابہ ہوتی ہے، اس لئے جو ثواب میت کے پسماندگان کو ملتا ہے وہی ثواب تسلی دینے والے کو بھی ملتا ہے دونوں کا عمل ایک جیسا ہے، اس لئے دونوں کی جزاء بھی ایک جیسی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ص۴۸۹ ج۳)

تعزیت کرنے والے کو جنت میں ایک چادر پہنائی جائے گی

(۴)...... قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من عَزّی ثَکْلَی کُسِیَ بُردا فی

الجنّۃ۔(ترمذی، باب آخر فی فضل التعزیۃ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۰۷۳)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بچہ گم کرنے والی عورت (یعنی وہ عورت جس کا بچہ مرگیا ہے) کی تعزیت کی اس کو جنت میں ایک چادر پہنائی جائے گی۔

تشریح:......چادر پہنانے کا رواج پہلے تھا، جب کوئی بڑا آدمی آتا تھا تو اس کو چادر پہناتے تھے، یہ بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا، اسی طرح شادیوں میں بھی قریبی رشتہ داروں کو چادر پہناتے تھے۔ پس جس عورت کا بچہ مرگیا، اور اس کو کسی نے تسلی دی تو آخرت میں اس کا اعزاز کیا جائے گا، اور جنت میں اس کو چادر پہنائی جائے گی۔(تحفۃ الالمعی ص۴۹۱ ج۳)

تعزیت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عرش کے سائے میں جگہ دیں گے

(۵)......عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : قال موسی علیہ السلام لربہ عز وجل : ما جزاء من عزی الثکلی ؟ قال : اجعلہ فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص۳۳۴، باب تعزیۃ اولیاء المیت ، رقم الحدیث:۵۸۷)

ترجمہ:......حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے پوچھا: جو کسی عورت کی تعزیت کرے جس کا بچہ مرگیا ہو، اس کا کیا اجر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اس کو میرے (عرش کے سائے) میں جگہ دوں گا جس دن میرے عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

تعزیت کرنے والے کو اللہ قیامت کے دن اکرام کا جوڑا پہنائیں گے

(۶)......عن محمد بن عمر بن حزم یحدث عن ابیہ ، عن جدہ رضی اللہ عنہ عن

النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال : ما من مؤمن یُعزِّی اخاہ بمصیبۃ الّا کساہ اللہ سبحانہ من حُلَل الکرامۃ یوم القیامۃ۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی ثواب من عزی مصابا ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۶۰۱)

ترجمہ:......حضرت محمد بن حزم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کی مصیبت میں تعزیت کی تو اللہ تعالی اسے قیامت کے دن اکرام و اعزاز کا جوڑا پہنائے گا۔

تعزیت کرنے والے کو ایسا حلہ پہنایا جائے گا جس پر لوگ غبطہ کریں گے

(۷)......عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : من عزّی اخاہ المؤمن من مصیبۃ کساہ اللہ یوم القیامۃ حلۃ خضراء یحبر بھا یوم القیامۃ قیل : یا رسول اللہ ما یحبر ؟ قال : یغبط۔

(تاریخ بغداد ص۳۹۷ ج۷،(بیروت)۔فتاوی دارالعلوم زکریا ص۹۹۷ ج۲)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کسی مؤمن کی مصیبت میں تعزیت کرے تو اللہ تعالی اسے قیامت کے دن ایسا سبز حلہ پہنائیں گے جس پر لوگ غبطہ اور رشک کریں گے۔

(۸)......عن ابی عبد اللہ السلمی عن علمائھم قال : من عزّی مؤمنا بمصیبۃ دخلت علیہ ، کساہ اللہ یوم القیامۃ رداء یحبر بہ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۹۶ ج۳، باب التعزیۃ ، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۶۰۷۴)

ترجمہ:......حضرت ابوعبداللہ السلمی اپنے علماء سے نقل کرتے ہیں کہ: کسی مؤمن پر مصیبت آپڑے اور کوئی اس کی تعزیت کرے تو اللہ تعالی اسے قیامت کے دن ایسی چادر پہنائیں

گے جس پر لوگ رشک کریں گے۔

تعزیت کرنے والے کو ایمان کی ایسی چادر پہنائی جائے گی جو آگ سے بچنے کا پردہ ہوگی

(۹)......عن الحجاج قال : حدثنی ابو عمرة شیخ من بنی تمیم قال : یقال: معزی المصائب یکسی رداء من ایمان یکون له سترا من النار۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۹۶ ج۳، باب التعزیة ، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۶۰۷۲)

ترجمہ:......مصیبت زدہ کی تعزیت کرنے والے کو ایمان کی ایسی چادر پہنائی جائے گی جو آگ سے بچنے کا پردہ ہوگی۔

تعزیت کرنے والے کو ایمان کا لباس پہنایا جائے گا

(۱۰)......سأل ابراهیم ربه : أی رب ! ما جزاء من یبُلُّ الدمع وجهه من خشیتک ؟ قال : صلواتی ، فقال : فما جزاء من یُصبِّر الحزین ابتغاء لوجهک ؟ قال : أکسوه ثیابا من الایمان یتبوَّأ بها الجنة ، ویتّقی بها النار، قال : فما جزاء من یسُدّ الارملة ابتغاء وجهک ؟ قال : وما یسُدّ ؟ قال : یرویها اقیمه فی ظلّی وأدخله جنتی ، قال : فما جزاء من تبع الجنازة ابتغاء وجهک ؟ قال : یصلی ملا ئکتی علی جسده ویشیِّع روحه ، قال : وکان فیه عیادة المریض فنسیتها۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۹۶ ج۳، باب التعزیة ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۰۷۳)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ : اے میرے رب ! اس شخص کی جزا کیا ہوگی جس کا چہرہ تیری خشیت کی وجہ سے آنسوؤں سے تر

ہو جائے؟ اللہ تعالی نے فرمایا: میری رحمت۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے سوال کیا کہ: اس شخص کی جزا کیا ہوگی جو تیری رضا کے حصول کے لئے غمگین شخص کو صبر کی تلقین کرتا ہے؟ اللہ تعالی نے فرمایا: میں اسے ایمان کا لباس پہناؤں گا جس کے ذریعہ وہ جنت میں ٹھکانہ حاصل کرے گا، اور جس کے ذریعہ وہ جہنم سے بچ جائے گا۔ (حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے) دریافت کیا: اس شخص کی جزا کیا ہوگی جو تیری رضا کے حصول کی خاطر جنازہ کے ساتھ جائے؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا: میرے فرشتے اس کے جسم پر رحمت نازل کریں گے اور اس کی روح کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ: اس روایت میں بیمار کی عیادت کرنے والے شخص کی جزا کا بھی ذکر تھا، لیکن وہ بات میں بھول گیا۔

عورتوں کا تعزیت کے لئے جانا

(۱۱)......عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنه قال : قبرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم– يعنى ميّتًا– فلما فرغنا انصرف رسولُ الله صلى الله عليه وسلم وانصرفنا معه' فلما حاذى بابَهُ وقف ' فاذا نحن بامرأة مُقبِلةٍ ، قال : اظنّه عرفها، فلما ذهبَتْ اذا هى فاطمة، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما اخرجکِ يا فاطمة من بيتکِ؟ قالت: اتيتُ يا رسول الله اهل هذا البيت ، فرَحَّمْتُ اليهم ميِّتهم او عزَّيتُهُم به، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم : فلعلّکِ بلغتِ معهم الكُدى ؟ قالت : معاذ الله ' وقد سمعتُک تذكر فيها ما تذكر ، قال : لو بلغتِ معهم الكُدى ' فذكر تشديدًا فى ذلک۔

(ابوداؤد، باب التّعزية ، اوّل كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۱۲۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک میت کو دفنایا، جب ہم اس کام سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ وہاں سے واپس ہوئے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ لوٹ آئے، جب آپ میت کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو آپ ﷺ ٹھہر گئے، دیکھا ایک عورت سامنے سے چلی آرہی ہے، راوی کہتے ہیں کہ: میرا خیال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس عورت کو پہچان لیا تھا، جب وہ عورت چلی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تھا کہ: اے فاطمہ! تم اپنے گھر سے کس وجہ سے باہر نکلیں؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں میت کے گھر والوں کے پاس آئی تھی تا کہ میں ان کے مردہ کے لئے دعائے رحمت (ومغفرت) کروں، یا یہ کہا کہ: ان سے تعزیت کروں، آپ ﷺ نے دوسرا سوال کیا: شاید تم لوگوں کے ساتھ قبرستان تک گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: معاذ اللہ! (یہ کیسے ہوسکتا ہے؟) میں اس سلسلہ میں آپ کی وعید سن چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کے ساتھ قبرستان جاتیں تو.....آپ ﷺ نے اس کے بارے میں ایک سخت بات کہی۔

تشریح:......اس روایت سے معلوم ہوا کہ تعزیت جائز ہے، اور اس کے لئے عورت کا نکلنا بھی جائز ہے۔

(ملخصا من حاشية النسائی لعلامة السيوطی والسندھی رحمهما الله۔شرح النسائی ص۲۸۳ ج ۳)

بذریعہ خط تعزیت

آپ ﷺ کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے نام تعزیتی گرامی نامہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے

تعزیتی گرامی نامہ ارسال فرمایا۔

(۱۲)......عن معاذ بن جبل رضی الله عنه ، انه مات ابن له فكتب اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم يعزيه بابنه فكتب اليه :

بسم الله الرحمن الرحيم

من محمد رسول الله الى معاذ بن جبل ،　　　سلام عليك ،

فانى احمد اليك الله الذى لا اله الا هو ، اما بعد ! فاعظم الله لك الاجر ، والهمك الصبر ، ورزقنا واياك الشكر ، فان أنفسنا وأموالنا وأهلنا من مواهب الله الهنيئة ، وعواريه المستودعة ، متعك الله به فى غبطة و سرور ، وقبضه منك بأجر كثير الصلوة والرحمة والهدى ، ان احتسبته، فاصبر ولا يحبط جزعك اجرك فتندم ، واعلم ان الجزع لا يرد ميتا ، ولا يدفع حزنا ، وما هو نازل ، فكأن قدٍ والسّلام۔

(مجمع الزوائد ص ۶۰ ج ۳، باب التعزية ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۳۹۵۶۔طبرانی کبیر ص ۱۵۶ ج ۲۰، رقم الحديث: ۳۹۵۶۔طبرانی اوسط ص ۶۰ ج ۳، رقم الحديث: ۸۳۔مستدرک حاکم ص ۳۴۱ ج ۳، كتاب معرفة الصحابة ، رقم الحديث: ۲۷۳۱۳ (۵۱۹۳))

ترجمہ:......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ان کے لڑکے کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ان کے بیٹے کی تعزیت میں تحریر فرمایا کہ:

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے،　　　تم پر سلامتی ہو،

میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، حمد وثنا

کے بعد اللہ تعالی تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے، اور صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر کی توفیق نصیب فرمائے، اس لئے کہ بے شک ہماری جانیں اور ہمارا مال اور ہماری بیویاں اور ہماری اولاد (سب) اللہ بزرگ و برتر کے مبارک عطیے (جو) عاریت کے طور پر سپرد کی ہوئی چیزیں ہیں جن سے ہمیں ایک خاص مدت تک فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا ہے، اور مقررہ وقت پر اللہ تعالی ان کو واپس لے لیتے ہیں، پھر ہم پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ جب وہ عطا کرے تو ہم شکر ادا کریں، اور جب وہ آزمائش کرے (اور ان کو واپس لے لے) تو صبر کریں، تمہارا بیٹا بھی اللہ تعالی کی ان خوشگوار نعمتوں اور سپرد کی ہوئی امانتوں میں سے ایک امانت تھا، اللہ تعالی نے تمہیں اس سے قابل رشک اور لائق مسرت صورت میں نفع پہونچایا، اور (اب) اجر عظیم رحمت و مغفرت اور ہدایت کے بدلہ اسے اٹھالیا، اگر تم ثواب چاہتے ہو تو صبر کرو کہیں تمہاری بے صبری (اور تمہارا رونا دھونا) تمہارا ثواب نہ لے جائے، پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے، اور یاد رکھو کہ رونا دھونا کوئی چیز لوٹا کر نہیں لاتا، اور نہ ہی غم و اندوہ کو دور کرتا ہے، اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا، اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا، والسلام۔

آپ ﷺ کے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے نام تعزیتی نامہ کی حقیقت

نوٹ:...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کی وفات پر رسول اللہ ﷺ کے جس تعزیت نامہ کا ذکر کیا گیا ہے، بعض محدثین کو اس کی صحت میں کلام ہے، اس لئے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کی وفات آپ ﷺ کے وصال مبارک کے دو سال بعد ہوئی ہے، اس لئے یہ تعزیت نامہ کسی صحابی رضی اللہ کا ہے، نبی کریم ﷺ کا نہیں، مگر ہم نے محدثین کی ایک جماعت کے اعتماد پر نقل کر دیا ہے، واللہ

اعلم۔

''کل ھذہ الروایات ضعیفة لا تثبت ، فان وفاة ابن معاذ کانت بعد وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسنتین ، وانما کتب الیہ بعض الصحابة فوھم الراوی فنسبھا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، وکان معاذ اعلم واجل من ان یحزع و یغلبہ الجزع عن الاسلام ''۔(تقریب البغیۃ ص۱۱)

''واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات ، وقال: کل ھذہ الروایات ضعیفة لا تثبت ، فان وفاة ابن معاذ کانت بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسنتین ، وانما کتب الیہ بعض الصحابة فتوھم الراوی فنسبھا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''۔(کنز العمال ص۷۴۵ ج۵۔شمائل کبری ص۴۸۸ ج۱۰)

یہ بات واقعی قرین قیاس ہے کہ یہ تعزیت نامہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا ہے، نبی کریم ﷺ کا نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ایک ہی صاحبزادے تھے، جن کا نام (حضرت) عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) تھا۔صاحب استیعاب کا بیان ہے کہ یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ یرموک میں شریک تھے، اور.........حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پہلے ان کی وفات ہوئی۔

(سیر الصحابہ ص۱۵۵ ج۳، حصہ۵، سیر انصار دوم)

نوٹ:...یرموک کا معرکہ:۱۳ھ یا۱۵ھ میں پیش آیا۔(تاریخ ابن کثیر اردو ص۱۵ ج۴، حصہ:۷)

آپ کے وصال مبارک پر حضرت خضر علیہ السلام کی تعزیت

(۱۳)......ایک طویل حدیث میں ہے: فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجائت التعزیة سمعوا صوتا من ناحیة البیت : السلام علیکم اھل البیت ورحمة

الـلـه وبـركـاتـه ، ان فى الله عزاء من كل مصيبة ' وخلفا من كل هالك ' ودركا من كـل فـائـت ، فبـالله فاتقوا و اياه فارجوا، فانما المصاب من حرم الثواب ، فقال على رضى الله عنه : أتدرون من هذا ؟ هو الخضر عليه السلام۔

(رواه البيهقى فى دلائل النبوة ص۵۵۰ ج۲۔مشکوۃ ص۵۵۰، باب وفاة النبى صلى الله عليه وسلم ،آخری حدیث)

ترجمہ:...... جب رسول کریم ﷺ کا وصال ہو گیا اور ایک تعزیت کرنے والا (اہل بیت کو تسلی دینے) آیا تو لوگوں نے گھر کے ایک گوشہ سے آتی ہوئی آواز سنی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے: اے اہل بیت اور وہ لوگ جو یہاں موجود ہیں! تم پر سلامتی ہو، اللہ کی مہربانی اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی کتاب (یا اللہ کے دین) میں ہر مصیبت کے وقت تسکین وتسلی کا سامان موجود ہے، اللہ تعالی ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ عطا کرنے والا ہے اور ہر فوت ہونے والی شئی کا تدارک کرنے والا ہے، جب صورت یہ ہے تو اللہ کی مدد سے تقوی اختیار کرو، اس سے امید رکھو، مصیبت زدہ حقیقت میں وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ جانتے ہوں (تعزیت وتسلی کے الفاظ کہنے والے) یہ کون شخص ہیں؟ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

(مظاہر حق، ص۵۹۴ ج۵)

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

" ولـمـا تـوفـى صلى الله عليه وسلم عزَّتهُمُ الملا ئكة : السلام عليكم ورحمة الـلـه وبـركـاتـه ، ان فى الله عزاء من كل مصيبة ' وخلفا من كل فائت ' فبالله فتقوا وايـاه فـارجـوا، فـانـمـا الـمـحـروم مـن حرم الثواب ، و السلام عليكم ورحمة الله

وبر کاته ، رواه الحاكم فی مستدركه عن جابر ، ثم قال : ودخل رجل اشهب اللحية جسيم ' صبيح ' فتخطی رقابهم فبكی ثم التفت الی الصحابة فقال : ان فی الله عزاء من كل مصيبة ' وعوضا من كل فائت ' وخلفا من كل هالک ، فالی الله فانيبوا واليه فارغبوا ، ونظره اليكم فی البلاء ، فانظروا فانما المصاب من لم يجبر وانصرف ، فقال ابو بكر و علی رضی الله عنهما : هذا الخضر عليه السلام"۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۲۵۴ ج۱۱)

جاہلیت کے طریقہ پر تعزیت پر وعید

(۱۴)......عن أُبی بن كعب رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: اذا رأيتم الرجل يتعزّی بعزاء الجاهلية ، فأعضوه [بهن ابيه] ، ولا تكنوا۔

(مجمع الزوائد ص۶۰ ج۳، باب التعزية ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۹۵۶۔ طبرانی کبیر ص۱۵۶ ج۲۰، رقم الحديث:۵۳۲۔ كنز العمال ، رقم الحديث:)

ترجمہ:......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ جاہلیت کے طریقہ پر تعزیت کرے تو اسے دور کردو، اور اس کو کسی کنیت کے ساتھ بھی مت پکارو۔

(۱۵)......عن أُبی بن كعب رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من تعزی بعزاء الجاهلية ، فأعضوه بهن ابيه ، ولا تكنوا۔

(كنز العمال ، ذم اخلاق الجاهلية والتفاخر بالآباء ، رقم الحديث:۱۳۰۳)

ترجمہ:......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جاہلیت کے طریقہ پر تعزیت کرے تو اسے دور کردو، اور اس کو کسی کنیت کے ساتھ بھی

مت پکارو۔

حضرت نبی کریم ﷺ کے تعزیتی ارشادات

(۱)......عن انس بن مالک رضی الله عنه قال :دخلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابى سيف القَيْنِ ، وكان ظِئرًا لابراهيم ، فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ابراهيم فقبَّله وشمَّه ، ثم دخلنا عليه بعد ذلک وابراهيم يجُودُ بنفسه ، فجعلت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تذرفان ، فقال له عبد الرحمن بن عوف رضی الله عنه : وانت یا رسول الله ؟ فقال : یا ابن عوف ! انها رحمة ، ثم اتبعَها بأُخرى ، فقال صلى الله عليه وسلم : انّ العين تدمع ، والقلب يحزن ، ولا نقول الا ما يرضى ربُّنا ، وانّا بفِراقِک یا ابراهیم لمحزونون۔

(بخاری، باب قول النبی صلى الله عليه وسلم : انا بفراقک لمحزونون ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۳۰۳)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے پاس گئے اور وہ (حضرت) ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے رضاعی والد تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور ان کو بوسہ دیا اور سونگھا پھر اس کے بعد ہم ان کے پاس گئے اور اس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنی جان کی سخاوت کر رہے تھے، پس رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھیں سخاوت کرنے لگیں، پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ (بھی رو رہے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ آنسو رحمت ہیں، پھر دوبارہ آنسو بہے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آنکھ رو رہی ہے، اور دل غمگین ہے، اور ہم

صرف وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہے، اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غم زدہ ہیں۔

تشریح:......حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ذوالحجہ:۸ھ میں پیدا ہوئے۔ واقدی کو جزم ہے کہ: ۱۰/ربیع الاول ۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ ابن حزم نے کہا کہ: ان کی عمر:۱۶/ماہ اور آٹھ دن تھی۔ محمود بن لبید سے روایت ہے کہ ان کی عمر:۱۸/ماہ تھی۔

(عمدۃ القاری ص۱۴۹ ج ۸۔ نعمۃ الباری ص۶۲۴ ج ۳)

(۲)......عن ابی خالد الوالبِیّ رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم عزّی رجلا ، فقال : یرحمه الله و یاجرک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷۸ ج ۷، باب فی الرجل یُعزّی ما یقال له ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۲۱۹۷۔ سنن کبری بیہقی ص۴۱۳ ج ۵، باب ما یقول للتعزیة من الترحم علی المیت وادعاء له ولمن خلف ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۷۱۹۳)

ترجمہ:......حضرت خالد الوالبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب کی تعزیت کی تو فرمایا: اللہ تعالی اس (مرحوم) پر رحم فرمائے اور آپ کو اجر دیں۔

(۳)......ان رجلا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم کان له ابن قد ادرک ، وکان یأتی مع ابیه الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ، ثم انه قد توفی، فوجد علیه ابوه قریبا من ستة ایام لا یأتی النبی صلی الله علیه وسلم ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : لا اری فلانا ؟ قالوا : یا رسول الله ! ابنه توفی فوجد علیه، فقال له النبی صلی الله علیه وسلم لمّا رآه : أتحب لو ان عندک ابنک کأحسن الصبیان واکیسهم ، أتحب لو ان عندک ابنک کأجرا الصبیان جرأة ، أتحب لو ان

عندک ابنک کھلا کأفضل الکھول وأسراھم ، أو یقال لک : ادخل الجنة بثواب ما قد اخذنا منک۔(کنز العمال ، التعزیة ، رقم الحدیث:۴۲۹۶۰)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے جو بالغ ہوگئے ، اور اپنے والدصاحب کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آتے ، پھران کا انتقال ہوگیا تو ان کے والد چھ دن تک اس پرغم کرتے رہے ، اورآپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے،آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے فلاں صاحب کونہیں دیکھتا ہوں؟لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے بیٹے فوت ہوگئے جس کا انہیں صدمہ ہے۔آپ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہوکہ تمہارا بیٹا سب بچوں میں خوبصورت ، سب سے عقلمند ہوتا؟ کیاتم یہ چاہتے ہوکہ تمہارابیٹا سب سے زیادہ جرأت مند ہوتا؟ کیاتم پسند کرتے ہوکہ تمہارے(سامنے)بوڑھا ہوتا اورسب سے زیادہ افض اور مال دار ہوتا؟(یااس کے بدلہ میں)تمہیں کہا جاتا: جوہم نے تم سے لیااس کے بدلہ میں جنت میں داخل ہوجاؤ۔

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے تعزیتی کلمات

(۴)......کان ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنه : اذا عزی رجلا قال : لیس مع العزاء مصیبة ، ولیس مع الجزع فائدة ، الموت اھون ما قبله واشد ما بعده ، اذکروا فقد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تصغر مصیبتکم واعظم اللہ اجرکم۔

(کنز العمال ، التعزیة ، رقم الحدیث:۴۲۹۵۸)

ترجمہ:......حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ جب کسی کی تعزیت کرتے تو فرماتے:تعزیت کے ساتھ مصیبت (باقی)نہیں رہتی ، اور واویلا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں،موت سے پہلے کا مرحلہ آسان ہےاوراس کے بعدوالا مشکل ہے۔رسول اللہ ﷺ کی کمی (غیر موجودگی) کو

یاد کرو تمہاری مصیبت کم ہو جائے گی، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اجر میں اضافہ فرمائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعزیتی کلمات

(۵)......کان عزی علی بن ابی طالب رضی الله عنه الاشعث ابن قیس علی ابنه فقال : ان تحزن فقد استحقت منکم الرحم ، وان تصبر ففی الله خلف من ابنک ، انک ان صبرت جری علیک القدر وانت مأجور ، وان فزعت جری علیک و انت مأثوم۔(کنز العمال ، التعزیة ، رقم الحدیث:۴۲۹۵۹)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس سے ان کے بیٹے کی تعزیت کی تو فرمایا: اگر تم غم کرو تو تمہاری رشتہ داری اس کی مستحق ہے، اور اگر صبر کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے بیٹے کا بدل عطا فرمائیں گے، (دیکھو!) اگر صبر کرو تو جو تمہاری تقدیر میں ہے اس نے ہو کر رہنا ہے، لہٰذا تمہیں اجر ملے گا، اور اگر واویلا اور بے صبری کرو گے تو تقدیر پھر بھی (غالب) آئے گی اور تمہیں گناہ ہوگا۔

حضرت ابن زبیر اور حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما کے تعزیتی کلمات

(٦)......عن داود بن نافد قال : قلتُ لعبید الله بن عبید : کیف کانا هذان الشّیخان یُعزّیان– یعنی ابن الزبیر و عبید بن عُمیر ؟– قال : کانا یقولان : اعقبک الله علی المتقین صلواتٍ منه و رحمة ، وجعلک من المهتدین ، و اعقبک کما اعقب عباده الانبیاء والصّالحین ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۸۹ ج ۷، باب فی الرجل یُعزّی ما یقال له ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۲۲۰۰)

ترجمہ:......حضرت داود بن نافد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبید اللہ بن عبید

رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ: یہ دونوں حضرات شیخین - یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما - کس طرح تعزیت (کے وقت تسلی کے الفاظ) فرماتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: یہ دونوں حضرات اس طرح فرماتے: اللہ تعالی تمہیں متقین والا ٹھکانہ عطا فرمائے، جس میں مغفرت اور رحمت ہو، اور تمہیں ہدایت پانے والوں میں سے بنائے، اور تمہیں (آخرت میں) حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صالحین کی طرح جگہ دیں۔

شمر رحمہ اللہ کے تعزیتی کلمات

(۷)......عن شِمر ، انه كان اذا عزّى مُصابا ، قال : اصبر لحكم الله ربک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۷۸ ج ۷، باب فی الرجل يُعزّى ما يقال له ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۲۱۹۸)

ترجمہ:......حضرت شمر رحمہ اللہ جب کسی کی تعزیت کرتے تو فرماتے: اپنے رب اللہ تعالی کے حکم کے آگے صبر کرو۔

تعزیت کے چند آداب

تعزیت ایک مرتبہ ہے

(۱)......التعزية مرة۔

(كنز العمال ،[الديلمى عن عثمان] ، تهئة العطام لاهل الميت ، رقم الحديث:۴۲۶۲۸)

ترجمہ:......تعزیت ایک مرتبہ ہے۔

''وروى الحسن بن زياد عن ابى حنيفة رحمه الله : اذا عزى اهل الميت مرة فلا ينبغى للذى عزاه ان يعزى مرة اخرى''۔

(فتاوی تاتارخانیہ ص۹۴ ج۳، فصل فى التعزية والماتم ، كتاب الصلوة ، رقم :۳۸۰۴)

مسئلہ:...... جب اہل میت کو ایک دفعہ تعزیت کردی تو دو بارہ ان کی تعزیت نہیں کرنی چاہیئے ،یعنی ایسا کرنا مکروہ ہے۔(عمدۃ الفقہ ص۵۴۴ ج۲،تعزیت کا بیان)

کبھی کھڑے کھڑے بھی بغیر بیٹھے ہوئے مختصر تعزیت کی جاسکتی ہے

(۲)......قلنا لعبد الرزاق : وكيف يُعزَّى؟ قال : بلغنى ان الحسن رحمه الله مرّ باهل ميتٍ فوقف عليهم ، فقال : اعظم الله اجركم وغفر الله لصاحبكم ، ثم مضى و لم يقعد۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۹۶ ج۳، باب التعزية ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۶۰۷۴)

ترجمہ:...... صاحب مصنف امام عبد الرزاق رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ :تعزیت کیسے کی جائے؟ تو فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جب کسی اہل میت کے پاس سے گذرتے تو (تھوڑی دیر)ان کے پاس کھڑے ہوکر فرماتے :''اللہ تعالی تمہارے

اجر کو زیادہ کریں، اور تمہارے ساتھی کی مغفرت فرمائیں'' پھر تشریف لے جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے۔

تشریح:...... جب کسی سے خاص تعلق نہ ہو تو اس کی تعزیت اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ: کھڑے کھڑے مختصرا چند دعائیہ اور تسلی کے جملے کہہ دیئے جائیں۔

کبھی اہل خاندان سے دوست کی جدائی کا غم زیادہ ہوتا ہے

(۳)......قلنا له من يُعزَّى؟ قال : يُعزَّى كلّ حزينٍ ، فقد يكون الرّجل حَزينا لصاحبه واخيه اشدّ من حُزن اهله عليه۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۹۶ ج۳، باب التعزية ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۶۰۷۴)

ترجمہ:...... صاحب مصنف امام عبدالرزاق رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ: تعزیت کس کی' کی جائے؟ تو فرمایا: ہر اس شخص کی تعزیت کی جائے جسے غم لاحق ہو، کیونکہ بعض اوقات آدمی کو اپنے ساتھی اور بھائی کا غم اس سے زیادہ ہوتا ہے جتنا اپنے اہل خانہ کا غم نہیں ہوتا۔

تشریح:...... بعض مرتبہ خاندان والوں کی بنسبت کسی ایسے دوست اور رفیق کی جدائی کا غم زیادہ ہوتا ہے، جس کا احسان اور حق رفاقت زیادہ ہو۔

تعزیت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

(۴)......تعزیت میں دو باتیں ہوتی ہیں: ایک تو میت کے گھر والوں کو تسلی دینا اور صبر کی تلقین کرنا، اور دوسری یہ کہ: میت کے لئے مغفرت کی دعاء کرنا، اور دعاء مغفرت کے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کا ثبوت روایات میں ملتا ہے، لہذا ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کی گنجائش ہے لیکن چونکہ تعزیت میں اکثر میت کے اہل خانہ کو تسلی اور صبر کی تلقین ہوتی ہے، اس لئے ہاتھ نہ اٹھانا بہتر ہے، ہاں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا ص۸۰۲ ج۲)

حدیث شریف میں ہے:

عن ابی موسی رضی الله عنه قال : لمّا فرغ النبی صلی الله علیه وسلم من حُنین ، بعث ابا عامرٍ علی جیشٍ الی اوطاسٍ، فلقِی دُرید بن الصمة فقُتِل دُرید و هزم الله اصحابَه ، قال ابو موسی رضی الله عنه : وبعثنی مع ابی عامرٍ فرُمی ابو عامرٍ فی رُکبتِه ، رماه جُشَمِیٌّ بسهمٍ فأثبته فی رُکبته فَانتهیتُ الیه ..... قال : یا ابن اخی أقرئِ النبی صلی الله علیه وسلم السلام وقل له : اِستغفِر لی واستخلفَنِی ابو عامرٍ علی النّاس فمکث یسیرًا ثم مات فرجعتُ فدخلتُ علی النبی صلی الله علیه وسلم فی بیته علی سریرٍ مُّرْمَلٍ و علیه فِراش قد اثَّر رِمال السَّریر بظهره وجنبَیْه فاخبرتُه بخبرنا و خبرِ اَبی عامرٍ وقال قل له اِستغفر لی فدعا بماءٍ فتوضّأ ثم رفع یدیه فقال : اللهم اغفر لعُبیدٍ ابی عامر ورأیتُ بیاضَ اِبطَیْه ثم قال : اللهم اجعله یوم القیامة فوق کثیر من خلقک من الناس، الخ۔

(بخاری ص۶۱۹ ج۲، باب غزوۃ اَوطاس ،کتاب المغازی ، رقم الحدیث:۴۳۲۳)

ترجمہ:......حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ جب غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک لشکر کے ساتھ حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کو وادی اوطاس کی طرف بھیجا، وہاں درید بن الصمہ سے مقابلہ ہوا، سو درید کو قتل کردیا گیا اور اللہ تعالی نے اس کے لشکر کو شکست دی۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: آپ ﷺ نے مجھے حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا، پس حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں ایک جشمی کا تیر لگا اور وہ ان کے گھٹنے میں پیوست ہوگیا.....اے میرے بھتیجے! نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر میرا اسلام پیش کرو اور آپ سے عرض کرو کہ: میرے لئے

بخشش کی دعا کریں، اور حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھے لوگوں پر اپنا جانشین بنایا، پس وہ تھوڑی دیر زندہ رہے، پھر وہ فوت ہو گئے، پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ اپنے گھر میں کھجور کی رسیوں سے بنی ہوئی چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اس پر بستر تھا، چار پائی کی بنائی آپ کی پشت اور پہلوؤں پر نقش ہو گئی تھی، میں نے آپ کو اپنی خبریں بتائیں اور حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کی خبر بتائی اور میں نے بتایا کہ انہوں نے کہا تھا: آپ ان کے لئے بخشش کی دعا فرمائیں، تو آپ ﷺ نے پانی منگا کر وضو کیا پھر دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی، اے اللہ! عبید ابی عامر کو بخش دے، اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر آپ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی مخلوق میں بہت لوگوں کے اوپر درجہ عطا فرمانا۔

تعزیت کی چند دعائیں

(۱)......اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَ لَہُ مَا اَعْطٰی وَ کُلٌّ عِنْدَہُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔

(بخاری ص۱۷۱ ج۱، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یُعذب المیت ببعض بکاء اھلہ علیہ ' اذا کان النَّوح من سُنَّتِہ ، رقم الحدیث:۱۲۸۴)

(۲)......اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَ کَ وَ غَفَرَ لِمَیِّتِکَ۔

(الاذکار للنووی ص۱۵۹، باب التعزیۃ ، قبل رقم الحدیث:۴۰۴)

(۳)......اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَاءً مِنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ ' وَخَلَفًا مِنْ کُلِّ ھَالِکٍ ' وَعِوَضًا مِنْ کُلِّ فَاتٍ [وَدَرْکًا مِنْ کُلِّ مَا فَاتَ]۔

(کتاب الدعاء ص۳۶۶، باب تعزیۃ المصاب ، رقم الحدیث: ۱۲۱۷/۱۲۲۰)

(۴)......یَرْحَمُ اللّٰہُ وَ یَأْجُرُکَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷۸ ج۷، فی ا لرجل یعزی ما یقال لہ ؟ رقم الحدیث:۱۲۱۹۷)

(۵)......اِصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷۸ ج۷، فی ا لرجل یعزی ما یقال لہ ؟ رقم الحدیث:۱۲۱۹۸)

(۶)......اَعْقَبَکَ اللّٰہُ عُقْبَی الْمُتَّقِیْنَ ' صَلَوَاتٍ مِّنْہُ وَرَحْمَۃ ' وَجَعَلَکَ مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ' وَاَعْقَبَکَ کَمَا اَعْقَبَ اَنْبِیَاءَ ہٗ وَالصَّالِحِیْنَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷۸ ج۷، فی ا لرجل یعزی ما یقال لہ ؟ رقم الحدیث:۱۲۲۰۰)

تعزیتی جلسے اور ہمارا غلو

ہر کس و ناکس مرحوم کی وفات پر تعزیتی جلسہ کرنا مناسب نہیں، ہاں کوئی شخصیت ایسی ہو جن کی دینی خدمات کا دائرہ وسیع ہو، یا ایسے عالم جن کے تلامذہ کی بڑی تعداد ہو، یا کوئی ایسا شیخ اور پیر طریقت جن کے مریدین زیادہ ہوں، اور ان کے تذکرہ سے سامعین کوئی سبق حاصل کریں، ان کی یاد میں کوئی مختصر سا جلسہ بلا کسی تداعی اور خاص اہتمام کے کرلیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ اس میں بھی ضروری ہے کہ:

(۱)......جلسہ کا اصل مقصد میت کے متعلقین کو تسلی دینا ہو، محض نام ونمود اور ریا کاری مقصود نہ ہو۔

(۲)......مرحوم کے اوصاف بیان کرنے میں مبالغہ اور غلو سے کام نہ لیا جائے۔

(۳)......مرحوم کے ایسے اوصاف بیان کئے جائیں جو بعد والوں کے لئے مشعل راہ ہوں،

(۴)......جلسہ میں تصاویر، اور مرد و عورتوں کا اختلاط وغیرہ یا اور کوئی منکرات شامل نہ ہوں،

(۵)......دور دراز سے پیشہ ورانہ مقررین اور خطباء کو مدعو نہ کیا جاتا ہو۔

(۶)......تین دن کے بعد جلسہ نہ ہو۔ وغیرہ شرائط کا خیال رکھا جائے تو کیا جاسکتا ہے، تاہم وہ بھی سنت یا مستحب نہیں، جائز ہے۔

ہمارے زمانۂ طالب علمی میں کسی بزرگ کی وفات پر مدرسہ میں اکثر صبح کے چوتھے گھنٹے میں کچھ قرآن کریم کی تلاوت کے بعد ایک دو اساتذہ کے مختصر بیانات ہوتے جن میں مرحوم کے کچھ اوصاف اور ان کی خدمات کو بیان کیا جاتا، اور عامۃً حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی رحمہ اللہ، اور ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا اکرام علی صاحب بھاگلپوری رحمہ اللہ دعا فرما دیتے۔

نہ کوئی اشتہار ہوتا، نہ اعلان کیا جاتا، نہ کسی مقرر کو دعوت خطاب دی جاتی، نہ بعد میں کھانے وغیرہ کے انتظامات ہوتے، سیدھے سادے طریقہ پر مختصر وقت میں قرآن خوانی اور بیان ودعا سے فراغت ہو جاتی۔اس پر نہ مصارف نہ چندے۔اس طرح کے جلسوں کی ممانعت کی بظاہر کوئی وجہ نہیں۔

اب ہمارے معاشرے میں تعزیتی جلسے ایک رسم کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔اور مہینوں پہلے اس کے لئے اشتہارات اور اعلانات، بلکہ مدارس مدارس اور شہر شہر بلکہ دوسرے صوبوں تک جا جا کر دعوتیں دی جاتی ہیں،اور ملک کے شعلہ بیان مقررین اور خطباء کو مدعو کیا جاتا ہے،اوران کے ہوائی جہاز یا ریل کے ٹکٹوں پر خطیر رقمیں خرچ کی جاتی ہیں،اور کاروں وغیرہ اخراجات مزید براں، پھر مہمان خانوں کے خرچے،خطباء کی مالی خدمات پر لفافوں کے لفافے عنایت کئے جاتے ہیں،اور مجمع عام کے لئے پنڈال وغیرہ پر لاکھوں روپیوں کا اسراف،اور حاضرین کے لئے مختلف کھانوں اور مشروبات پر جو کچھ صرف ہو رہا ہے،اہل نظر سے مخفی نہیں،کیا کوئی عقل مند ہوگا جو ان جلسوں کو دینی خدمت شمار کرے گا؟۔

پھر خطباء کے غلو بھرے بیانات،اور مرحوم کی تعریف میں حدود شرعیہ کو پار کرنے والے جملے،بعض مرتبہ تو غیر تحقیقی واقعات،کشف وکرامات کے بلا سند اور بے موقع قصے،اور اکابر علماء کی موجودگی میں تصاویر جیسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب،اور ایک ایک جلسے پر ہزاروں نہیں لاکھوں کا اسراف،کوئی صاحب علم اور صحیح معنی میں مفتی اس کے جواز کا فتوی دے گا؟۔

اس طرح کے جلسے کرنے والے بعض ادارے جو ان جلسوں پر لاکھوں روپیوں کا بے دریغ خرچ کر جاتے ہیں،ان کے اساتذہ کی تنخواہیں اس قدر قلیل ہیں الامان والحفیظ۔یاد رکھنا اللہ تعالی کے دربار میں اس پر سوال ہوگا،اور جواب دہی مشکل ہو جائے گی۔مرغوب

تعزیت اور ہمارے معاشرے کا غلو

تعزیت کے فضائل اور اہمیت بجا،مگر ہر چیز کے آداب ہیں،اوران کی رعایت بھی ضروری ہے۔اگر تعزیت کی اوراس کے آداب کی رعایت نہ کی تو ممکن ہے کہ ایک ثواب اور خیر کا عمل اجر کے بجائے باعث وزر نہ بن جائے۔

تعزیت کرنی چاہئے،مگراس کے لئے وقت بھی دیکھنا چاہئے کہ صاحب خانہ کے لئے کون سا وقت مناسب ہے۔یہاں برطانیہ میں بعض حضرات کو کام سے چھٹی نہیں ملتی،اس لئے بعض مرتبہ کچھ لوگ گھر میں حادثہ کے باوجود دوسرے یا تیسرے دن کام پر چارو نا چار چلے جاتے ہیں،اب وہ غریب تھکا ہوا کام سے واپس آیا ہوا ہے،اور تعزیت والے بے وقت پہنچ گئے۔تعزیت سے مقصود تو تسلی ہے، یہاں بجائے تسلی کے اسے تکلیف ہو رہی ہے،اس لئے احتیاط کرنی چاہئے اور اوقات معلوم کر لینے چاہئے۔

بعض لوگ بلا کسی خاص تعلق کے روزانہ تعزیت کے لئے چلے جاتے ہیں، یہ بھی غیر مناسب ہے،تعزیت ایک مرتبہ کافی ہے۔ہاں کوئی خاص تعلق والا یا قریبی عزیز ہو اوراس کے جانے سے اہل خانہ کو تسلی اور راحت پہنچتی ہو تو اور بات ہے۔

تعزیت میں زیادہ دیر تک بیٹھنا نہ چاہئے،مرحوم کے گھر والے تعزیت کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے زیادہ مشغول رہتے ہیں،اس لئے مختصر وقت میں تعزیت کرکے واپس چلے جانا چاہئے۔

تعزیت کرنے والے ایسی باتیں کریں جن سے مصیبت زدہ کو سکون ملے،نہ کہ مزید کلفت کا باعث بنے۔

تعزیت کرنے والے اہل خانہ پر کھانے پینے کا بوجھ نہ ڈالیں۔کئی واقعات دیکھے اور

سنے کہ صاحب خانہ تعزیت کرنے والوں سے ناراض ہوئے ،اور بعض حضرات نے صاف کہہ دیا کہ تعزیت کے لئے آنے کی ضرورت نہیں، جہاں ہو وہیں سے پڑھ کر بخش دو۔ تحقیق کرنے پر جواب ملا کہ کئی حضرات تعزیت کے لئے آتے ہیں،سب کے کھانے پینے کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔

شریعت کی تعلیم تو یہ ہے کہ مرحوم کے اہل خانہ کے لئے کھانے کا بندوبست کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر مزید بوجھ ڈالا جائے۔

ہمارے یہاں تین تین دن تک رشتہ دار اور دوست واحباب مرحوم کے گھر پر کھاتے پیتے رہتے ہیں، یہ بالکل نامناسب حرکت ہے۔لوگ شرم وحیاء کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکیں، مگر اس طرح انہیں تکلیف پہنچانا کسی طرح درست نہیں ہے۔

بعض مرتبہ تو باہر کے مہمان کے لئے کھانے کا کچھ انتظام کیا جاتا ہے،مگر مقامی حضرات بھی بے تکلف کھانے میں شریک ہوجاتے ہیں، ذرا شرم محسوس نہیں کرتے۔کتنی اخلاق سے گری ہوئی بات ہے۔

اہل خانہ بھی مرحوم کے مال سے کھانے پینے کا انتظام نہیں کر سکتے ، یہ وارثوں کا مال ہے،اس میں تصرف وارثین کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔

مساجد میں بھی تین تین دن تک تعزیت میں آنے والوں کے علاوہ مقامی دوست اور رشتہ داروں کے لئے کھانا پکایا جاتا ہے، یہ بالکل غیر مناسب بات ہے۔ٹھیک ہے باہر کے مہمان اگر کھالے تو گنجائش ہے،مگر مقامی لوگوں اور رشتہ داروں کو اس طرح تین تین دن تک مساجد میں بیٹھے رہنا اور وہیں کھانے پینے کا سلسلہ رکھنا قطعاً مناسب نہیں ہے۔

تعزیت کے وقت بھی ہمیں اپنی موت یاد نہیں آتی ، دنیوی باتیں،ہنسی مذاق، کھیل اور لہو

ولعب وغیرہ کی فضولیات میں وقت صرف ہوتا ہے، بہت غور کا مقام ہے، آج موت کا واقعہ اور حادثہ ہے، اور کل ہماری باری آئے گی، اس لئے ایسے اوقات میں اپنی موت کا استحضار رکھے، مرحوم کو کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب کی رعایت کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

جنازہ کے نو(۹) مسائل

۱	جنازہ باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا....................................
۲	نماز جنازہ کے سلام میں جہر نہیں ہے....................................
۳	جنازہ میں امام ایک طرف سلام پھیرے تو حنفی مقتدی کیا کریں؟....................
۴	میت کا چہرہ دیکھنا اور دکھانے کے چند مسائل....................................
۵	ایک قبر میں ایک سے زائد مردوں کو دفن کرنا....................................
۶	قبر پر درخت کی شاخیں لگانا....................................
۷	قبر پر نام کا کتبہ لگانا....................................
۸	پختہ قبر بنانا اور قبروں پر تعمیر بنانا....................................
۹	مہتمم یا متولی یا پیرو شیخ کو مسجد یا مدرسہ یا خانقاہ میں دفن کرنا....................

مرغوب احمد لاجپوری

جنازہ باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

مسئلہ:......ایسی مسجد میں جس میں جماعت ہوتی ہو، یعنی جامع مسجد و مسجد محلّہ میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یہی راجح ہے، اگرچہ بعض نے مکروہ تنزیہی کہا ہے، اور اس کو ترجیح دی ہے۔

مسئلہ:......اگر میت مسجد کے اندر ہو خواہ میت تنہا اندر ہو اور سب نمازی باہر ہوں، یا بعض نمازی یا کل نمازی میت کے ساتھ اندر ہوں تو اس صورت میں بلا اختلاف مکروہ ہے، اور اگر میت مسجد سے باہر ہو اور نمازی کل یا بعض مسجد کے اندر ہوں تو اس میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک مکروہ ہے، یہی صحیح ہے، اور یہی ظاہر الروایت ہے، اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں ہے، اور مختار یہ ہے کہ مطلقا ہر صورت میں مکروہ ہے، خواہ میت اور امام وقوم مسجد میں ہوں اور خواہ میت مسجد سے خارج ہو اور امام وقوم مسجد میں ہوں، یا امام مع بعض قوم کے مسجد سے خارج ہو اور باقی مسجد میں ہوں، یا میت مسجد میں ہو اور امام اور قوم خارج مسجد ہوں۔

مسئلہ:...... بارش وغیرہ کے عذر سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ:......اگر ولی یا وہ شخص جس کو حق تقدم حاصل ہے مسجد کے اندر اعتکاف میں ہو تو اس کے لئے بھی عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز جنازہ جائز ہے، اور اب اس کی تبعیت کی وجہ سے جو لوگ اس کے ساتھ نماز جنازہ پڑھیں گے ان کے لئے بھی کراہت نہیں رہی، کیونکہ جب معتکف ولی کے عذر کی وجہ سے کراہت دور ہوگئی تو سب کے حق میں ہی دور ہوگئی۔

مسئلہ:......جیسا کہ نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے، اسی طرح جنازہ کا مسجد میں داخل کرنا بھی مکروہ ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۵۲۸ ج ۲، نماز جنازہ کے دیگر متفرق مسائل)

ہماری بعض کتابوں میں مسئلہ یہی لکھا ہے کہ مسجد میں ہر صورت میں نماز مکروہ ہے، مگر فقہاء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اگر جنازہ اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور بقیہ لوگ مسجد میں ہوں تو نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے۔

(۱)......وعندنا اذا کانت الجنازۃ خارج المسجد لم یکرہ ان یصلی الناس علیھا فی المسجد ، انما الکراھۃ فی ادخال الجنازۃ لقولہ علیہ الصلوہ والسلام : جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم'' فاذا کان الصبی ینھی عن المسجد فالمیت اولی۔ (المبسوط للسرخسی ص۶۸ ج۲، (دارالمعرفہ، بیروت)، باب غسل المیت)

ترجمہ:......اور جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو ہمارے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے، کراہت صرف جنازہ کو مسجد میں داخل کرنے میں ہے، آپ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے کہ: ''تمہاری مساجد کو تمہارے بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ'' پس جب بچہ کا داخلہ مسجد میں منع ہے تو میت کے لئے یہ حکم زیادہ اولی ہے۔

(۲)......وکلام شمس الائمۃ السرخسی یفید ان ھذا ھو المذھب حیث قال : و عندنا ان کانت الجنازۃ خارج المسجد لم یکرہ ان یصلی علیھا فی المسجد۔

(طحطاوی علی المراقی ص۵۹۶، فصل ، باب احکام الجنائز)

(۳)......و اذا کانت الجنازۃ والامام و بعض القوم خارج المسجد وباقی القوم فی المسجد فالصلوۃ غیر مکروھۃ بالا تفاق۔

(البنایۃ شرح الھدایۃ ص۲۳۱ ج۳، (بیروت) فصل فی الصلوۃ علی المیت)

(۴)......و ان کانت الجنازۃ والامام و بعض القوم خارج المسجد والباقی فیہ لم تکرہ بالا تفاق۔ (عنایہ علی ھامش فتح القدیر ص۹۰ ج۲ (کوئٹہ، پاکستان)

(۵)......و فی الصغری : یکرہ صلوۃ الجنازۃ فی مسجد الجماعۃ بکل حال ، وفی کراھیۃ الجامع الصغیر اختلف فیما اذا کان بعض القوم خارج المسجد ، وفی فتاوی النسفی : صلوۃ الجنازۃ فی مسجد الجمعۃ علی ثلا ثۃ اوجہ : اذا کان الکل فی المسجد یکرہ بالا تفاق ، وان کانت الجنازۃ وصف خارج الجامع والباقی فیہ لا یکرہ بالاتفاق ، وان کانت الجنازۃ وحدھا فی الخارج فمختلف ، والحلوانی علی اختیار الکراھۃ۔(بزازیہ علی ھامش الھندیۃ ص۷۹ج۴، باب الجنازۃ ، کتاب الصلوۃ)

(۶)......وقال الشافعی : لا تکرہ ، وعن ابی یوسف روایتان : فی روایۃ کما قال الشافعی ، وفی روایۃ : اذا کانت الجنازۃ خارج المسجد والامام والقوم فی المسجد فانہ لا یکرہ۔

(فتاوی تاتارخانیہ ص۷۸ج۳، الفصل الجنائز ، کتاب الصلوۃ ، رقم :۳۷۸۶)

(۷)......ولو کانت الجنازۃ والامام و بعض القوم خارج المسجد و باقی القوم فی المسجد کما ھو المعھود فی جوامعنا لا یکرہ باتفاق اصحابنا۔

(مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر ص۲۷۲ج۲، باب صلوۃ الجنازۃ ، کتاب الصلوۃ)

(۸)......علامہ جلال الدین خوارزمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ولذا اختلف حکم المسئلۃ حیث قال و فیما اذا کان المیت خارج المسجد اختلاف المشائخ ، لان التعلیل بقولہ ، ولان المسجد بنی لاداء المکتوبات یقتضی کراھۃ صلوۃ الجنازۃ فی المسجد ، وان کان المیت خارج المسجد والتعلیل باحتمال تلویث یقتضی ان لا تکرہ الصلوۃ اذا کان المیت خارج المسجد والیہ مال فی المبسوط۔

(کفایہ مع فتح القدیر ص۹۰/۹۱ ج۲(کوئٹہ، پاکستان)، فصل فی الصلوۃ علی المیت)

ترجمہ:......اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے: ''من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شیء له ''اس حدیث میں ظرف (فی المسجد) کا تعلق اگر ''صلی'' کے ساتھ کیا جائے تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقا مکروہ ہوگا، اور اگر ظرف کو جنازہ کی صفت بنایا جائے تو پھر صرف اس وقت مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہوگا جب جنازہ مسجد میں رکھا ہوا ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ: اگر کراہت کی علت یہ ہو کہ مسجد کو صرف فرض نمازیں پڑھنے کے لئے بنایا گیا ہے تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقا مکروہ ہے، اور اگر کراہت کی علت یہ ہو کہ مسجد میں نجاست کے ملوث ہونے کا خدشہ ہے تو جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہوگا، شمس الائمہ رحمہ اللہ نے مبسوط میں اسی طرف میلان ظاہر کیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ص۱۰۲۹ ج۲)

(۹)......واعلم ان لفظ حديث ابى هريرة رضى الله عنه محتمل لكل من الكراهة فى هذه الصورة وعدمها ، فان الجار والمجرور ان تعلق بالفعل اقتضى الكراهة وان تعلق بصفة النكرة لم يقتضها ، وكذا تعليلهم للكراهة بكون المسجد لم يبن لها يقتضى الكراهة و تعليلهم بخوف التلويث يقتضى عدمها والى عدمها مال فى المبسوط وفى المحيط وعليه العمل وهو المختار۔

(غنیۃ المستملی ص۵۸۹، فصل فی الجنائز)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دونوں احتمال ہیں، اگر ظرف کا تعلق ''صلّی'' کے ساتھ ہو تو مسجد میں نماز جنازہ مطلقا مکروہ ہے، اور اگر ظرف جنازہ کی صفت ہو تو مسجد سے باہر رکھے ہوئے جنازہ پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کراہت کی علت یہ ہو کہ مسجد کو اس لئے بنایا نہیں گیا تو پھر اس صورت میں بھی مکروہ ہے،

اور اگر کراہت کی علت تلویثِ نجاست کا خدشہ ہو تو پھر اس صورت میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے، مبسوط میں اسی طرف میلان ہے اور محیط میں ہے کہ اسی عمل ہے اور یہی مختار ہے۔ (شرح صحیح مسلم ص۱۰۲۹ ج۲)

اکابر کی آراء

(۱)......حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

جنازہ مسجد سے باہر ہو اور کچھ نمازی باہر ہوں اور کچھ مسجد میں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

(کفایت المفتی ص ۳۸۸ ج ۵، سوال نمبر:۲۰۶۴، مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

(۲)......حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اگر جنازہ اور امام اور مقتدی سب مسجد کے اندر ہوں تو یہ باتفاق ناجائز ہے، اور اگر جنازہ اور امام اور ایک صف مقتدیوں کی مسجد سے خارج ہو باقی مقتدی مسجد میں، یہ باتفاق جائز ہے، اور اگر صرف جنازہ مسجد سے خارج ہو اور مقتدی سب مسجد کے اندر ہوں اس میں اختلاف ہے، حلوانی اس کو بھی مکروہ کہتے ہیں، بعض فقہاء جائز کہتے ہیں۔ یہ تفصیل "فتاوی بزازیہ" میں ہے۔ (امداد المفتیین ص ۴۴۵ ج ۲، سوال نمبر: ۳۰۹، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی)

(۳)......حضرت مولانا غلام رسول سعیدی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نماز جنازہ کا اصل اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ پڑھی جائے، لیکن اگر تمام رشتہ داروں، محلّہ داروں اور مسجد کے تمام نمازیوں کا جنازہ گاہ میں جانا لوگوں کی اپنی اپنی مصروفیات کی وجہ سے مشکل ہو جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو ایسی صورت میں جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر نماز پڑھ لی جائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم ص۱۰۳۲ ج۲)

(۴)......حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

پھر جگہ کی تنگی یا بارش وغیرہ اعذار کی صورت میں مسجد میں نماز جنازہ درست ہے، اس صورت میں بھی بہتر یہ ہے کہ میت امام اور بعض مقتدی خارج مسجد ہوں اور بقیہ مسجد میں، اس لئے کہ یہ صورت بعض احناف کے نزدیک بغیر عذر کے بھی جائز ہے۔

(درس ترمذی ص۱۳۱ ج۳، باب ما جاء فی الصلوة علی النیت فی المسجد)

(۵)......حضرت مولانا سلمان منصور پوری صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

اگر جنازہ کے ساتھ امام اور کچھ لوگ مسجد کے باہر ہوں اور کچھ لوگ عذر کی وجہ سے (مثلا خارج مسجد جگہ تنگ ہونے کی بنا پر) مسجد کے اندر ہوں تو سب کی نماز بلا کراہت درست ہے۔ اور اگر کچھ لوگ بلا عذر ہی مسجد کے اندر ہوں تو صرف اندر والوں کی نماز مکروہ ہوگی، اور یہ کراہت بھی مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہوگی۔

(کتاب المسائل ص۵۷۶ ج۱، نماز جنازہ کا بیان)

اہل برطانیہ کے لئے بہتر قابل عمل صورت

برطانیہ میں ہر وقت مسجد سے باہر نماز جنازہ پڑھنے میں عذر بھی ہے، اس لئے کہ یہاں کا موسم کسی وقت بھی تبدیل ہوسکتا ہے اور اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

دوسرا یہ کہ:......جن جن شہروں میں قبرسان میں نماز جنازہ کا انتظام ہے وہاں تو من وجہ آسانی ہے، مگر اعزہ واقارب اور دوستوں کے لئے قبرستان پہنچنا بھی مشکل ہے۔

تیسرا یہ کہ:......زیادہ مجمع قبرستان پہنچتا ہے تو مجمع کی کثرت کی وجہ سے کار پارکنگ میں بڑی دشواری ہوجاتی ہے، اور اس کا مشاہدہ ہوا، ایک فرض کفایہ کام کے لئے لوگوں کو اس قدر مشقت میں ڈالنا کوئی عقلمندی نہیں ہے۔

بعض حضرات نے کہہ دیا کہ ’’مساجد کے کار پارک میں اگر نماز جنازہ پڑھ لی جائے‘‘ مساجد کے کار پارک میں اگر نماز جنازہ پڑھی جائے تو لوگ گاڑی کہاں پارک کریں گے، بعض جگہوں پر ہم نے دیکھا کہ مسجد کے کار پارک میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور باہر سینکڑوں لوگوں کو تکلیف ہوئی۔

مسئلہ:......فقہاء نے یہ مسئلہ بھی لکھا ہے کہ: عام راستہ میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، (اس لئے کہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی)۔

(عمدۃ الفقہ ص۵۲۹ ج۲، نماز جنازہ کے دیگر متفرق مسائل)

’’و تکره صلوة الجنازه فی الشارع وأراضی الناس (مراقی الفلاح): وقوله: تکره الجنائز، الخ لشغل العامة فی الاول، وحق المالک فی الثانی‘‘۔

(حاشیۃ الطحطاوی ص۵۹۶ (ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت) باب فی احکام الجنائز، کتاب الصلوة۔

فتاوی تاتارخانیہ ص۸۷ ج۳، الفصل: ۳۲/ الجنائز، کتاب الصلوة، رقم: ۳۷۸۶۔ فتاوی عالمگیری ص۱۵۶ ج۱ (جدید ۲۲۶ ج۱)، الفصل الخامس فی الصلوة علی المیت، کتاب الصلوة)

جب فقہاء نے بارش، جگہ کی تنگی، ولی کے اعتکاف میں ہونے کی وجہ سے میت کے مسجد میں ہوتے ہوئے بھی مسجد میں نماز جنازہ کی اجازت دی ہے، تو اور اعذار کی وجہ سے جبکہ میت اور کچھ مقتدی مسجد سے باہر ہوں اور بقیہ لوگ مسجد میں ہوں تو کیوں کراہت ہوگی؟

اس لئے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ ہر مسجد کے ساتھ قبلہ رخ دیوار کے آگے تھوڑی سی جگہ بنا دی جائے، اور وقت پر جنازہ اور امام اور ایک دو صف کا انتظام وہاں کر دیا جائے، بقیہ لوگ مسجد میں نماز جنازہ پڑھ لیں، اس میں کوئی کراہت نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ:...... مسجد میں نماز جنازہ مجبوری کی وجہ سے پڑھی جا سکتی ہے، اور بہتر

صورت یہ ہے کہ جنازہ اور کچھ لوگ باہر ہوں اور بقیہ لوگ مسجد میں ہوں تو فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ صورت بلا کراہت جائز ہے۔

دین میں آسانی ہے تنگی نہیں

قرآن وحدیث سے یہ امر مسلم ہے کہ دین میں آسانی اور سہولت کا پہلو مطلوب ہے، اور مشکلی اور سختی معیوب ہے۔اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)......یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔(پ:۲/سورۂ بقرہ،آیت نمبر:۱۸۵)

ترجمہ:......اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔

(۲)......وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ۔(پ:۱۷/سورۂ حج،آیت نمبر:۷۸)

ترجمہ:......اورتم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

(۳)......مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِنْ حَرَجٍ۔(پ:۶/سورۂ مائدہ،آیت نمبر:۶)

ترجمہ:......اللہ تعالی تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتے۔

(۴)......بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا موسى ومعاذ بن جبل الى اليمن، قال : وبعث كلّ واحد منهما على مِخْلاف ، قال : واليمن مِخلافانِ ، ثم قال : يسّرا ولا تعسّرا ، وبشّرا ولا تنفّرا ، الخ۔

(بخاری، باب بَعْثِ ابی موسی و معاذ الی الیمن قبل حجة الوداع ، کتاب المغازی ، رقم الحدیث:۴۳۴۱/۴۳۴۲)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا، اوران میں سے ہر ایک کو مختلف ضلعوں میں بھیجا،راوی فرماتے ہیں کہ: یمن میں دو اضلاع ہیں، پھرارشاد فرمایا:تم دونوں آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا،

اور بشارت دینا اور لوگوں کو متنفر نہ کرنا۔

نوٹ:...... یہ روایت مختلف الفاظ سے کتب احادیث میں مروی ہے ''مسلم شریف'' کی روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں:

(ا)......بشّروا ولا تنفّروا، و يسّرا ولا تعسّروا۔

(ب)......يسّرا ولا تعسّرا، وبشّرا ولا تنفّرا، و تطاوعا ولا تختلفا۔

(ج)......يسّرا ولا تعسّرا، وسكنوا ولا تنفّرا۔

(مسلم، باب فی الامر بالتيسير و ترک التنفير ، کتاب الجهاد والسير ، رقم الحديث: ۱۷۳۲/ ۱۷۳۳/۱۷۳۴)

(۵)......ان عمر رضی الله عنه رأى رجلا قد احرم من قَطْرٍ سَيِّءَ الهَيْئة ، فقال : انظروا الى ما صنع هذا بنفسه وقد يسّر الله عليه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۱ ج۸، من كره تعجيل الاحرام ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۲۸۴۱)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ''قطر سیء الہیئہ'' سے احرام باندھا تھا، تو آپ نے فرمایا: اس کو دیکھو اس نے اپنی طرف سے کیا بنایا ہوا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالی نے اس پر آسانی فرمائی تھی۔

تشریح:...... قَطْرٍ سَيِّءَ الهَيْئة: واسط اور بصرہ کا درمیانی علاقہ ہے۔

(معجم البلدان ص۴۲۳ ج۴۔حاشیہ مصنف)

ایک اور روایت میں ذرا تفصیل ہے کہ: ایک شخص نے کوفہ سے احرام باندھا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خستہ حالات میں دیکھا، تو اس کو بازو سے پکڑا اور لوگوں کی مجلسوں میں گھمایا، اور آپ فرما رہے تھے: اس کو دیکھو اس نے اپنی طرف سے کیا بنایا ہوا

ہے؟ حالانکہ اللہ تعالی نے اس پر وسعت فرمائی تھی۔

’’ان رجلا قد احرم من الکوفة ، فرآه عمر رضی الله عنه سیء الهیئة ، فأخذ بیده وجعل یدور به فی الحِلَق ، ویقول : انظروا الی ما صنع هذا بنفسه وقد وسّع الله علیه‘‘۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲ ج۸، من کره تعجیل الاحرام ، رقم الحدیث:۱۲۸۴۳)

اس روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت واضح طور پر امت کو قولا اور سزا دے کر عملا بھی یہ تعلیم دی ہے کہ دین میں سختی معیوب اور غیر پسندیدہ ہے، اور یسر اور آسانی کا معاملہ اختیار کرنا چاہئے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ان آیات اور احادیث سے یہ قواعد مستنبط کئے ہیں:

(۶)......والمشقة تجلب التیسیر۔

(الاشباہ والنظائر ص۶۴، القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التیسیر)

(۷)......والحرج مدفوع۔

(شامی ص۲۸۶ ج۱، مطلب : فی ابحاث الغسل ، کتاب الطهارة)

اس لئے برطانیہ کے ماحول میں ضرورت اور حرج کی وجہ سے بھی آسانی کا پہلو اختیار کرنا چاہئے، اور آسانی بھی وہاں جہاں احادیث میں دونوں صورتیں منقول ہوں، اور شریعت مطہرہ کے مزاج شناس حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اجازت دی ہو۔ ہاں نص کے خلاف سہولت پسندی کی کبھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

نوٹ:...... یہ کہنا مسجد صرف فرض نماز کے لئے بنائی گئی ہے (ولانه بنی لاداء المکتوبات‘ (فتح القدیر ص۹۰ ج۲ (کوئٹہ)، فصل فی الصلوة علی المیت باب الجنازة) نماز جنازہ کے لئے نہیں، تو یہ بات قابل اشکال ہے، اس لئے کہ سورج اور چاند گرہن کی نماز، عید کی نماز،

تراویح کی نماز سب مسجد میں ادا کی جاتی ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ نماز جنازہ کے علاوہ سب طرح کی نمازوں کے لئے ہیں، تو پھر مسجد میں نکاح اور وعظ وتقریر بھی جائز نہیں ہونی چاہئے، اس لئے کہ مسجد تو صرف نماز کے لئے بنائی گئی ہے۔ کوئی کہے کہ وعظ وتقریر اور نکاح تو مسجد میں ثابت ہیں، تو نماز جنازہ بھی مسجد میں ثابت ہے۔

اور فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ مسجد نماز کے علاوہ کاموں کے لئے بھی بنائی گئی ہیں، جیسے: قضا، تعلیم، وغیرہ۔

''و یجوز الجلوس فی المسجد لغیر الصلوة ، ولا بأس به للقضاء کالتدریس والفتوی''۔

(بحر الرائق ص۶۴ ج۲، باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیها ، قبیل : باب الوتر والنوافل ، کتاب الصلوة۔ مطبوعہ: زکریا، دیوبند)

''و الجلوس فی المسجد لغیر الصلوة جائز و للمصیبة''۔

(خلاصۃ الفتاوی ص۲۳۰ ج۱، باب فی الجنازة)

مسجد میں نماز جنازہ کی احادیث

چند روایتیں یہ ہیں:

(۱)......عن عائشة قالت : ما صلی رسول الله صلی الله علی وسلم علی سهیل بن البیضاء الا فی المسجد۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ نہیں پڑھی مگر مسجد میں۔

(۲)......عن عائشة قالت : والله ما صلى رسول الله صلى الله علی وسلم علی ابنی بیضاء فی المسجد : سهيل و اخيه۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی مگر مسجد میں، سہیل اور اس کے بھائی کی۔

(مسلم، باب الصلوة على الجنازة فی المسجد ، کتاب الجنائز ، رقم الحديث:۹۷۳۔ابوداؤد، باب فى الصلوة على الميت فى المسجد من لم ير به بأسا ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۱۸۹ ترمذی، باب ما جاء فى الصلوة على الميت فى المسجد ، ابواب الجنائز ، رقم الحديث:۱۰۳۳، نسائی، الصلوة على الجنازة فى المسجد ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۹۶۹)

تشریح:......''مسلم'' اور ''نسائی'' کی روایت میں ''جوف المسجد'' کے الفاظ آئے ہیں،

(۳)......عن هشام بن عروة قال : رأى ابى الناس يخرجون من المسجد ، ليصلوا على جنازة ، فقال : ما يصنع هولاء ؟ ما صُلِّی علی ابی بكر الا فی المسجد۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۲۶ ج۳، باب الصلوة على الجنازة فى المسجد ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۶۵۷۶۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۵ ج۷، باب فى الصلوة على الميت فى المسجد من لم ير به بأسا ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۲۰۹۲)

ترجمہ:......ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ: میرے والد نے نماز جنازہ پڑھنے کے لئے لوگوں کو مسجد سے جاتے ہوئے دیکھا تو کہا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی گئی تھی۔

(۴)......عن ابن عمر: ان عمر رضى الله عنه صُلِّی علیه فی المسجد۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز

جنازہ مسجد ہی میں ادا گئی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۵ ج ۷، باب فی الصلوۃ علی المیت فی المسجد من لم یر بہ بأسا ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۲۰۹۴۔مصنف عبدالرزاق ص۵۲۶ ج ۳، باب الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۵۷۷)

نوٹ:......مسجد میں نماز جنازہ کومکروہ تحریمی بھی نہیں کہنا چاہئے ، بلا عذر مکروہ تنزیہی سے تعبیر کر سکتے ہیں، حضور ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں مسجد میں نماز جنازہ ہوئی ہے،اس لئے تحریمی قول قابل غور ہے۔''کفایت المفتی'' میں ہے:

کراہت تحریمی کے بھی بعض فقہاء قائل ہیں مگر راجح کراہت تنزیہی ہے۔

(کفایت المفتی ص۳۷۳ ج ۵،سوال نمبر:۲۰۵۵۔اورص۳۸۷۔مطبوعہ:جامعہ فاروقیہ،کراچی)

''و تکرہ صلوۃ علیہ فی مسجد الجماعۃ (وھو) أی المیت (فیہ) کراھۃ تنزیہ فی روایۃ ورجحھا المحقق ابن الھمام ، وتحریم فی اخری''۔

(حاشیۃ الطحطاوی ص۵۹۶ (ط:دارالکتب العلمیہ ،بیروت) باب فی احکام الجنائز ، کتاب الصلوۃ)

نماز جنازہ کے سلام میں جہرنہیں ہے

مسئلہ:......نماز جنازہ کے سلام میں اورنمازوں کے سلام کی طرح جہرنہیں، بلکہ آہستہ سے سلام کہنا ہے ۔مگر صاحب بدائع نے صراحت فرمائی ہے کہ اس زمانہ میں عمل اس کے خلاف ہے۔اس لئے جہر بھی جائز ہے،اصل روایت سر کی ہے۔صاحب درمختار علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے ’’جواہر الفتاوی‘‘ سے نقل کیا ہے کہ: ایک سلام میں جہر کرے (یعنی ایک سلام زور سے کہے اور دوسرا آہستہ سے)۔

(۱)......عن عمر بن سعید قال : صلّى عليٌّ رضی الله عنه علی یزید بن المُکفِّف فکبّر علیه اربعا ، وسلّم تسلیمة خفیفة عن یمینه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۷ ج۷، فی التسلیم علی الجنازة کم هو ؟ کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱٦۱۲)

ترجمہ:......حضرت عمر بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن مکفف رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھائی،تو اس میں چار تکبیریں کہیں اور داہنی طرف آہستہ آواز سے سلام پھیرا۔

(۲)......ابو امامة بن السهل : انه اخبره رجل من الصحابة : ان السنّة فی الصلوة علی الجنازة ان یکبر......ثم یسلّم سرا۔

(تلخیص الحبیر ص۲۴۷ ج۲، باب کیفیة صلوة الجنازة ، رقم الحدیث :۷٦۹(۳۹))

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ بن سہل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہیں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ: نماز جنازہ کی سنت یہ ہے کہ: تکبیر کہے......پھر سرا (یعنی بلا آواز کے) سلام پھیرے۔

تشریح:......ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:''ثم یسلّم خفیا''۔

(تلخیص الحبیر ص۲۴۴ج۲، باب کیفیة صلوة الجنازة ، رقم الحدیث :۷۶۷(۳۷)۔

مستدرک حاکم ص۳۶۰ج۱، ادعیة صلوة الجنازة ، کیفیة صلوة ، کتاب الجنازة)

(۳)......ابن المسیب قال : السنّة فی الصلوة علی الجنازة ان یکبر.....ثم یسلّم فی نفسه عن یمینه۔

(اعلاء السنن ص۲۵۶ج۸، باب کیفیة صلوة الجنازة ، رقم الحدیث :۲۲۲۹)

ترجمہ:......حضرت ابن میسّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ کی سنت یہ ہے کہ: تکبیر کہے......پھر اپنے جی میں (یعنی بغیر آواز کے) داہنی طرف سلام پھیرے۔

(۴)......عن ابراهیم : انه کان لایجهر بالتسلیم علی الجنازة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۷ج۷، من کان لا یجهر بالتسلیم علی الجنازة ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث :۱۱۶۱۰)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نماز جنازہ کا سلام بلند آواز سے نہیں پھیرتے تھے۔

(۱)......لا ترفع صوته بالتسلیم فی صلوة الجنازة کما یرفع فی سائر الصلوة ، لان رفع الصوت مشروع للاعلام ولا حاجة الی الاعلام اذ التسلیم عقیب التکبیرة الرابعة بلا فصل ، ولان کل تکبیرة قائمة مقام کل رکعة کذا ها هنا۔

(المحیط البرهانی ص۱۸۰ج۲، نوع آخر : من هذا الفصل فی الصلوة علی الجنازة ، الفصل الاربعون فی الجنائز ، ط : دار الکتب العلمیة ، بیروت ، لبنان)

(۲)......و یسر الکل الا التکبیر ، زیلعی وغیره ، لکن فی البدائع : العمل فی زماننا علی الجهربالتسلیم ، وفی جواهر الفتاوی : یجهر بواحدة ، وفی الشامیة : وهل

یرفع صوته بالتسليم ، لم يتعرض له فی ظاهر الرواية ، و ذكر الحسن بن زياد : انه لا يرفع ، لانه للاعلام ولا حاجة له ، لان التسليم مشروع عقب التكبير بلا فصل ، ولكن العمل فی زماننا علی خلافه۔

(شامی ص۱۱۱ ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی ؟ كتاب الصلوة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۳)......ولا ينبغی للرجل ان يرفع صوته بالتسليم فی صلوة الجنازة كما يرفع فی سائر الصلوات۔

(الفتاوی التاتارخنايه ص۴۶ ج۳، الفصل : ۳۲ ، صلوة الجنازة ، كيفية الصلوة ، كتاب الصلوة رقم :۳۶۸۹)

(۴)......وذكر الحسن بن زياد : انه لا يرفع صوته بالتسليم فی صلوة الجنازة ، لان رفع الصوت مشروع للاعلام ولاحاجة الی الاعلام بالتسليم فی صلوة الجنازة ، لانه مشروع (عقب التكبيرة) الرابعة بلا فصل ، ولكن العمل فی زماننا هذا يخالف ما يقوله الحسن۔

(بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع ص۳۴۱ ج۲، فصل فی كيفية الصلوة علی الجنازة)

(۵)......(ثم) يكبر تكبيرة (رابعة و يسلم) تسليمتی غير رافع بهما صوته۔

(مجمع الانهر فی شرح ملتقی الابحر ص۲۷۱ ج۱، باب صلوة الجنائز ، ط : بيروت ، لبنان)

خلاصہ یہ ہے کہ:......امام نماز جنازہ کے سلام میں زیادہ جہر نہ کرے، بلکہ ہلکی آواز سے سلام پھیرے کہ مقتدی سن لے،اگر مجمع چھوٹا ہوتو اس قدر آواز سے سلام کرے کہ مجمع تک آواز پہنچ جائے ،اوراگر بڑا مجمع ہےاورآلہ مکبر الصوت (مائک،لاؤڈ سپیکر) کاانتظام نہ ہو

تو قدرے جہر کی اجازت ہوگی ،اوراگر مائک کا انتظام ہوتو پھراس میں آہستہ آواز سے سلام کرے کہ حدیث اور فقہ پر عمل بھی ہو جائے اور آواز بھی مقتدی تک پہنچ جائے۔مقتدی تک آواز پہنچ جائے اس قدر آواز سے سلام کی تائید بھی ایک اثر سے مل گئی:

(۵)......صلّی ابن سیرین فسلّم تسلیمة – فاسمع – علی الجنازة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۹ ج۷، فی التسلیم علی الجنازة کم هو ؟ کتاب الجنائز ، رقم الحدیث :۱۱۶۱۹)

ترجمہ:......حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی تو ایک سلام اتنی آواز سے پھیرا کہ اہل جنازہ کو اپنے سلام کی آواز کو سنائی دے۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:''یسلم فی نفسه'' سے سلام میں اخفاء مراد ہے،صرف دل کا تصور مراد نہیں، پھر اخفاء سے مراد یہ ہے کہ جہر مفرط نہ ہو،اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث''التسلیم علی الجنازة کالتسلیم فی الصلوة''-جو حسن یا صحیح ہے کی-مخالفت لازم نہ آئے،اور قیاس بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ سلام میں جہر ہو جیسا کہ دوسری ان نمازوں کی طرح جو جماعت سے ادا کی جاتی ہیں۔

(اعلاء السنن ص۲۵۸ ج۸، باب کیفیة صلوة الجنازة ، تحت رقم الحدیث :۲۲۲۹)

جنازہ میں امام ایک طرف سلام پھیرے تو حنفی مقتدی کیا کرے؟

سرسری تتبع کے کوئی ایسا صریح جزئیہ نہ مل سکا کہ امام نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرے، جیسا کہ حرمین شریفین میں ائمہ کا معمول ہے، تو حنفی مقتدی کیا کرے؟ کیا امام کی اتباع میں ایک طرف سلام پھیرے؟ یا اپنے مسلک پر عمل کرتے ہوئے دوسری طرف بھی سلام پھیر لے؟۔ حدیث شریف میں ہے:

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه انّ رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : انما جُعل الامام ليُؤتمَّ به ، فلا تختلفوا عليه ، الخ۔

(مسلم ص۱۷۷، باب ائتمام الماموم بالامام ، کتاب الصلوة ، رقم الحديث :۴۱۴)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، پس اس کی مخالفت نہ کرو۔

(۲)......الامام امير فاذا صلی قاعدا فصلوا قعودا۔

(كنز العمال ،آداب المأموم و ما يتعلق به ، الصلوة ، رقم الحديث :۲۰۵۱۲)

ترجمہ:......امام امیر ہے، وہ جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

تشریح:......یعنی امام کا مکمل اتباع کرو۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا کہ امام اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۳)......الامام ضامن فما صنع فاصنعوا۔

(طبرانی (اوسط) ص۳۶ ج۴، باب الخاء ، من اسمه : خلف ، رقم الحديث :۳۵۴۵۔ مجمع الزوائد ص۱۶۷ ج۲، باب الامام ضامن ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث :۲۳۳۶)

ترجمہ:......امام ضامن ہے، وہ جو کرے تم بھی ایسا کرو۔

(۴)......عن ابی امامة بن سهل بن حنیف : انه اخبره رجال من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان السنّة فی الصلوة علی الجنازة ان یکبر الامام ....والسنة ان یفعل من وراء ہ مثل ما فعل امامه۔

(تلخیص الحبیر ص۲۴۷ج۲، باب کیفیة صلوة الجنازة ، رقم الحدیث :۷۶۹(۳۹)۔

مستدرک حاکم ص۳۶۰ج۱، ادعیة صلوة الجنازة ، کیفیة صلوة، کتاب الجنازة)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہیں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ: نماز جنازہ کی سنت یہ ہے کہ امام تکبیر کہے.....اور سنت یہ ہے کہ مقتدی وہی کرے جو اس کے امام نے کیا ہے۔

تشریح: ......اس روایت میں بہت واضح حکم ہے کہ مقتدی اپنے امام کا اتباع کرے، اس لئے اگر امام نے ایک سلام پھیرا ہے تو مقتدی بھی ایک سلام پھیرے۔

(۵)......عن الحسن قال : یسلِّم تسلیمة تلقاء وجهه ، ویردُّ مَن خلف الامام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۹ج۷، فی التسلیم علی الجنازة کم هو ؟ کتاب الجنائز ، رقم الحدیث :۱۱۶۲۲)

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (امام) ایک سلام میت کے چہرہ کی طرف کر کے پھیرے، اور مقتدی بھی سلام کو دہرائے، (یعنی امام کا اتباع کرے)۔

اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ امام کا اتباع کرے اور ایک سلام پر اکتفا کرے، اس لئے کہ ایک طرف سلام بھی حدیث سے ثابت ہے۔

اور فقہاء نے بعض مسائل میں لکھا ہے کہ: جہاں احادیث میں کوئی عمل ثابت ہو اور وہ منسوخ نہ ہو تو دوسرے مسلک کی اتباع میں امام کا اتباع کیا جائے اور اپنے مسلک کا عمل

چھوڑ دے، مثلا: دوسرے مسلک کا امام عید میں چھ تکبیروں پر زیادتی کرے تو مقتدی بھی اس کا اتباع کرے۔ اور اگر حدیث میں کوئی عمل منسوخ ہو اور دوسرے مسلک کا امام اس کو کرے تو حنفی متقدی اس عمل میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک امام کا اتباع نہ کرے، جیسے: اگر امام نماز جنازہ میں چار تکبیروں سے زائد تکبیر کہے تو حضرات طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک مقتدی امام کا اتباع نہ کرے اور پانچویں تکبیر نہ کہے، بلکہ خاموش رہے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے۔

(۱)......(فان كبر خمسا لا يتابع) المؤموم ، لانه منسوخ۔

(مجمع الانهر فی شرح ملتقی الابحر ص۲۷۱ج۱، باب صلوة الجنائز ، ط : بيروت ، لبنان)

امام ابو یوسف اور امام زفر رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: اس صورت میں بھی امام کا اتباع کیا جائے گا، جیسا کہ عید کی تکبیرات زوائد میں امام کی اتباع کا حکم ہے۔

(۲)......وان زاد الامام على اربع تكبيرات فالمقتدى هل يتابع الامام فی الزيادة أو لا يتابع ؟ فعلى قول ابی حنيفة و محد لا يتابع ، وروى عن ابی يوسف انه يتابع ، والصحيح مذهبنا انه لا يتابع۔

(الفتاوى التاتارخانيه ص۴۶ج۳، الفصل : ۳۲ ، صلوة الجنازة ، كيفية الصلوة ، كتاب الصلوة رقم :۳٦۸۷)

(۳)......وقال زفر : يتابعه كما لو زاد الامام على تكبيرات العيد۔

(حاشيه : مجمع البحرين و ملتقى النيرين ص۱۷۵ج۱، فصل فی الصلوة على الميت ، كتاب الصلوة ، ط :دار الكتب العلمية ، بيروت ، لبنان)

(۴)......وروى عن ابی يوسف رحمه الله انه يتابع ، لانه لم يظهر خطأ الامام بيقين

فانه روى ان عليا رضى الله عنه كبّر خمسا ، وهكذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

(المحيط البرهانى ص۱۸۰ ج۲، نوع آخر : من هذا الفصل فى الصلوة على الجنازة ، الفصل الاربعون فى الجنائز ، ط : دار الكتب العلمية ، بيروت ، لبنان)

(۵)......اذا اقتدى بمن لا يرى رفع اليدين فى تكبيرات العيدين يرفع يديه ، لان هذه مخالفة يسير فلا تخل بالمتابعة ، قال محمد رحمه الله تعالى فى الجامع : اذا دخل الرجل مع الامام فى صلوة العيد وهذا الرجل يرى تكبير ابن مسعود رضى الله عنه فكبر الامام غير ذلك اتبع الامام الا اذا كبر الامام تكبيرا لم يكبره احد من الفقهاء فحينئذ لا يتابعه۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۵۱ ج۱، الباب السابع عشر فى صلوة العيدين ، كتاب الصلوة)

(۶)......اقول : يؤخذ منه أن الحنفى اذا اقتدى بشافعى فى صلوة الجنازة يرفع يديه لانه مجتهد فيه فهو غير منسوخ ، لانه قد قال به ائمة بلخ من الحنفية۔

(شامی ص۵۴ ج۳، مطلب : امر الخليفة لا يبقى بعد موته ، باب العيدين ، كتاب الصلوة ، ط: مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

علامہ شامی رحمہ اللہ کا رجحان یہ ہے کہ حنفی نماز جنازہ میں جب شافعی امام کی اتباع کرے تو ہر تکبیر میں رفع یدین کرے، اس لئے کہ یہ مجتہد فیہ مسئلہ ہے، اور منسوخ نہیں ہے، اور حنفیہ میں علماء بلخ کا قول بھی یہی ہے۔

جنازہ میں ایک سلام کا مسئلہ جن احادیث میں ہے وہ احادیث منسوخ ہیں یا نہیں؟ اور ان پر دوسرے ائمہ کا عمل ہے یا نہیں؟ تو جنازہ میں ایک سلام کا مسئلہ احادیث میں ہے اور

اس پر دوسرے ائمہ کا عمل بھی ہے، اور وہ احادیث منسوخ بھی نہیں ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ مذکورہ احادیث اور فقہاء کی ان تصریحات کی وجہ سے حرمین شریفین میں جنازہ کی نماز میں امام کا اتباع کیا جائے، اور ایک طرف سلام پھیرنے پر اکتفا کیا جائے، تاہم اگر کوئی دونوں طرف سلام پھیر لے تو بھی گنجائش ہے۔ (مستفاد: کتاب الفتاوی ص۱۷۴ ج۲)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ''شامی'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: کوئی نماز جنازہ میں بالکل سلام نہ پھیرے تب بھی نماز جنازہ ہوگئی۔ (امداد الفتاوی جدید ص۳۸۲ ج۳)

جب بغیر سلام کے بھی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی تو کبھی اگر حنبلی امام کی اقتدا میں ایک سلام پر اکتفا کیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔: (وركنها) شيئان: (التكبيرات) الاربع (والقيام) (وسننها) ثلثة: التحميد، و الثناء، والدعاء فيها۔

(الدر المختار ص۱۰۵ ج۳، باب صلوة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟)

نوٹ:...... طحطاوی نے سلام کو واجب کہا ہے، اس لئے ترک سلام سے نماز واجب الاعادہ ہوگی: (وسننها اربع، الخ) الاولى ان يذكر الواجب قبل السنن، وهو التسليم مرتين بعد الرابعة كما ذكره بعد۔ (طحطاوی علی المراقی ص۵۸۳، باب احكام الجنازة)

اگر کبھی امام کی اتباع کرے اور ایک طرف سلام پھیرے اور کبھی اپنے مسلک پر عمل کرے اور دونوں طرف سلام پھیرے تو اس کی بھی گنجائش ہے، تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے شیخ نصیر بن یحی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ: آپ کبھی نماز جنازہ کی تکبیروں میں رفع یدین فرماتے اور کبھی ترک فرماتے۔

''وكان نصير بن يحى يرفع تارة ولا يرفع اخرى''۔

(البحر الرائق ص۳۲۲ ج۲، فصل السلطان احق بصلوته، كتاب الجنائز، زکریا، دیوبند)

میت کا چہرہ دیکھنا اور دکھانے کے چند مسائل

میت کا چہرہ دیکھنا کوئی شرعی حکم نہیں

مسئلہ:......اصل حکم یہ ہے کہ میت کا چہرہ دیکھنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے، اس لئے اس کے لئے کوئی خاص اہتمام کرنا مناسب نہیں۔ (کتاب النوازل ص ۵۹ ج ۶، سوال نمبر: ۲۴)

تدفین میں تعجیل مطلوب ہے

مسئلہ:......شرعی حکم یہ ہے کہ میت کو جتنا جلد ہو سکے کفن، نماز جنازہ اور دفن سے فراغت ہونی چاہئے، اس لئے چہرہ دکھانے میں میت کے تدفین میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے: حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، حضور ﷺ ان کی عیادت کے لے تشریف لائے، آپ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا: میرا گمان ہے کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے، (لہذا جب) ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا، اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا، اس لئے کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمان کی نعش اس کے گھر والوں کے درمیان روکی جائے۔

(ابوداؤد، باب تعجیل الجنازۃ، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: ۳۱۵۹)

''شامی'' میں ہے: موت کے بعد سے میت کے دفن تک تجہیز و تکفین ہر کام میں جلدی کرنا افضل ہے: ''والافضل ان یعجل بتجھیزہ کلہ من حین یموت''۔

(شامی ص ۱۳۶ ج ۳، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب: فی حمل المیت، کتاب الصلوۃ)

مردہ کو دفن کرنے سے پہلے میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے

مسئلہ:......مردہ کو دفن کرنے سے پہلے پہلے میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے، چاہے کفن دینے

سے پہلے ہو یا کفن دینے کے بعد ہو۔

(۱)......ولا بأس ان یرفع ستر المیت لیری وجهه ، وانما یکره ذلک بعد الدفن۔

(فتاوی عالمگیری ص۳۵۱ ج ۵، الباب السادس عشر فی زیارة القبور ، کتاب الکراهیة)

نماز جنازہ کے بعد چہرہ دیکھنے کا اعلان کرنا منع ہے

مسئلہ:......نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنے کا اعلان کرنا منع ہے۔

(فتاوی قاسمیہ ص۵۵۴ ج ۹،سوال نمبر:۳۷۶۵)

نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے

مسئلہ:......نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا فی نفسہ جائز ہے،لیکن اب یہ ایک رسم بنتی جارہی ہے،اس لئے ممنوع ہے۔(فتاوی قاسمیہ ص۵۵۴ ج ۹،سوال نمبر:۳۷۶۳)

مسئلہ:......جن رشتہ داروں نے ابھی میت کا چہرہ نہیں دیکھا ان کو اجازت ہے کہ نماز جنازہ کے بعد جلدی سے چہرہ دیکھ لیں۔(زیادہ تاخیر نہ کریں)۔

(فتاوی قاسمیہ ص۵۵۶ ج ۹،سوال نمبر:۳۷۶۴)

قبر میں یا قبرستان میں مردہ کا چہرہ دکھلانا کیسا ہے؟

مسئلہ:......قبر کے اندر یا قبر کے باہر قبرستان میں مردہ کا چہرہ دکھلانے کی شرع میں کوئی اصل نہیں ، یہ اہتمام کہ بعض جگہ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کھول کر چہرہ دکھلایا جاتا ہے بے اصل ہے،شریعت میں اس کی کوئی تاکید نہیں،کفن کا بند لگا دینے کے بعد چہرہ کھولنا مناسب نہیں، بسا اوقات آثارِ برزخ شروع ہو جاتے ہیں جن کا اخفاء مقصود ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۹۷ ج ۹،سوال نمبر:۴۲۰۶۔مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ،کراچی)

قبر کھول کر چہرہ دیکھنا حرام ہے

مسئلہ:......قبر کھول کر میت کا چہرہ دیکھنے کی اجازت نہیں، ایسا کرنا حرام ہے۔

(۱)......مات ولدها في غير بلدها وهي لا تصبر ، فارادت ان تنبش لا يجوز ، ويترك هناك۔

(فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگریہ ص۸۱ ج۴، الخامس والعشرون فی الجنائز ، نوع آخر ذهب الى المصلى الخ ، كتاب الصلوة)

(۲)......(قوله ولا ينبش ليوجه اليها) أى لو دفن مستدبرا لها وأهالوا التراب لا ينبش ، لان التوجه الى القبلة سنة والنبش حرام۔

(شامی ص۱۴۱ ج۳، باب صلوة الجنائز، مطلب فى دفن الميت ، كتاب الصلوة ، ط : مكتبة الباز)

(۳)......ولو وضع الميت لغير القبلة ، أو على شقه الايسر ، أوجعل رأسه موضع رجليه ، وأهيل عليه التراب لم ينبش۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۷ ج۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز ، الفصل السادس فى القبر والدفن ، كتاب الصلوة)۔فتاوی محمودیہ ص۲۰۰ ج۹، سوال نمبر:۴۲۵۰۔مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

چہرہ دیکھنے کے لئے ایک طرف سے آکر دوسری طرف نکلنا

مسئلہ:......میت کا چہرہ دیکھنے کے لئے چارپائی کے ایک طرف سے آکر دوسری طرف نکلتے رہنا انتظام کی وجہ سے جائز ہے، (اس میں کوئی طواف کی مشابہت نہیں ہے)۔

(کتاب النوازل ص۵۳ ج۶، سوال نمبر:۱۸)

غیر محرم عورت یا غیر محرم مرد کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں

مسئلہ:......غیر محرم مردوں کے لئے غیر محرم عورتوں کا اور غیر محرم عورتوں کے لئے غیر محرم

مردوں کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں۔

(۱)......قال اللہ تعالی : ﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ﴾، ﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ﴾۔ (پارہ:۱۸۔سورۂ نور، آیت نمبر:۳۰/۳۱)

ترجمہ:......مؤمن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔اور مؤمن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔(آسان ترجمہ)

(۲)......عن ام سلمة رضی الله عنها قالت : كنت عند النبی صلی الله عليه وسلم وعنده ميمونة ، فاقبل ابن ام مكتوم ، وذلک بعد ان اُمِرنا بالحجاب ،فقال النبی صلی الله عليه وسلم : احتجبا منه ، فقلنا : يا رسول الله ! أليس اعمى لا يُبصِرنا ولا يعرفُنا ؟ فقال النبی صلی الله عليه وسلم : افعمُياوَانِ انتما ؟ الستُما تُبصرانه ؟۔

(ابوداؤد، باب فی قوله تعالی : ﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ﴾ ، كتاب اللباس ، رقم الحديث:۴۱۱۲۔ترمذی، باب ماجاء فی احتجاب النّساء من الرّجال ، ابواب الادب ، رقم الحديث:۲۷۷۸)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھی اور (اس وقت وہاں) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں، اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے- اور یہ واقعہ پردہ کا حکم دیئے جانے کے بعد کا تھا- نبی کریم ﷺ نے (ہم دونوں سے) فرمایا: تم دونوں ان سے پردہ کرو، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں پہنچانتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں اندھی ہو؟، کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں؟۔

(۳)......عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله عليه

وسلم قال : لا ينظر الرجل الى عورة الرجل و لا المرأة الى عورة المرأة ، الخ۔

(مسلم، باب تحريم النظر الى العورات ، كتاب الحيض ، رقم الحديث :۳۳۸)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو دیکھے۔

(۴)......فحل النظر مقيد بعدم الشهوة والا فحرام ، وهذا فى زمانهم ، واما فى زماننا فمنع من الشابة ....(الا) النظر لا المس (لحاجة) كقاض و شاهد يحكم۔

(شامی ص۵۳۲ ج۹، فصل فى النظر والمس ، كتاب الحظر والاباحة ، ط : مكتبة دار الباز)

وفات کے بعد بیوی اور شوہر کا ایک دوسرے کے چہرہ کو دیکھنا

مسئلہ:......بیوی کی وفات کے بعد شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔(البتہ شوہر کا بیوی کو چھونا درست نہیں)۔

مسئلہ:......شوہر کی وفات کے بعد بیوی شوہر کا چہرہ دیکھ سکتی ہے۔

(۱)......ويمنع زوجها من غسلها و مسها لا من النظر اليها على الاصح .... وهى لا يمنع من ذلك أى من تغسيل زوجها دخل بها أولا .... لانها تلزمها عدة الوفاة ولو لم يدخل بها۔

(شامی ص۹۰ ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب فى حديث : كل سبب و نسب منقطع الا سببى و نسبى ، كتاب الصلوة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

دفن کے وقت غیر مسلموں کو میت کا چہرہ دکھانا

مسئلہ:......دفن کے وقت قبرستان میں عیسائی یا غیر مسلم جو مسلمان میت کے دوست ہوں، تقاضا کریں کہ ہمیں مردہ کا چہرہ دکھایا جائے ،تو اگر نہ دکھانے کی حالت میں شر وفتنہ کا خوف

ہوتو جائز ہے، لیکن اگر زیادہ شر کا اندیشہ نہ ہوتو انکار کر دیا جائے کہ یہی احوط ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۸۰ ج۹، سوال نمبر:۴۲۰۷۔ مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

مسئلہ:......مسلمان عورتوں کا غیر مسلم عورتوں سے پردہ کرنا کم از کم مستحب ضرور ہے، اس لئے مسلم مرحوم عورت کا چہرہ غیر مسلم عورت کو دکھانے سے منع کرنے کی گنجائش ہے۔

(۱)......ولا يحل للمسلمة ان تنكشف بين يدى يهودية أو نصرانية أو مشركة ، الا ان تكون امة لها۔

(شامی ص۵۳۴ ج۹، **فصل فى النظر والمس ، كتاب الحظر والاباحة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة**)

(۲)......وقال ابن حجر : الاصح تحريم نظرها الى ما لا يبدو فى المهنة من مسلمة غير سيدتها و محرمها ، و دخول الذميات على امهات المؤمنين الوارد فى الاحاديث الصحيحة دليل لحل نظرها منها ما يبدو فى المهنة ، وقال الامام الرازى المذهب انها كالمسلمة ، والمراد بنسائهن جميع النساء ، وقول السلف محمول على الاستحباب ، وهذا القول ارفق بالناس اليوم ، فانه لا يكاد يمكن احتجاب المسلمات عن الذميات۔

(روح المعانی ص۱۴۳ ج۱۸۔ معارف القرآن ص۴۰۴ ج۶، سورۂ نور، تحت آیت نمبر:۳۱)

نوٹ:......اس وقت کے حالات میں خصوصا جن غیر مسلم ممالک میں ہم رہ رہے ہیں اور بے پردگی کے حیا سوز ماحول میں ہمارا معاشرہ زندگی گذار رہا ہے، وہاں اس طرح ان غیر مسلم عورتوں کو- جو مسلمان مردہ عورت کی سہلیاں تھیں- کے چہرہ دکھانے میں سختی نہیں کرنی چاہیئے، جبکہ ان میں بہت سی عورتیں ان غیر مسلم عورتوں کے ساتھ زندگی کا ایک بڑا عرصہ کام وغیرہ میں گذار چکی ہیں۔

ایک قبر میں ایک سے زائد مردوں کو دفن کرنا

سوال:......ایک قبر میں ایک سے زیادہ مردوں کو دفنانا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں (برطانیہ کے) شہروں میں جگہ کی قلت اور قیمت کی کثرت کی بنا پر ایک قبر میں ایک سے زائد مردوں کو دفنایا جائے تو درست ہے یا نہیں؟ جواب میں فقہاء کی عبارات کے ساتھ ساتھ احادیث بھی لکھ دی جائیں تو بہتر ہے۔اسی طرح اکابر کے فتاوی بھی درج فرمادیں تو مزید احسان ہوگا۔

الجواب:......حامداومصلیاومسلما:

مسئلہ:......فقہاء کے یہاں کوئی اختلاف نہیں کہ ایک قبر میں ایک سے زیادہ (مردوں) کو دفن نہیں کیا جائے گا، مگر یہ کہ مجبوری ہو، جیسے جگہ تنگ ہو یا گورکن یا دوسری زمین کا ملنا دشوار ہو، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ ہر ہر مردے کو الگ الگ قبر میں دفن کرتے تھے۔صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور بعد کے لوگوں کا عمل یہی رہا ہے۔(موسوعہ فقہیہ اردو ص ۴۵ ج ۲۰، عنوان: دفن)

نوٹ:......ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یدفن کل میت فی قبر واحد۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے یہ روایت ان الفاظ سے نہیں دیکھی، البتہ استقراء اور تتبع سے یہ چیز معروف ہے۔" ان یدفن کل میت فی قبر، کذلک فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لم ارہ ھکذا، لکنہ معروف بالاستقراء"۔

(تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر ص ۲۷۱ ج ۲، کتاب الجنائز، تحت رقم الحدیث: ۷۹۷(۶۷))

ایک قبر میں بلاضرورت ایک سے زیادہ یعنی دو یا تین یا زیادہ میتوں کا دفن کرنا جائز نہیں ہے، اور ضرورت ہو تو جائز ہے۔(عمدۃ الفقہ ص ۵۴۳ ج ۲)

ضرورت کے وقت مثلا: جگہ تنگ ہو، یا کسی بڑے شہر میں زمین کا ملنا مشکل ہو، یا کسی علاقہ میں تدفین کے لئے زمین کی قیمت برداشت سے زیادہ ہو، یا قبر تیار کرنے والے نہیں مل سکتے، یا کسی وبا کی وجہ سے بہت اموات ہوں، یا کسی حادثہ میں شہداء کی کثرت ہو، یا کوئی اور مجبوری ہو تو ایک قبر میں ایک سے زیادہ دو، تین مردوں کو دفن کرنا جائز ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر مستقل باب قائم فرمایا ہے، اور اس میں یہ حدیث ذکر کی ہے:

(۱)......عن عبد الرحمن بن كعب : انّ جابر بن عبد الله رضى الله عنهما : اخبره ان النبی صلی الله علیه وسلم كان يَجْمَع بين الرّجُلَين من قَتْلٰى اُحد۔

(بخاری، باب دفن الرّجُلين والثلا ثه في قبر واحد ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۳۴۵)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ: نبی کریم ﷺ شہداء احد میں سے دو مردوں کو (ایک قبر میں) جمع کرتے تھے۔

تشریح:......کبھی اموات بہت ہوتی ہیں اور ہر ایک کے لئے قبر کھودنا مشکل ہوتا ہے، ایسی صورت میں ایک قبر میں متعدد اموات دفن کی جاسکتی ہیں۔

اس حدیث میں ایک قبر میں دو کو دفن کرنے کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں تین کو بھی دفن کرنے کا ذکر ہے، مگر وہ ''بخاری'' میں لانے کے قابل نہیں، اس لئے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ترجمہ میں ''الثلا ثة'' بڑھا دیا ہے،

(تحفۃ القاری ص۱۰۴ ج۴)

یہاں آپ ﷺ نے ایک قبر میں دو یا دو سے زیادہ مردوں کو ایک ساتھ دفنانے کی

اجازت مرحمت فرمائی، اس لئے کہ ضرورت اور مجبوری تھی، اور اس ضرورت اور مجبوری کا ذکر ''ابوداؤد'' ''ترمذی'' اور نسائی'' کی روایت میں ہے:

(۲)......جاء ت الانصار الی رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم احد فقالوا : اصابنا قرح و جهد ، فکیف تأمرنا ؟ قال : اِحفِروا واَوسِعوا ، واجعلوا الرّجُلَین و الثلا ثة فی القبر ، الخ۔(ابوداؤد، باب فی تعمیق القبر ،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۱۵)

ترجمہ:......غزوۂ احد کے دن حضرات انصار رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ: ہم زخمی ہیں اور تھکے ہوئے ہیں، پس آپ ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ یعنی ہم شہداء کی قبریں کس طرح کھودیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قبر کشادہ کھودو اور ایک قبر میں دو دو اور تین تین کو دفن کردو۔

(۳)......شُکی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم الجراحات یوم احد فقال: اِحفِروا ، وأوسِعوا ، وأحسنوا ، وادفِنُوا الاثنین والثلا ثة فی قبر واحد ، الخ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی دفن الشهداء ، ابواب الجهاد ، رقم الحدیث:۱۷۱۳)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ سے غزوۂ احد میں لگنے والے زخموں کی شکایت کی گئی، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ: قبر کھودو اور (اسے) کشادہ کرو اور اچھی طرح صاف کرو، پھر دو دو تین تین کو ایک قبر میں دفن کرو۔

''نسائی'' کی روایت میں ہے:'' لما کان یوم احد اصاب الناس جهد شدید''۔

(نسائی، دفن الجماعة فی القبر الواحد ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۲۰۱۷)

یعنی احد کے دن لوگوں کو سخت مشقت پہنچی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بھی اس طرح کا باب قائم کر کے یہ حدیث نقل کی ہے:

(۵)......اُتـی رسـول الله صلی الله علیه وسلم یوم احد بعبد الله بن عَمرو بن حزام و عَـمـرو بـن الـجـمـوح رضـی الـله عنهما قتیلین ، فقال : ادفنوهما فی قبر واحد ، فانهما کانا متصافِیَیْن فی الدنیا ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۲ ج۷، فی الرّجُلین یدفنان فی قبر واحد ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۷۷۴)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ کے پاس غزوۂ احد کے دن حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام اور حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہما کی لاشیں لائی گئیں ، آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کوایک قبر میں دفن کردو،اس لئے کہ یہ دونوں دنیا میں دوست اورساتھی تھے۔

(۶)......عـن عبـد الـرحـمن بن کعب عن ابیه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم کان یجمع بین الرّجُلَین والثلا ثة فی اللحد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۳ ج۷، فی الرّجُلین یدفنان فی قبر واحد ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۷۷۸)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ ایک ہی قبر میں دو، تین شخصوں کوجمع کرتے تھے(یعنی دفن فرماتے تھے)۔

(۷)......عـن ابـی عبیـدة ، عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال : ادفنونی فی قبر عثمان بن مظعون رضی الله عنه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۸۲ ج۷، فی الرّجُل یوصی أن یُدفن فی الموضع ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۹۷۷)

ترجمہ:......حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

نے وصیت فرمائی تھی کہ: مجھے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر میں دفن کرنا۔

(۸)......عن اشعث ، عن الحسن قال : کان یکرہ ان یُدفن اثنان فی قبر واحد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۲ج۷، فی الرّجُلین یدفنان فی قبر واحد ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۷۷۶)

ترجمہ:......حضرت اشعث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ دو شخصوں کو ایک قبر میں دفن کرنا پسندیدہ نہیں فرماتے تھے۔

فقہاء کی صراحت

فقہاء نے بھی اس کی صراحت فرمائی ہے:

(۱)......و لا یدفن اثنان أو ثلثة فی قبر واحد الا عند الحاجة .....و یجعل بین کل میتین حاجز من التراب ...... ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۶ج۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ، الفصل السادس فی القبر و الدفن والنقل من مکان الی آخر ، کتاب الصلوة)

(۲)......و لا یدفن اثنان فی قبر الا لضرورة ، وھذا فی الابتداء ...... ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ ، الخ۔

(شامی ص۱۳۸ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی دفن المیت ،کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

(۳)......و لا یحفر قبر لدفن آخر الا ان بلی الاول فلم یبق له الا عظم۔

(فتح القدیر ص۱۰۲ج۲، فصل : باب الجنائز ، قبیل باب الشھید ،کتاب الصلوة)

(۴)......(و لا بأس بدفن اکثر من واحد) فی قبر واحد (للضرورة) فان وجدت

جازت الزيادة عليه ..... ومن الضرورة المبيحة لجمع ميتين فصاعدا فی قبر واحد ابتداء علی ما ذكره ابن اميرحاج قلة الدافنين ' أو ضعفهم أو اشتغالهم بما هو اهم۔

(حاشیۃ الطحطاوی ص۶۱۲، فصل فی حملها و دفنها ،كتاب الصلوة ، دار الكتب اللعلمية ، بيروت)

(۵)......و لا يدفن اثنان أو ثلثة فی قبر واحد الا عند الحاجة .....و يجعل بين كل ميتين حاجز من التراب ليصير فی حكم قبرين .... ولو بلی الميت وصار ترابا جاز دفن غيره فی قبره و زرعه والبناء عليه ، وفی الواقعات : عظام اليهود لها حرمة اذا وجدت فی قبورهم كحرمة عظام المسلمين حتی لا تكسر ، الخ۔

(بحرالرائق ص۳۳۹/۳۴۰ج۲، قبيل : باب صلوة الشهيد ، كتاب الجنائز)

چند اکابر کے فتاوی

(۱)......دیدہ ودانستہ پرانی قبر کو بحالت موجودگی میت کے بدون ضرورت کے کھودنا جائز نہیں، اور اگر اتفاقاً قبر کھودتے ہوئے دوسری میت کی ہڈیاں نکلیں تو ان کو ایک طرف کریں اور کسی قدر بیچ میں پردہ رکھ کر دوسری میت کو دفن کریں، یہ جائز ہے، کیونکہ مردہ کے بوسیدہ ہونے کے بعد جواز ہی مختار ہے، چنانچہ شامی میں بعد نقل اقوال علماء یہ لکھا ہے: فالاولی اناطة الجواز بالبلاء اذ لا يمكن ان يعد لكل ميت قبر لا يدفن فيه غيره۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل مکمل ص۲۶۱ ج۵، مسائل دفن، سوال نمبر: ۳۰۱۷۔ دارالاشاعت)

(۲)......جب پہلی میت خاک ہوجائے تو اس کی قبر میں دوسرے کو دفن کرنا جائز ہے۔

(احسن الفتاوی ص۲۴۰ ج۴)

(۳)......اگر قبر اتنی پرانی ہوجائے کہ میت بالکل مٹی بن جائے تو اس قبر میں دوسری میت کو دفن کرنا درست ہے، ورنہ بلا ضرورت ایسا کرنا منع ہے، اور بوقت ضرورت جائز ہے، اور

ایسی حالت میں جب میت کی ہڈیاں وغیرہ کچھ قبر میں موجود ہوں تو وہ ایک طرف علیحدہ قبر میں رکھ دی جائیں۔ اگر میت بالکل صحیح وسالم قبر میں موجود ہو تو بھی بوقت ضرورت اس کے برابر اسی قبر میں دوسری میت کو رکھنا جائز ہے، لیکن میت قدیم اور میت جدید کے درمیان مٹی کی آڑ بنادی جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص۹۶ ج۹۔ مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

(۴)......اگر غالب گمان ہے کہ میت بوسیدہ ہوکر خاک ہوگئی ہوگی تو اس وقت دوسری میت کو اس میں دفن کرنا درست ہے، ورنہ نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا ص۲۷۷ ج۲)

(۵)......میت کو دفن کرنے کے لئے کسی دوسرے مردے کی قبر کو نہیں کھودا جائے گا، اگر کھدائی کے وقت قبر میں کچھ ہڈیاں ظاہر ہوں تو ان کو ایک طرف کرکے دوسری میت کو دفن کرنے کی گنجائش ہے، دوسری علیحدہ قبر کھودنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاوی دارالعلوم زکریا ص۲۷۶ ج۲)

(۶)......ایک ہی قبر میں متعدد مردوں کو دفن کرنا شرعاً جائز ہے، مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ پہلے سے دفن کردہ مردہ کے گوشت و پوست وغیرہ گل کر بالکل ختم ہوگئے ہوں، اس سے پہلے قبر کھودنے میں چونکہ میت کی ہتک حرمت لازم آتی ہے (جو ممنوع ہے) اس لئے دوسرا مردہ دفن کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ص۷۷ ج۱۰۔ سوال نمبر ۳۹۲۷)

مرغوب احمد لاجپوری

۶/ ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ، مطابق: ۹/ جولائی ۲۰۱۹ء منگل

نوٹ:...... ہمارے یہاں برطانیہ میں مردے کی لاش کو ختم ہوتے اور گلتے ہوئے دس سے بارہ سال کا عرصہ لگتا ہے۔ اس لئے یہاں بارہ سال سے پہلے اسی قبر میں دفنانے سے احتراز کرنا چاہئے، بوقت ضرورت احتیاطاً پندرہ بلکہ بیس سال گذرنے کے بعد اس قبر کو کھود

کر دوسرے مردے کو دفن کرنے کی گنجائش ہے۔حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے اس اثر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے:

عبد الرزاق عن الثوری قال : اذا مرّ بالقبر بمكة عشر سنين فاصنعُ به ما بدا لک دارا أو مسجدا أو حرثا أو ما كان ، فاما فى بلادكم فعشرين سنة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۰۶ ج۳، باب الجدث و البنیان ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۴۹۴)

ترجمہ:......حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تمہارا گذر مکہ مکرمہ میں کسی قبر کے پاس سے ہو جس قبر پر دس سال گذر جائیں تو اب تمہاری مرضی ہے کہ اسے جو چاہیں بنالیں، گھر بنالیں، مسجد بنالیں، کھیت بنا لیں، لیکن جہاں تک تمہارے دوسرے علاقوں کا تعلق ہے وہاں یہ مدت بیس سال ہوگی۔

قبر پر درخت کی شاخیں لگانا

مسئلہ:......قبر پر کسی درخت کی شاخ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ اسے ضروری اور لازم نہ سمجھا جائے، اور نہ اس پر مداومت کی جائے، کبھی کبھی لگا دیا جائے تو حرج نہیں ہے۔

(مستفاد: فتاوی قاسمیہ ص۴۴۳ ج۱۰، سوال نمبر: ۳۹۷۹)

مسئلہ:...... بیری کی شاخ قبر میں رکھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

(مستفاد: فتاوی محمودیہ ص۱۰۴ ج۹، سوال نمبر: ۴۲۳۱/۴۲۳۲۔ جامعہ فاروقیہ، کراچی)

مسئلہ:......قبر میں صندوق کے اوپر تختہ رکھنے کے بعد مٹی ڈالنے سے پہلے اس کے اوپر بیری کی شاخ رکھنا شریعت سے ثابت نہیں۔

(تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ ص۲۴۰، جنازے اور میت اور قبروں کے مسائل کا بیان)

مسئلہ:......قبر کو سیدھا رکھنے کے لئے بطور نشان بیری کی شاخ اوپر سے گاڑ دی جائے جیسا کہ بہت سی جگہوں پر معمول ہے، تو اس میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے۔

(کتاب النوازل ص۲۰۴ ج۶، سوال نمبر: ۱۶۰)

(۱)......اوصی بریدة الاسلمی رضی الله عنه : ان یُّجعلَ فی قبره جریدان۔

(بخاری، باب الجرید علی القبر ، کتاب الجنائز ، قبل رقم الحدیث:۱۳۶۱)

ترجمہ:......حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی کہ: ان کی قبر پر کھجور کے درخت کی دو شاخیں رکھی جائیں۔

(۲)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : مرّ النبی صلی الله علیه وسلم بحائط من حیطان المدینة أو مکة ، فسمع صوت انسانین یُعذَّبانِ فی قبورهما ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : یُعذّبان ، وما یُعذَّبان فی کبیر، ثم قال : بلی ،کان احدُهما لا

یستتر من بوله ، وكان الآخر يمشي بِالنَّميمة ، ثم دعا بجريدةٍ فكسرها كِسْرتين فوضع على كلّ قبر مّنهما كِسرة ، فقيل له : يا رسول الله ! لِمَ فعلتَ هذا ؟ قال صلى الله عليه وسلم : لعلّه ان يُخفَّف عنهما ما لم يَيْبسا أو الى ان ييبسا۔

(بخاری، باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله ، کتاب الوضوء ، رقم الحدیث:۲۱۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے باغات میں سے کسی باغ کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں، جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے، اوران کو کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیا جارہا ہے، پھر فرمایا: کیوں نہیں، ان میں سے ایک پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا چغلی کھاتا تھا، پھر آپ ﷺ نے درخت کی ایک شاخ منگائی اوراس کے دوٹکڑے کیے، اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا، آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک یہ خشک نہیں ہوں گے ان کے عذاب میں تخفیف کردی جائے گی۔

تشریح:......یعنی یہ دونوں گناہ ایسے ہیں کہ ان سے بچنا کوئی مشکل کام نہیں، اس لحاظ سے وہ کبیرہ نہیں، لیکن معصیت کے لحاظ سے پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور چغل خوری کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔

پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کو عذاب قبر سے یہ مناسبت ہے کہ: پاکی عبادت کے لئے پہلا قدم ہے، اور قبر عالم آخرت کی پہلی منزل ہے، قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، اور طہارت نماز سے مقدم ہے، اس لئے منازل آخرت کی پہلی منزل یعنی

قبر میں طہارت کے ترک پر عذاب دیا جائے گا۔اس کی تائید ایک مرفوع روایت سے بھی ہوتی ہے: " اتقوا البول فانه اول ما يحاسب به العبد فى القبر"رواه الطبرانى باسناد حسن۔(معارف السنن ص۲۶۳ ج۱۔درس ترمذی ص۲۸۵ ج۱، باب التشديد فى البول)

علماء اور شراح حدیث کا اختلاف ہے کہ ان قبروں پر عذاب کی کمی اس ٹہنی کی وجہ سے ہے، یا یہ آپ ﷺ کے دست مبارک کی برکت ہے۔ دونوں رائیں منقول ہیں۔امام خطابی اور علامہ طرطوشی اور بعض فقہاء رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کے دست مبارک کی برکت ہے،اس لئے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان حضرات نے یہاں تک فرمادیا کہ اس طرح ٹہنی گاڑنے کی کوئی اصل نہیں۔

اس کے برخلاف بعض حضرات محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ نے اس حدیث کی وجہ سے قبر پر شاخ اور خوشبودار پھول وغیرہ کی اجازت دی ہے، بلکہ مندوب اور مستحب بھی لکھا ہے۔

چند محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ کی عبارات درج ہیں:

(۱)......وذكر اثر بريدة وهو يؤذن بمشروعيتها ، ثم اثر ابن عمر رضى الله عنهما المشعر بانه لا تاثير لما يوضع على القبر بل التاثير للعمل الصالح۔

(فتح الباری ص۲۶۵ ج۳، باب الجريدة على القبر ، كتاب الجنائز ، تحت رقم الحديث :۱۳۶۱)

(۲)......وضع الناس الجريد و نحوه فى القبر عملا بهذا الحديث ، قال الطرطوشى لان ذلك خاص ببركة يده۔

(اعلاء السنن ص۳۴۴ ج۸، باب استحباب غرز الجريدة الرطبة على القبر ، كتاب الجنائز ، تحت رقم الحديث :۲۳۲۳)

(۳)......القول بالخصوصية هو الصواب ، لان الرسول عليه الصلوة والسلام لم

يغرز الجريدة الا على قبور علم تعذيب اهلها ، ولم يفعل ذلک...ولو كان مشروعا لبادروا اليه ، واما ما فعله بريدة فهو اجتهاد منه ، والاجتهاد يخطيء و يصيب ، والصواب من ترک ذلک۔

(حاشیہ فتح القدیر ص۲۲۳ ج۳، باب ،حديث :۱۳۶۱،بحوالہ: فتاوی قاسمیہ ص۱۴۱ ج۱۰)

(۴)......و فى المرقاة : قال النووى : اما وضعهما على القبر فقيل : انه عليه الصلوة والسلام سأل الشفاعة لهما فأجيبت بالتخفيف الى ان ييبسا ، وقد ذكر مسلم فى آخر الكتاب فى حديث جابر : ان صاحبى القبرين اجيبت شفاعتى فيهما أى برفع ذلک عنهما ما دام القضيبان رطبين ، وقيل : انه كان يدعو لهما فى تلک المدة ، وقيل : لانهما يسبحان ما داما رطبين (الى ان قال)…. قد ذكر البخارى : ان بريدة بن الحصيب الصحابى أوصى : ان يجعل فى قبره جريد تان فكأنه تبرک بفعل مثل رسول الله صلى الله عليه و سلم ، وقد انكر الخطابى ما يفعله الناس على القبور من الاخواص و نحوها بهذا الحديث وقال : لا اصل له۔

(مرقاۃ ص۳۵۱ ج۱،(ملتان کوئٹہ) باب آداب الخلاء ، مسئلة : وضع الريحان و جرائد النخل على القبر، الفصل الاول ، كتاب الطهارة)

(۶)......وقد استنكر الخطابى ومن تبعه وضع الناس الجريد ونحوه فى القبر عملا بهذا الحديث ، قال الطرطوشى : لان ذلک خاص ببركة يده ، وقال القاضى عياض : لانه علل غرزهما على القبر بامر مُغيَّب وهو قوله " ليعذبان " قلت لا يلزم من كوننا لا نعلم ايعذب ام لا ، ان لا نتسبب له فى امر يخفف عنه العذاب ان لو عُذِّب كما لا يمنع كوننا لا ندرى ارحم ام لا ان لا ندعو له بالرحمة ، وليس فى

السیاق ما یقطع علی انه باشَرَ الوضع بیده الکریمة ، الخ۔

(فتح الباری ص۶۵۶ ج۱، باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله ، کتاب الوضوء ، تحت رقم الحدیث :۲۱۶ (مطبوعہ: رشیدیہ، کوئٹہ، پاکستان)

(۷)......ویکره عند القبر ما لم یعهد من السنة۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۶ ج۱، الباب الحادی و العشرون فی الجنائز ، الفصل السادس فی القبر و الدفن والنقل من مکان الی آخر ، کتاب الصلوة)

(۸)......و فی الظهیریة : ولو وضع علیه شئی من الاشجار أو کتب علیه شئی فلا بأس به عند البعض۔

(بحرالرائق ص۳۴۰ ج۲، (زکریا)، فصل : السلطان احق بصلوته ، کتاب الجنائز)

’’درس ترمذی‘‘ میں اس مسئلہ پر بہت عمدہ توجیہ منقول ہے:

علماء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی اور کسی کے لئے ایسا کرنا درست نہیں۔ علامہ بطال اور علامہ مازری رحمہما اللہ نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ: حضور ﷺ کو بذریعہ وحی یہ علم دیا گیا تھا کہ ان پر عذاب قبر ہو رہا ہے، اور اس کے ساتھ ہی یہ علم بھی دیا گیا تھا کہ شاخیں گاڑنے کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف بھی ہوسکتی ہے، لیکن کسی دوسرے کو نہ صاحب قبر کے معذب ہونے کا علم ہوسکتا ہے اور نہ تخفیف عذاب کا، اس لئے دوسروں کے لئے شاخ کا گاڑنا درست نہیں ہے۔

اس قسم کی تصریحات حافظ ابن حجر، علامہ عینی، امام نووی اور علامہ خطابی رحمہم اللہ سے بھی منقول ہیں۔ البتہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ نے ’’بذل المجہود‘‘ میں ابن بطال اور مازری رحمہما اللہ کے قول پر اعتراض کیا، اور فرمایا کہ: اگر

معذب ہونے کا علم نہ بھی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مردے کے لئے تخفیف عذاب کی کوئی صورت اختیار نہ کی جائے، ورنہ پھر مردے کے لئے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب بھی درست نہ ہونا چاہیئے۔.....

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے اس باب میں قول فیصل یہ بیان فرمایا ہے کہ: حدیث سے ثابت ہونے والی ہر چیز کو اسی حد پر رکھنا چاہیئے جس حد تک وہ ثابت ہے، حدیث میں ایک یا دو مرتبہ شاخ گاڑنا تو ثابت ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احیانا ایسا کرنا جائز ہے، **وعلیہ یحمل قول الشیخ السہارنفوری** ، لیکن یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ حدیث باب کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے کسی اور شخص کی قبر پر ایسا فرمایا ہو، اسی طرح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے قبر پر شاخیں گاڑنے کو اپنا معمول بنالیا ہو، یہاں تک کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن جابر رضی اللہ عنہم سے بھی جو اس حدیث کے راوی ہیں، یہ منقول نہیں کہ انہوں نے تخفیف عذاب کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہو، اس سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ عمل اگرچہ جائز ہے، لیکن سنت جاریہ اور عادت مستقلہ بنانے کی چیز نہیں: **فالحق ان یعطی کل شیء حقہ ولا یجاوز عن حدہ ، وھو الفقہ فی الدین ، واللہ اعلم بالصواب**۔ (درس ترمذی ص۲۸۶ ج۱، **باب التشدید فی البول**)

قبر پر پھول رکھنا

مسئلہ: ......بعض حضرات کے نزدیک قبر پر پھول رکھنا بے اصل ہے، اس کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔

(۱)......**وکذلک ما یفعلہ اکثر الناس من وضع ما فیہ رطوبۃ من الریاحین والبقول**

ونحوهما على القبور ليس بشىء ، الخ۔

(عمدۃ القاری ص۱۸۰ ج۳، باب من الكبائر لا يستتر من بوله ، بيان استنباط الاحكام ، كتاب الوضوء ، تحت رقم الحديث:۲۱۶۔ مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ ، بیروت)

(۲)......و قال العينى : ان القاء الرياحين ليس بشىء۔

(فیض الباری ص۴۸۹ ج۲، فصل الجريد على القبر ، كتاب الجنائز)

(۳)......ويكره عند القبر ما لم يعهد من السنة۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۶ ج۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز ، الفصل السادس فى القبر و الدفن والنقل من مكان الى آخر ، كتاب الصلوة)

(۴)......فترى العامة يلقون الزهور على القبور ، لا اصل لها فى الدين ولا مستند لها من الكتاب والسنة۔

(معارف السنن ص۲۶۶ ج۱، فصل : السلطان احق بصلوته ، كتاب الجنائز)

مسئلہ:......بعض حضرات نے قبر پر پھول رکھنے کو مباح اور درست قرار دیا ہے، اس لئے کہ بعض فقہاء نے اس کے جواز کی صراحت فرمائی ہے۔

(۱)......ثم افتى بعض الائمة من متأخرى اصحابنا بان ما اعتيد من وضع الريحان والجريد سنة لهذا الحديث۔

(مرقاۃ ص۳۵۱ ج۱، (ملتان کوئٹہ) باب آداب الخلاء ، مسئلة : وضع الريحان و جرائد النخل على القبر، الفصل الاول ، كتاب الطهارة)

(۲)......ومن الحديث ندب وضع ذلک للاتباع ، و يقاس عليه ما اعتيد فى زماننا من وضع اغصان الآس و نحوه ، و صرح بذلک ايضا جماعة من الشافعية ، وهذا

اولی مما قاله بعض المالكية من ان التخفيف عن القبرين انما حصل ببركة يده الشريفة صلى الله عليه وسلم أو دعائه لهما فلا يقاس عليه غيره ، الخ۔

(شامی ص۱۵۵ ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی وضع الجريد و نحوِ الآس علی القبور ، كتاب الصلوة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۳)......وتمسک کنند ایں جماعۃ بایں حدیث درانداختن سبزہ وگل رابرقبور۔

(اشعۃ اللمعات ص۲۰۰ ج۱)

(۳)......وضع الورد والرياحين على القبور حسن۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۶ ج۱، الباب السادس عشر في زيارة القبور ، كتاب الصلوة)

(۳)......ويسن وضع الجريد الاخضر والريحان و نحوه من الشيء الرطب على القبر۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ص۵۳۰ ج۱ (ص۱۵۵۹) مطلب الثانی ، باب احترام القبور ، كتاب الصلوة)

قبر پر پھول چڑھانا بدعت ہے، رکھنا درست ہے

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم نے بڑی فیصلہ کن بات فرمائی کہ: قبر پر پھول چڑھانا حرام ہے، چڑھانا بندگی ہے، اور غیر اللہ کی کسی بھی درجہ میں بندگی شرک ہے، ہاں قبر پر پھول' پتے اور گھاس وغیرہ رکھنا اور ڈالنا جائز ہے۔ اور دونوں کا فرق اس طرح معلوم کیا جا سکتا ہے کہ جو شخص پھول لے کر کسی قبر پر جا رہا ہے اس کو نیم کے پتوں کا ایک گٹھر دو اور کہو: پھولوں کی یہ چند پنکھڑیاں مجھے دیدے، اور یہ بہت سارے پتے لے جا کر قبر پر رکھ دے، یہ ان سے زیادہ تسبیح پڑھیں گے، اگر وہ اس کے لئے بے تکلف تیار ہو جائے تو سمجھ لو کہ وہ پھول رکھنے جا رہا ہے اور اگر وہ ناک منہ چڑھائے اور اس کو صاحب

قبر کی توہین سمجھے تو سمجھ لو کہ وہ پھول چڑھانے جا رہا ہے جو شرک ہے۔

(تحفۃ القاری ص۵۵۰ ج۱، باب من الکبائر لا یستتر من بوله ، تحت رقم الحدیث:۲۱۶)

نوٹ:......اس وقت قبروں پر پھول وغیرہ رکھنے میں بھی غلو ہو گیا ہے، اور اس پر ایک بڑی رقم خرچ ہو رہی ہے، یہ قطعاً مناسب نہیں، اسی رقم سے مرحوم کے لئے کوئی ایصال ثواب کا کام کیا جائے، مثلاً کوئی کنواں کھودوا دیا جائے، کسی غریب کے مکان کا بندوبست کر دیا جائے یا غریب علاقہ میں چھوٹا سا مکتب یا حفظ کلاس شروع کیا جائے تو زیادہ مفید رہے گا۔

قبر میں خوشبو چھڑکنا

''فتاوی محمودیہ'' میں ہے:

مسئلہ:......خوشبو قبر میں ڈالنا ثابت ہے۔

مسئلہ:......قبر میں میت کو رکھ کر اس میت پر خوشبو چھڑکنا بدعت ہے۔

(۱)......و ذکر ابن الحاج فی المدخل : انه ینبغی ان یجتنب ما احدثه بعضهم من انهم یأتون بماء الورد ، فیجعلونه علی المیت فی قبره ، فان ذلک لم یُرْوَ عن السلف رضی الله عنهم ، فهو بدعة ، قال : یکفیه من الطیب ما عمل له وهو فی البیت ، فنحن متبعون لا مبتدعون ، فحیث وقف سلفنا وقفنا''۔

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی الفلاح ص۶۰۸، فصل فی حملها و دفنها ، احکام الجنائز)

(۲)......ویوضع الحنوط فی القبر ، لانه علیه الصلوة والسلام فعل ذلک بابنه ابراهیم رضی الله عنه۔

(فتح المعین علی شرح الکنز ، للعلامة ابی السعود المصری ص۳۴۶ ج۱، باب الجنائز)

(فتاوی محمودیہ ص۱۰۳ ج۹، سوال نمبر:۴۲۲۸۔ جامعہ فاروقیہ، کراچی)

قبر پر نام کا کتبہ لگانا

(۱)......عن جابر رضی الله عنه قال : نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان تُجصَّصَ القبور، وان یُکتَبَ علیها ، وان یُبنی علیها ، وان تُوطَأ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهية تجصيص القبور والكتابة عليها ، ابواب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۰۵۲۔ابوداؤد، باب : في البناء على القبر ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۲۲۶۔نسائی، الزيادة على القبر ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۲۰۲۶)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبریں پختہ بنانے ،اوران پر لکھنے (یعنی ان پر کتبے لگانے)اوران پر عمارت بنانے ،اوران کوروندنے سے منع فرمایا۔

تشریح:......حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم فرماتے ہیں:

قبریں پختہ بنانا اوران پر کتبہ لگانا اوران پر گنبد بنانا تعظیم کی وجہ سے ممنوع ہے،اوران کو روندنے کی ممانعت ان کی اہانت کی وجہ سے ہے،قبور کی نہ غایت درجہ تعظیم کرنی چاہئے نہ توہین،ان کے ساتھ معتدل معاملہ کرنا ضروری ہے۔

اور میرے نزدیک پختہ قبریں بنانے کی ،ان پر کتبے لگانے کی ،اوران پر گنبد بنانے کی ممانعت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قبرستان بار بار استعمال ہوتا ہے یا ہونا چاہئے ، پس اگر قبریں پکی بنائی جائیں گی اوران پر کتبے لگائے جائیں گے تو وہ جگہ متعین ہوجائے گی،اس کو دوبارہ استعمال کرنا جائز نہ ہوگا،اوراگر قبریں پختہ نہیں ہوں گی ،نہ ان پر کتبے ہوں گے تو ایک وقت کے بعد قبر کا نشان مٹ جائے گا اور وہ جگہ دوبارہ تدفین میں استعمال ہوسکے گی۔مکہ معظّمہ کا قبرستان حجون اور مدینہ منورہ کا قبرستان بقیع اسلام سے پہلے کے ہیں،ان

میں اربوں کھربوں انسان دفن ہوگئے اور آج بھی دفن ہورہے ہیں، وہاں طریقہ یہ ہے کہ ایک طرف سے قبریں بناتے چلے جاتے ہیں جب آخر تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر شروع سے قبریں بنانے لگتے ہیں، اس طرح وہ قبرستان بار بار استعمال ہوتے ہیں۔ اور ہندوستان میں مسلمانوں کے جو پرانے شہر ہیں ان کے چاروں طرف قبرستان ہی قبرستان ہیں، کیونکہ جب قبریں پکی بن گئیں اور ان پر کتبہ لگ گیا تو اب وہ جگہ دوبارہ استعمال نہیں ہوسکتی، چنانچہ قبرستان کے لئے دوسری جگہ خریدی جاتی ہے، اور پرانے قبرستان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، ان میں جانور گھومتے ہیں، لوگ پاخانہ کرتے ہیں، کیا یہ بہتر ہے یا ان کو دوبارہ تدفین کے لئے استعمال کرنا؟ پھر آبادی بہرحال بڑھے گی، کدھر بڑھے گی؟ چاروں طرف بڑھے گی، اس وقت قبرستان میں سڑکیں بنیں گی، لوگ ناجائز قبضے کرکے مکانات بنائیں گے، اور مُردوں کی جو توہین ممکن ہے وہ ہوگی، پس کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک قبرستان بار بار استعمال ہوتا کہ وہاں آمد ورفت رہے، اور اس کی حفاظت ممکن ہو، مگر ہندوستان کا مسلمان تو سمجھتا ہی نہیں، اس کو سب کچھ گوارہ ہے مگر دوبارہ قبرستان کا استعمال اس کے گلے نہیں اترتا، اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائیں، آمین۔

فائدہ:......لوگ قبروں پر کتبہ کے تعلق سے کہتے ہیں کہ اس کا امت میں تعامل ہے، اور فقہ کی کتابوں میں اس کو جائز لکھا ہے کہ بڑے آدمی کی قبر پر کتبہ لگا سکتے ہیں، اس سلسلہ میں جاننا چاہئے کہ ''العرف الشذی'' میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کا قول ہے کہ: لوگ قبروں پر کتبے لگاتے ہیں اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، پس جو نیا طریقہ شروع ہوا ہے اس میں جواز کی کوئی دلیل نہیں، یعنی تعامل اس وقت حجت ہوتا ہے جب وہ نص کے خلاف نہ ہو، جیسے سود اور شراب کا بھی تعامل ہوگیا ہے مگر وہ نص کے خلاف ہے

اس لئے وہ حجت نہیں، اسی طرح جب کتبے لگانے کی ممانعت کے سلسلہ میں اعلی درجہ کی صحیح حدیث موجود ہے تو تعامل کیسے حجت ہوسکتا ہے؟ اور بڑا آدمی کون ہے؟ یہ کیسے طے کیا جائے گا؟ یعنی اس کا معیار کیا ہوگا؟ ہر شخص کے نزدیک اس کا مورث بڑا آدمی ہے، چنانچہ ہر شخص کتبہ لگاتا ہے، بلکہ بعض تو صرف اس لئے کتبہ لگاتے ہیں کہ جگہ متعین ہوجائے، وہ دوسری مرتبہ استعمال نہ ہو۔

رہا فقہی جزئیہ تو ہماری کتب میں بہت سی ایسی جزئیات ہیں (بہتر ہے بعض جزئیات کہا جائے، مرغوب) جن پر ہم اس لئے فتوی نہیں دیتے کہ یا تو ان کا کچھ ثبوت نہیں، یا وہ نص کے خلاف ہیں، جیسے: تثویب کا تذکرہ کتب فقہ میں ہے، اور نمک سے کھانا شروع کرنے کا تذکرہ بھی ''شامی'' میں ہے مگر اس پر ہم اس لئے فتوی نہیں دیتے کہ ان کا کچھ ثبوت نہیں، ......اسی طرح کتبہ کا جزئیہ اگرچہ موجود ہے، مگر وہ نص صحیح صریح کے خلاف ہے، اس لئے اس پر نہ فتوی دینا چاہئے اور نہ اس پر عمل کرنا چاہئے، آج مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر دیکھیں، عیسائیوں کے قبرستان اور مسلمانوں کے قبرستان میں کچھ فرق نہیں رہا، یہ اس حدیث پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائیں اور حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

وضاحت:...... تطیین القبور یعنی قبر تیار ہونے کے بعد پانی ڈال کر مٹی کو جمانا تا کہ ہوا سے مٹی اڑ نہ جائے، یہ تجصیص القبور نہیں ہے، یہ جائز ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تطیین القبور جائز ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تطیین القبور میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (تحفۃ الالمعی ص ۴۶۳/۴۶۵ ج ۳)

(۲)......عن جابر رضی اللہ عنہ قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان

يُكتَب على القبر شيء۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء في النهي عن البناء على القبور وتجصيصها والكتابة عليها ، كتاب الجنائز رقم الحديث:۱۵۶۳)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبر پر کچھ بھی لکھنے سے منع فرمایا۔

(۳)......عن القاسم : انه اوصى قال : يا بنى ! لا تكتب على قبرى ، ولا تُشرفنّه الا قدرَ ما يردُّ عنى الماء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴۳ ج۷، فى القبر يكتب و يُعلَّم عليه ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۱۸۶۳)

ترجمہ:......حضرت قاسم رحمہ اللہ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے ! میری قبر پر نہ لکھنا، اور میری قبر کو زیادہ بلند نہ کرنا، مگر اس قدر کہ پانی اتر جائے۔

(۴)......عن مبارك ، عن الحسن : انه كره ان يجعل اللوح على القبر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴۴ ج۷، فى القبر يكتب و يُعلَّم عليه ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۱۸۶۵)

ترجمہ:......حضرت مبارک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت حسن رحمہ اللہ قبر پر تختی لگانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۵)......عن محمد : انه كره ان يعلّم القبر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴۲ ج۷، فى القبر يكتب و يُعلَّم عليه ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۱۸۶۰)

ترجمہ:......حضرت محمد رحمہ اللہ قبر پر نشانی لگانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۶)......عن سليم بن حبان ، عن حماد عن ابراهيم قال : كانوا يكرهون ان يعلم الرجل قبره۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴۲ ج۷، فی القبر يكتب و يُعلَّم عليه ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۱۸۶۱)

ترجمہ:......حضرت سلیم بن حبان، حضرت حماد اور حضرت ابراہیم رحمہم اللہ آدمی کا اپنی قبر پر نشانی لگانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۷)......لمّا مات عثمان بن مظعون رضى الله عنه اُخرِج بجنازته فدُفِن ، فأمر النبى صلى الله عليه وسلم رجلا ان يأتيه بحَجر ، فلم يَستطِعْ حَمْلهُ ، فقام اليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وحسر عن ذراعيه ،– قال كثير : قال المطّلب : قال الذى يُخبِرُنى ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قال : كأنِّى انظُر الى بياض ذِراعَىْ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم حين حسر عنهما – ثم حملها فوضعها عند رأسه وقال : اَتعلَّمُ بها قبرَ اخى ، واَدفِنُ اليه من مات من اهلى۔

(ابوداوٗد، باب : فى جَمْع الموتى فى قبر ، والقبر يُعلَّم ،كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۲۰۶)

ترجمہ:......جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ (بقیع میں) لایا گیا، اور وہیں ان کو دفن کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو پتھر لانے کا حکم فرمایا، (تاکہ قبر پر بطور نشان نصب فرمائیں) لیکن وہ صاحب اس کو اٹھا نہ سکے، تو آپ ﷺ خود ہی اس کو اٹھانے کے لئے کھڑے ہوئے، اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں آستینیں اوپر چڑھالیں۔ مطلب کہتے ہیں کہ: جن صاحب نے رسول اللہ ﷺ کا یہ

واقعہ بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ: گویا میں اب بھی اپنی آنکھوں سے آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں، جب آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھولا تھا، اور پھر پتھر اٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے نصب فرمایا تھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس کو اپنے بھائی (حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) کی قبر کی نشانی بنا رہا ہوں، اور میرے اہل خانہ میں سے جب کسی کا انتقال ہوگا تو میں اس کو بھی اس قبر کے آس پاس دفن کروں گا۔

فقہاء کی دو رائیں

فقہاء کے آراء اس مسئلہ میں دونوں طرف ہیں، بعض جواز اور گنجائش کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے۔ عدم جواز کے چند قائلین یہ ہیں:

(۱)......امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہ اللہ سے بھی قبر پر لکھنے کی ممانعت منقول ہے، امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ولا نری ان یزاد علی ما خرج منه ، ونکره ان یجصص أو یطین أو یجعل عنده مسجد أو علم أویکتب علیه ، ویکره الآجر ان یبنی به ، أو یدخل القبر ، ولا نری برش الماء علیه بأسا ، وهو قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی۔

(المختار شرح کتاب الآثار ص ۱۸۷، باب تسنیم القبور وتجصیصها ، رقم الحدیث:۲۵۶)

ترجمہ:......اور ہم اس کے قائل نہیں کہ قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ مٹی اس پر ڈالی جائے، اور اس پر گچ لگانے یا مٹی سے لیپنے پوتنے کو مکروہ سمجھتے ہیں، اسی طرح وہاں پر مسجد بنانے یا نشانی لگانے یا اس پر لکھنے کو ناپسند کرتے ہیں، پکی اینٹوں سے اس کی تعمیر مکروہ ہے، یا یہ کہ پکی اینٹوں کو قبروں میں داخل کیا جائے،، البتہ قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں، اور

یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(۲)......امام ابو یوسف رحمہ اللہ قبر پر لکھنے کی کراہت کے قائل ہیں، اس لئے کہ یہ زینت کی قبیل سے ہے، اور میت کو زینت کی حاجت نہیں، اور اس لئے بھی کہ اس میں بلا ضرورت مال کا ضائع کرنا ہے، اس لئے مکروہ ہے، بدائع میں ہے:

(۳)......و کرہ ابو یوسف الکتابة علیه ، ذکرہ الکرخی ، لما روی..... لان ذلک من باب الزینة ، ولا حاجة بالمیت الیها ، و لانه تضییع المال بلا فائدة ، فکان مکروها۔ (بدائع الصنائع ص۳۵۹ ج۲، قبیل : فصل فی احکام الشهید ، کتاب الصلوة)

(۴)......و یکرہ ان یبنی علی القبر أو یقعد أو ینام علیه أو یوطأ علیه أو یقضی حاجة الانسان من بول أو غائط أو یعلم بعلامة من کتابة و نحوہ ، کذا فی التبیین۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۶ ج۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ، الفصل السادس فی القبر و الدفن والنقل من مکان الی آخر ، کتاب الصلوة)

(۵)......و یکرہ الصاق اللوح بها و الکتابة علیها ولا یبنی علیه بیت ولا یجصص۔

(الفتاوی البزازیه علی هامش الهندیة ص۸۱ ج۴، نوع آخر ، قبیل : السادس و العشرون فی حکم المسجد)

(۶)......علامہ عراقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں فرمایا کہ: کتابت کی نہی عام ہے، خواہ صاحب قبر کا نام ہو یا تاریخ وفات ہو، یا آیات قرآنیہ کی یا اسماء الٰہی کی کتابت ہو یا اور کوئی شیء مثلاً: نصیحت وعبرت کے اشعار ہوں جیسا کہ بعض لوح اور کتبوں میں لکھا ہوتا ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح ص۴۴۵ ج۵)

(۷)......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی شوافع کا مسلک یہ لکھا ہے کہ: قبروں پر کتبہ لگانا

حرام ہے، اور اس میں فرق نہیں کہ میت کا نام لکھا جائے یا اور کوئی تعارف۔

’’قال ابن حجر : واخذ ائمتنا انه یکره الکتابة علی القبر سواء اسم صاحبه أو غیره فی لوح عند رأسه او غیره‘‘۔

(مرقاۃ المفاتیح ص۷۶ ج۴ (ط:ملتان)، باب فی دفن المیت)

(۸)......ملا علی قاری رحمہ اللہ بھی ایک تحقیق میں کراہت کے قائل ہیں کہ: اسمائے الٰہیہ، آیات قرآنیہ لکھنا مکروہ ہے، اور سرہانے لگائی جانے والی لوح کو بھی مکروہ فرماتے ہیں۔

’’قال المظهر: یکره کتابة اسم الله و رسوله و القرآن علی القبر‘‘۔

(مرقاۃ المفاتیح ص۷۶ ج۴ (ط:ملتان)، باب فی دفن المیت)

(۹)......علامہ شوکانی نے مطلقاً قبروں پر کتبہ لگانے کو حرام لکھا ہے۔

(نیل الاوطار ص۸۵ ج۳، باب ، کتاب الجنائز)

(۱۰)......علامہ شامی رحمہ اللہ کا رجحان بھی کراہت ہی کا ہے، بحث کے آخر میں اپنا رجحان اسی طرف ظاہر فرمایا ہے کہ: موجودہ دور کا لحاظ کرتے ہوئے شوافع کی رائے بہتر ہے، عوامی ذہن کسی نہی کو رواج کے مقابلہ میں قبول نہیں کرتا، چنانچہ حدیث میں اس پر نہی آئی ہے، مگر عوام نے اسے قبول نہیں کیا، اور اس کے خلاف عمل کیا۔ اور بہتر یہی ہے کہ نہی کی حدیث کو محمول کرے جہاں ضرورت نہ ہو۔ (مگر علامہ شامی رحمہ اللہ نے ضرورت کی تشریح نہیں فرمائی):

حتی انه یکره کتابة شیء علیه من القرآن أو الشعر أو اطراء مدح له و نحو ذلک ، حلیة ملخصا ،

قلت : لکن نازع بعض المحققین من الشافعیة فی هذا الاجماع بأنه اکثری،

وان سلم فحمل حجيته عند صلاح الازمنة بحيث ينفذ فيها الامر بالمعروف والنهى عن المنكر ، وقد تعطل ذلك منذ ازمنة ، الا ترى ان البناء على قبورهم فى المقابر المسبلة اكثر من الكتابة عليها كما هو مشاهد ، وقد علموا بالنهى ، فكذا الكتابة ، اه ، فالاحسن التمسك بما يفيد حمل النهى على عدم الحاجة ، كما مر۔

(شامی ص۱۴۴ ج ۳، باب صلوة الجنازة ، قبل : مطلب فى الثواب على المصيبة ، كتاب الصلوة ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۱۱)......قبر پر لکھنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

(کفایت المفتی ص۵۲۱ ج ۵،سوال نمبر:۲۱۷۸۔مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ،کراچی)

(۱۱)......(قبر کے) پتھر پر تاریخ وغیرہ کندہ کرنا مکروہ ہے۔

(کفایت المفتی ص۵۳۳ ج ۵،سوال نمبر:۲۱۸۶۔مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ،کراچی)

بعض حضرات نے کتابت کی اجازت دی ہے:

(۱)......و فى الظهيرية : ولو وضع عليه شئى من الاشجار أو كتب عليه شئى فلا بأس به عند البعض۔

(بحرالرائق ص۳۴۰ ج ۲، (زکریا)، فصل : السلطان احق بصلوته ، كتاب الجنائز)

(۲)......و ان كتب عليه شيئا أو وضع الاحجار لا بأس بذلك عند البعض۔

(فتاوی قاضی خان ص۱۹۴ ج ۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز ، الفصل السادس فى القبر و الدفن والنقل من مكان الى آخر ، كتاب الصلوة)

(۳)......و لابأس ايضا بالكتابة فى حجر صين به القبر، قال فى البحر : الحديث المتقدم يمنع الكتابة ، فليكن هو المعوّل عليه ، لكن فصل فى المحيط : فقال ان

احتیج الی الکتابة حتی لا یذهب الاثر ، ولا یمتهن به جازت ، فاما الکتابة من غیر عذر فلا۔(طحطاوی علی المراقی ص۶۱۱ ج۳، فصل فی حملها و دفنها ، باب احکام الجنائز)

(۴)......وفی الخزانة : لا بأس بان یوضع حجارة علی رأس القبر ، ویکتب علیه شیء۔(مجمع الانهر ص۲۷۶ ج۱ (بیروت)، باب صلوة الجنازة ، کتاب الصلوة)

بعض حضرات نے اہل علم اور صلحاء کی قبروں پر کتابت کی اجازت دی ہے:

(۱)......قیل : ویسن کتابة اسم المیت لاسیما الصالح ، لیعرف عند تقادم الزمان ، لان النهی عن الکتابة منسوخ ، کما قاله الحاکم ، أو محمول علی الزائد علی ما یعرف به حال المیت اھ ، وفی قوله " یسن " محل بحث ، والصحیح ان یقال : انه یجوز۔(مرقاۃ المفاتیح ص۷۶ ج۴ (ط: ملتان)، باب فی دفن المیت)

خلاصہ یہ ہے کہ:......قبر پر کچھ نہ لکھا جائے یہ سب سے بہتر اور حدیث کے موافق عمل ہے۔ اگر بلا کسی اہتمام اور دوام کے مشائخ کی قبروں پر نام لکھ دیا جائے تو بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے، قرآن کریم کی آیات اور احادیث وغیرہ لکھنا منع ہے۔

پختہ قبر بنانا اور قبروں پر تعمیر کرنا

(۱)......عن جابر رضی الله عنه قال : نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان تُجصَّصَ القبور، وان یُکتَبَ علیها ، وان یُبنی علیها ، وان تُوطَأ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهیة تجصیص القبور والکتابة علیها ، ابواب الجنائز ، رقم الحدیث: ۱۰۵۲۔ابوداؤد، باب : فی البناء علی القبر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۲۶۔نسائی، الزیادة علی القبر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۲۰۲۶)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبریں پختہ بنانے، اوران پر لکھنے (یعنی ان پر کتبے لگانے) اور پر عمارت بنانے، اوران کو روندنے سے منع فرمایا۔

نوٹ:......اس حدیث کی مکمل تشریح ص:۳۰۰ پر گذر چکی ہے۔

(۲)......رأی ابن عمر رضی الله عنهما فسطاطا علی قبر عبد الرحمن ، فقال : اِنزِعه یا غلام ! فانما یظلُّه عملُه۔

(بخاری، باب الجرید علی القبر ، کتاب الجنائز ، قبل رقم الحدیث:۱۳۶۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر خیمہ لگا ہوا دیکھا تو فرمایا: اے غلام! اس کو اکھاڑ دو، اس شخص پر اس کے عمل کا سایہ ہوگا۔

(۳)......النعمان بن ابی شیبة قال : توفی عم لی بالجَنَدِ ، فدخلت مع ابی علی ابن طاووس ، فقال : یا أبا عبد الرحمن ! هل تری ان اُقَصِّص قبر اخی ؟ قال : فضحک و قال : سبحان الله ! یا ابا شیبة ، خیر لک الا تعرف قبره ، الا أن تأتیه فتستغفر له

وتـدعـو لـه ، اما علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن قبور المسلمين ان يُبنى عليها أو تُجصَّص او تُزْدَرَع ، فان خيرَ قبورِكم الّتى لا تُعرف۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۰۶ ج۳، باب الجدث والبنيان ، كتاب الجنائز، رقم الحديث:۶۴۹۵)

ترجمہ:......حضرت نعمان بن ابوشیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مقام ’’جند‘‘ پر میرے چچا کا انتقال ہوا تو میں اپنے والد کے ساتھ حضرت طاوس کے صاحبزادے کے پاس گیا، انہوں نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ کی رائے ہے کہ میں اپنے بھائی کی قبر پر چونہ لگاؤں؟ راوی کہتے ہیں: تو وہ ہنس پڑے اور فرمایا: سبحان اللہ! اے ابوشیبہ! تمہارے لئے یہ بات زیادہ بہتر ہے کہ تمہیں ان کی قبر کی شناخت (اور پہچان) بھی نہ ہو، سوائے اس کے کہ تم ان کی قبر پر آکر دعائے مغفرت کرو، اور ان کے لئے دعا کرو، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی قبروں پر عمارت بنانے اور چونا لگانے سے منع فرمایا ہے؟ تمہاری قبروں میں بہتر قبریں وہ ہیں جن کی شناخت بھی نہ ہو۔

(۴)......عبد الرزاق عن الثورى قال : اذا مرّ بالقبر بمكة عشر سنين فاصنعُ به ما بدا لک دارا أو مسجدا أو حرثا أو ما كان ، فاما فى بلادكم فعشرين سنة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۰۶ ج۳، باب الجدث والبنيان ، كتاب الجنائز، رقم الحديث:۶۴۹۴)

ترجمہ:......حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تمہارا گذر مکہ مکرمہ میں کسی قبر کے پاس سے ہو جس قبر پر دس سال گذر جائیں تو اب تمہاری مرضی ہے کہ اسے جو چاہیں بنالیں، گھر بنالیں، مسجد بنالیں، کھیت بنا لیں، لیکن جہاں تک تمہارے دوسرے علاقوں کا تعلق ہے وہاں یہ مدت بیس سال ہوگی۔

تشریح:......محدث اور فقیہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے

کہ قبر کو پختہ نہ بنایا جائے ، بلکہ کچی رہنے دیا جائے تا کہ ہر دس بیس سال کے بعد وہاں اور مردوں کو دفنایا جاسکے۔اگر قبریں پختہ ہوں گی تو دوبارہ ان میں میت کو دفنانا مشکل ہوگا۔

(۵)......عن راشد بن سعد قال : نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تقصيص القبور ، وتَكلِيلِها ، والكتابة عليها ، قال البجلى : يعنى التكليل رفعها ، وقال غيره : التكليل ان يُطْلى فوقها شِبه القصة۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۵۰۷ ج ۳، باب الجدث و البنیان ،کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۶۴۹۷)

ترجمہ:......حضرت راشد بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر چونہ لگانے سے،انہیں اونچا کرنے سے،اوران پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔

بجلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:''تَکلِیل'' سے مراد قبر کو اونچا کرنا ہے۔اور بعض دوسرے حضرات کی رائے ہے کہ:''تَکلِیل'' سے مراد چونے کی طرح کوئی اور چیز لگانا ہے۔

(۶)......عن سويد بن غفلة قال : اذا انا متُّ فلا تؤذنوا بى احدا ، ولا تُقرِّبونى جِصّا ولا آجرا ، ولا عودا ، ولا تَصحبنى امرأة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۵۱ ج ۷، باب فی تجصیص القبر والآجر یجعل له ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۸۸۹)

ترجمہ:......حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:جب میری وفات ہوجائے تو تم کسی کو(جنازہ کی)اطلاع مت دینا،اور میرے قریب چونا، پکی اینٹ اور لکڑی نہ لانا،اور میرے ساتھ عورت(جنازہ میں)نہ جائے۔

(۷)......عبن انيسة بنت زيد بن ارقم قالت : مات ابن لزيد يقال له سويد ، فاشترى غلام له أو جارية جِصّا و آجُرّا ، فقال له زيد : ما تريد الى هذا ؟ قال : اردت ان ابنى

قبره واجصّصه ، قال : حَقِرت و نَقِرت لا تُقربه شيئا مسّته النار۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۵۱ ج ۷، باب فی تجصیص القبر والآجر یجعل له ، کتاب الجنائز ،

رقم الحدیث: ۱۱۸۸۷)

ترجمہ:......حضرت انیسہ بنت زید بن ارقم رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ: حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت سوید رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا تو ان کے لئے ایک غلام یا باندی نے چونا اور (پکی) اینٹیں خریدیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ان چیزوں سے کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: قبر پر عمارت بنانے اور اس کو پکی کرنے کا ارادہ ہے، آپ نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو! ہر وہ چیز جس کو آگ نے چھویا ہو اس کو میت کے قریب نہ لاؤ۔

(۸)......عن حسن بن صالح ، عن عیسی بن ابی عزة ، قال : سمعته ینهی عن تجصیص القبر ، قال : لا تُجصِّصوه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۵۱ ج ۷، باب فی تجصیص القبر والآجر یجعل له ، کتاب الجنائز ،

رقم الحدیث: ۱۱۸۸۸)

ترجمہ:......حضرت حسن بن صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عیسی بن ابی عزہ رحمہ اللہ سے قبر کو پختہ بنانے کی ممانعت سنی ہے، آپ فرماتے تھے کہ: قبریں پختہ نہ بنایا کرو۔

(۹)......عن ابراهیم ، انه کان یکره الآجر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۵۱ ج ۷، باب فی تجصیص القبر والآجر یجعل له ، کتاب الجنائز ،

رقم الحدیث: ۱۱۸۹۰)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (قبروں کے لئے) پکی اینٹوں کو ناپسند فرماتے تھے۔

(۱۰)......عن ابراهيم قال : كانوا يكرهون الآجر فى قبورهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۵۲ ج۷، باب فى تجصيص القبر والآجر يجعل له ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۱۸۹۱)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی قبروں میں پکی اینٹوں کو (رکھنا) ناپسند فرماتے تھے۔

(۱۱)......عن ابراهيم قال : كانوا يستحبون اللبِن و يكرهون الآجُرّ ، ويستحبون القصب و يكرهون الخشب۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۵۲ ج۷، باب فى تجصيص القبر والآجر يجعل له ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۱۱۸۹۲)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اپنی قبروں کے لئے) کچی اینٹوں کو پسند فرماتے تھے، اور پکی اینٹوں کو ناپسند فرماتے تھے، اور بانس کو پسند فرماتے تھے اور دوسری لکڑی کو ناپسند فرماتے تھے۔

تشریح:......ان تمام روایات سے قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر تعمیر کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

قبر پر خیمہ بنانا مفید نہیں اور حضرت حسن رحمہ اللہ کی بیوی کا عجیب واقعہ

(۲)......لـمّا مات الحسن بنُ الحسن بنِ على رضى الله عنهم : ضربتِ امْرأتُه القبّة على قبره سنةً ثم رُفِعَتْ ، فسمعوا صائحا يقول : الا هل وجدوا ما فقَدوا ؟ فأجابه

الأخر : بل یَئِسوا فانقلبوا۔

(بخاری، باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور ، کتاب الجنائز ، قبل رقم الحدیث:
۱۳۳۰)

ترجمہ:...... جب حضرت حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کا انتقال ہوگیا تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک خیمہ لگوائے رکھا، اس کے بعد اٹھالیا، (اس موقعہ پر) لوگوں نے ایک آواز سنی: سنو! کیا انہوں نے جس کو گم پایا اس کو پالیا، دوسرے نے جواب دیا: بلکہ وہ مایوس ہوکر لوٹ گئے۔

تشریح:...... حضرت حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے انتقال پر ان کی اہلیہ نے جو قبہ بنایا تھا وہ گنبد نہیں تھا بلکہ خیمہ تھا، وہ اس میں مقیم تھیں، اسی میں وہ ذکر واذکار اور دعائے مغفرت کرتی تھیں، اور چونکہ لوگ کثرت سے ایصال ثواب کے لئے حاضر ہوتے تھے ان آنے والوں کی ضیافت کا انتظام بھی کرتی تھیں۔

سال بھر کے بعد خیمہ اکھاڑ لیا، جب خیمہ اکھاڑا گیا تو ایک آواز آئی جس کے کہنے والے کا علم نہ تھا، اس غیبی آواز اور مکالمہ کے ذریعہ یہ سمجھایا گیا کہ خیمہ گاڑنا غیر مفید ہے، اس لئے کہ اس عمل سے جانے والا واپس نہیں آسکتا۔

(مرقاۃ ۴۰۰ ج ۲/ التعلیق ص ۲۶۸ ج ۲۔ الرفیق الفصیح ص ۴۲۹ ج ۱۰، باب البکاء علی المیت)

پختہ قبروں کا منہدم کرنا جائز ہے

مسئلہ:...... پختہ قبروں کا منہدم کرنا جائز ہے، پختہ قبریں گرا کر قبر کا نشان باقی رکھا جائے، لیکن اس سے شورش پیدا ہو اور فتنہ برپا ہو تو اس سے اجتناب کیا جائے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۶۸ ج ۹، سوال نمبر ۴۲۸۲، مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

(۲)......عن ابی الهيّاج الاسدی قال : قال لی علی رضی الله عنه : الا اَبْعَثُک علی ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لا تَدَعَ تِمْثالا الا طَمسْتَه ، ولا قبرا مُشْرِفا الّا سوَّيْتَه۔

(مسلم ص۳۱۲ج۱، باب الامر بتسوية القبر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۶۹)

ترجمہ:......حضرت ابوالہیاج اسدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: میں تم کو ایک ایسی مہم پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا تھا؟ اور وہ مہم یہ ہے کہ: تم جو بھی تصویر دیکھو اس کو مٹا دو، اور جو بھی اونچی قبر دیکھو اس کو برابر کر دو۔

تشریح:...... تِمْثال : کے معنی تصویر کے ہیں، اب وہ تصویر خواہ کسی کاغذ پر ہو یا کسی دیوار پر مجسمہ اور مورتی کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں ہو بہر حال اگر وہ جاندار کی تصویر ہے تو اس کا بنانا، رکھنا یا آویزاں کرنا حرام ہے، بلکہ اس کا توڑنا اور مٹانا واجب ہے، حتی کہ اس کے سامنے بیٹھنا بھی جائز نہیں۔ قبر مشرف سے مراد وہ قبر ہے جو حد سے زیادہ اونچی ہو۔

(الرفیق الفصیح ص۳۴۵ج۱۰، باب دفن المیت)

پختہ قبر بنانے کی وصیت باطل ہے اور اس پر عمل جائز نہیں

مسئلہ:......فقہاء نے لکھا ہے کہ: اگر کوئی وصیت کرے کہ اس کی قبر کو پختہ بنایا جائے یا اس پر قبہ بنایا جائے تو یہ وصیت باطل ہے، اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔

”(اوصی بان یطین قبره أو یضرب علیه قبة فهی باطلة) (الدر المختار) ..... ولم یتعرض لبناء القبة فهو مکروه اتفاقا۔ (شامی ص۳۹۵ج۱۰، باب العتق فی المرض ، قبیل : باب الوصیة بالخدمة والسکنی والثمرة ، کتاب الوصایا ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة)

فقہاء کی صراحت

فقہاء نے بھی اس کی صراحت فرمائی ہے:

(۱)......امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہ اللہ سے بھی قبر کو پختہ بنانے کی ممانعت منقول ہے، امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ولا نری ان یزاد علی ما خرج منه ، ونکره ان یجصص أو یطین أو یجعل عنده مسجد أو علم أویکتب علیه ، ویکره الآجر ان یبنی به ، أو یدخل القبر ، ولا نری برش الماء علیه بأسا ، وهو قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی۔

(المختار شرح کتاب الآثار ص۱۸۷، باب تسنیم القبور وتجصیصها ، رقم الحدیث:۲۵۶)

ترجمہ:......اور ہم اس کے قائل نہیں کہ قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ مٹی اس پر ڈالی جائے، اور اس پر گچ لگانے یا مٹی سے لیپنے پوتنے کو مکروہ سمجھتے ہیں، اسی طرح وہاں پر مسجد بنانے یا نشانی لگانے یا اس پر لکھنے کو ناپسند کرتے ہیں، پکی اینٹوں سے اس کی تعمیر مکروہ ہے، یا یہ کہ پکی اینٹوں کو قبروں میں داخل کیا جائے،، البتہ قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں، اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(۲)......ویکره عند القبر ما لم یعهد من السنة۔

(۳)......و یکره ان یبنی علی القبر ، الخ۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۶ ج۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ، الفصل السادس فی القبر و الدفن والنقل من مکان الی آخر ، کتاب الصلوة)

(۴)......(ویسوی اللبن علیه والقصب لا الآجرّ) المطبوخ والخشب لو حوله ، قال : فی الحلیة : وکرهوا الآجر وألواح الخشب .... وقال مشائخ بخاری : لا

یکرہ الآجر فی بلدتنا للحاجة الیه لضعف الاراضی۔

(شامی ص۱۴۲ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی دفن المیت ،کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

(۵)......و یکرہ الصاق اللوح بها و الکتابة علیها ولا یبنی علی بیت ولا یجصص۔

(الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة ص۸۱ج۴، نوع آخر ، قبیل : السادس و العشرون فی حکم المسجد)

(۶)......ولا یرفع علیه بناء ، ای یحرم لو للزینة ، ویکرہ لو للاحکام بعد الدفن۔

(شامی ص۱۴۴ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی دفن المیت ،کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

(۷)......ویکرہ الاجر علی اللحد ، ویستحب القصب و اللبن۔

(فتاوی تاتارخانیہ ص۸۷ج۳، الفصل الجنائز ، کتاب الصلوة ، رقم :۳۷۳۱)

خلاصہ یہ ہے کہ:......ان احادیث اورفقہاء کرام کی تصریحات سے **معلوم ہوا کہ قبر پختہ بنانا اورقبروں پر قبے بنانا جائز نہیں**،اور ایسا کرنا آپ ﷺ کے ارشاد اورحضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کے خلاف ہے۔خود بھی اس سے احتراز کرنا چاہئے ، بلکہ علماء ومشائخ کوتو وصیت کرنی چاہئے کہ میری قبرکو نہ پختہ بنایا جائے ،اور نہ اس پرکسی طرح کی کوئی تعمیر کی جائے۔

مہتمم یا متولی یا پیر و شیخ کو مسجد یا مدرسہ یا خانقاہ میں دفن کرنا

اب یہ رسم بھی چل پڑی ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے اہل علم اس رسم بد میں مبتلا ہو رہے ہیں کہ مہتمم یا متولی یا شیخ اور پیر کو مدرسہ کی زمین میں یا مسجد کے احاطہ میں یا خانقاہ میں دفن کرنے لگے ہیں۔

اگر یہ زمین وقف ہے تب تو ناجائز اور حرام ہے، بلکہ اس طرح بنی قبروں کو اکھاڑنا ضروری ہے یا برابر کر دی جائیں۔ اگر زمین مملوکہ تب بھی یہ طریقہ بہتر نہیں، مردوں کو عام قبرستان میں دفن کرنا مطلوب ہے۔ ''شامی'' میں ہے:

(۱)......ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرا ، لاختصاص ھذہ السنة بالانبیاء ، وفی الشامیة : (قولہ فی الدار) کذا فی الحلیة عن منیة المفتی وغیرھا ، وھو اعم من قول الفتح ، ولا یدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیہ ، فان ذلک خاص بالانبیاء ، بل ینقل الی مقابر المسلیمن ، ومقتضاہ انہ لا یدفن خاص کما یفعلہ من یبنی مدرسة ونحوھا ویبنی لہ بقربھا مدفنا ۔

(شامی ص۱۴۰ ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی دفن المیت ،کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

(۲)......ولا یدفن صغیر و لا کبیر فی البیت الذی مات فیہ فان ذلک خاص بالانبیاء علیھم السلام ، بل یدفن فی مقابر المسلیمن۔

(طحطاوی مع مراقی ص۶۱۲، باب احکام الجنائز ، فصل فی حملھا و دفنھا)

(۳)......فاذا تم و لزم لا یملک ولا یعار ولا یرھن ، قولہ : (لا یملک) أی لا یکون مملوکا لصاحبہ ولا یملک : ای لا یقبل التملیک لغیرہ بالبیع ونحوہ

لاستحالة تمليک الخارج عن ملکه ولا يعار۔

(شامی ص۵۳۹ ج۶، قبيل مطلب : فی شرط الواقف الکتب ان لا تُعار الا برهن ،کتاب الوقف ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

(۴)......شرط الواقف کنص الشارع : أی فی المفهوم والدلالة و وجوب العمل به۔(شامی ص۶۴۹ ج۶، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع ، کتاب الوقف)

اکابر کے چند فتاوی

(۱)......حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کے فتاوی:

سوال:......ایک حجرہ وقف علی المسجد میں متولی نے اپنے باپ کو دفن کر دیا ہے، کیا یہ فعل شرعا جائز ہے؟ اور ایسے متولی کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب ومنه الصدق والصواب:...... یہ خیانت ہے اس لئے متولی واجب العزل ہے، اور حاکم یا عامۃ المسلمین پر لازم ہے کہ اس قبر کو اکھاڑ کر میت کو نکال دیں، یا قبر کو زمین کے برابر کر دیں، کیونکہ ابقاء قبر سے وقف مسجد کا تعطل اور اشتغال بالغیر لازم آتا ہے۔

’’ قال فی التنوير : ولا يخرج منه الا ان تکون الارض مغصوبة أو اخذت بشفعة وفی الشرح : يخير المالک بين اخراجه و مساواته بالارض ، وفی الحاشية لان حقه فی باطنها وظاهرها ، فان شاء ترک حقه فی باطنها وان شاء استوفاه‘‘۔

(رد المحتار ص۸۴۰ ج۱(۱۴۵))

’’شامیہ‘‘ کی عبارت سے’’ واحترز بالمغصوبة عما اذا کانت وقفا ،الخ ‘‘سے شبہ نہ کیا جائے ، کیونکہ اس جگہ وقف سے مراد وقف علی المقابر ہے، چنانچہ خود’’ شامیہ‘‘ ہی میں دوسری جگہ اس کی تصریح ہے:’’قال فی شرح التنوير : حفر قبرا فدفن فيه آخر ميتا

فهو على ثلاثة اوجه : ان الارض للحافر فله نبشه وله تسويته ، وان مباحة فله قيمة حفره ، وان وقفا فكذلك ، وفى الشامية : هذا لو وقفت للدفن ، فلو على مسجد للزرع والغلة فكالمملوكة ، تأمل ''۔(رد المحتار ص۴۷۱ ج ۵، كتاب الغصب)

(۲)......سوال:......عام قبرستان میں مدفن سے علیحدہ کسی کو دفن کردیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ ایک صاحب عدم جواز کے قائل ہیں، کیا وہ ٹھیک کہتے ہیں؟

الجواب ومنه الصدق والصواب:......مسلمانوں کو عام قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے، اس کے خلاف کسی خاص مقام میں دفن کرنا مکروہ ہے۔ عالم اور بزرگ کو کسی مدرسہ یا مسجد یا اور کسی خاص مقام پر دفن کرنے کی وبا عام ہوگئی ہے۔ حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس پر خصوصیت سے نکیر فرمائی ہے، ایسے مقتداء حضرات پر یہ وصیت کرنا واجب ہے کہ ان کو مرنے کے بعد عام قبرستان میں دفن کیا جائے۔(احسن الفتاوی ص۱۹۳/اور: ۲۰۵ ج ۴)

(۳)......حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا فتوی:

سوال:...... بزرگوں کو عام طور پر عام قبرستان کے بجائے خانقاہ یا مدرسے میں دفن کرنا جبکہ تاریخ صاف بتاتی ہو کہ اسلاف میں صدی یا نصف صدی گزرنے کے بعد بزرگوں کے مقابر شرک وبدعت کے اڈے بن گئے، کیسا ہے؟

جواب:......اکابر ومشائخ کو مساجد یا مدارس کے احاطہ میں دفن کرنے کو فقہاء کرام نے مکروہ لکھا ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۱۱۹ ج ۳۔ جدید ص۳۲۷ ج ۴، میت کے احکام)

(۴)......حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ کا فتوی: مسجد یا مدرسہ کے احاطہ کی زمین میں مسجد یا مدرسہ کے ذمہ دار کو دفن کرنا شرعاً جائز نہیں، اس لئے کہ یہ حکماً غصب ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔(فتاوی قاسمیہ ص۹۷ ج ۱۰، سوال نمبر: ۳۹۲۹)

کرونا وائرس

اور چند مسائل

کرونا وائرس میں فوت ہوجائے تو اس کے لئے شرعی ہدایات کیا ہیں؟

سوال:......اگر کوئی اس بیماری میں فوت ہوجائے تو اس کے لئے شرعی ہدایات کیا ہیں؟۔

جواب......اگر کوئی اس بیماری میں فوت ہوجائے تو شرعی ہدایات یہ ہیں کہ:

اسے غسل دیا جائے، کفن پہنایا جائے، جتنی کم تعداد میں لوگ غسل اور تدفین کر سکتے ہیں اتنی ہی مقدار پر اکتفاء کیا جائے تو بہتر ہے، نماز جنازہ بھی پڑھی جائے۔ نماز جنازہ کے لئے جماعت بھی شرط نہیں، ایک آدمی بھی نماز پڑھ لے تو فرض کفایہ ادا ہوجائے گا۔ اس کو دفن بھی کیا جائے گا۔

''عالمگیری'' میں ہے: ''و الصلوة على الجنازة تتأدى باداء الامام وحده ، لان الجماعة ليست بشرط الصلوة على الجنازة''۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۳ ج۱، الفصل الخامس فی الصلوة علی المیت ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز)

کیا ایسے بیمار کو انتقال کے بعد غسل دیا جائے گا یا نہیں؟

سوال:......کیا ایسے بیمار کو انتقال کے بعد غسل دیا جائے گا یا نہیں؟

جواب......مردے کو ایک مرتبہ غسل دینا فرض ہے۔ اگر کوئی مسلمان بلا غسل دیئے دفن کر دیا جائے تو سارے مسلمان جن کو اس کی خبر ہوگی گنہگار رہوں گے۔ فقہاء تو فرماتے ہیں کہ: اگر میت کو بلا غسل قبر میں رکھ دیا گیا اور ابھی تک مٹی نہ ڈالی ہو تو اس کو قبر سے نکال کر غسل دینا ضروری ہے، ہاں اگر مٹی ڈال دی گئی ہو تو پھر نہ نکالے۔ اس لئے پوری کوشش ہونی چاہئے کہ مردہ بلا غسل دفن نہ کیا جائے۔ اگر حکومت کی طرف سے غسل کی ممانعت ہو تو ہسپتال کے عملہ سے درخواست کی جائے کہ وہ اس کو غسل دیں، اور اگر خدانخواستہ یہ بھی ممکن نہ ہو تو

بلا غسل کے دفن کر دینا بھی استحسانا جائز ہے۔ کتب حنفیہ میں سرسری تتبع سے ایسا کوئی جزئیہ نہ ملا۔ حضرات حنابلہ رحمہم اللہ کے نزدیک عذر کی وجہ سے بلا غسل و بلا تیمّم میت پر نماز پڑھ کر دفن کر دینا جائز ہے۔

’’وعنہ : یکفن و یصلی علیه بلا غسل ولا تیمم‘ لان المقصود من الغسل التنظیف ‘‘۔(المبدع ص۲۴۰ ج۲)

بعض متأخرین شوافع اور مالکیہ میں علامہ ابن حبیب رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

’’ذهب ابن حبيب من المالكية والحنابلة و بعض المتأخرين من الشافعية الى انه يصلى عليه مع تعذر الغسل والتيمم ‘‘۔(الموسوعۃ الفقہیۃ ص۱۱۹ ج۲، احراق)

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نماز جنازہ کے بغیر مردے کو دفن کر دیا جائے اور تدفین کے بعد قبر پر نماز پڑھ لی جائے، علماء نے لکھا ہے کہ: اگر کسی مردے کو غسل دیئے بغیر دفن کر دیا گیا اور قبر سے نعش نکال کر دوبارہ غسل دینا ممکن نہ ہو تو ضرورۃً قبر پر نماز پڑھنا جائز ہے، اور کسی میت کو بلا غسل نماز پڑھ کر دفنا دیا گیا تو نماز کا اعادہ ہوگا (یعنی قبر پر نماز پڑھی جائے گی)۔

’’عالمگیری‘‘ میں ہے:’’و ان لم يمكن بان دفن قبل الغسل ولم يمكن اخراجه الا بالنبش تجوز الصلوة على قبره للضرورة ، ولو صلى عليه قبل الغسل ثم دفن تعاد الصلوة لفساد الاولى ‘‘۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۳ ج۱، الفصل الخامس فى الصلوة على الميت ، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز)

غسل دینا ممکن نہ ہو تو تیمّم کا کیا حکم ہے؟

سوال:......غسل دینا ممکن نہ ہو تو تیمّم کا کیا حکم ہے؟

جواب:...... جب غسل ممکن ہی نہ ہو، اور تیمّم کرانا ممکن ہو تو میت کو تیمّم کرا دیا جائے۔ فقہاء نے فرمایا ہے کہ: خنثی مشکل اور وہ عورت جس کا سفر میں انتقال ہو جائے اور اس کے ساتھ کوئی دوسری عورت نہ ہو، اور وہ مرد جس کا سفر میں انتقال ہو جائے اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا مرد نہ ہو، ان کو تیمّم کرا دیا جائے۔

’’فأما الخنثی المشکل المراهق اذا مات ففيه اختلاف ، والظاهر انه ييمم ، واذا ماتت المرأة في السفر بين الرجال ييممها ذو رحم محرم منها ، وان لم يكن لف الاجنبي على يديه خرقة ثم ييممها ‘ وان كانت امة ييممها الاجنبي بغير ثوب ، وكذا اذا مات رجل بين النساء تيممه ذات رحم محرم منه أو زوجته أو أمته بغير ثوب و غيرهن بثوب ‘‘۔ (بحرالرائق ص ۳۰۵ ج ۲، (م: زکریا بکڈپو، دیوبند) کتاب الجنائز)

ایک قبر میں چند مردوں کو ایک ساتھ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال:...... ایک قبر میں چند مردوں کو ایک ساتھ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... ایک قبر میں ایک ہی نعش کو دفن کرنا چاہئے، البتہ عذر اور حالات کی وجہ سے ایک قبر میں چند مردوں کو ایک ساتھ دفن کرنا جائز ہے۔

’’عن عبد الرحمن بن كعب : انّ جابر بن عبد الله رضي الله عنهما : اخبره ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يَجْمَع بين الرّجُلَين من قَتْلٰى اُحد۔

(بخاری، باب دفن الرّجُلين والثلاثه في قبر واحد ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث: ۱۳۴۵)

’’شُكي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الجراحات يوم احد فقال: اِحفِروا وأوسِعوا ‘ وأحسنوا ‘ وادفِنُوا الاثنين والثلاثة في قبر واحد ، الخ۔

(ترمذی، باب ما جاء في دفن الشهداء ، ابواب الجهاد ، رقم الحديث: ۱۷۱۳)

''جاء ت الانصار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد فقالوا : اصابنا قرح و جهد ، فکیف تأمرنا ؟ قال : اِحفِروا واَوْسِعوا ، واجعلوا الرّجُلَین والثلاثة فی القبر ، الخ۔(ابوداؤد، باب فی تعمیق القبر ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۲۱۵)

''و لا یدفن اثنان أو ثلثة فی قبر واحد الا عند الحاجة .....و یجعل بین کل میتین حاجز من التراب ..... ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره''۔

(فتاوی عالمگیری ص۱۶۶ج۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ، الفصل السادس فی القبر و الدفن والنقل من مکان الی آخر ، کتاب الصلوة)

''و لا یدفن اثنان فی قبر الا لضرورة ، وهذا فی الابتداء ...... ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره ، الخ۔

(شامی ص۱۳۸ج۳، باب صلوة الجنازة ، مطلب : فی دفن المیت ،کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة۔فتح القدیر ص۱۰۲ج۲، فصل : باب الجنائز ، قبیل باب الشهید ، کتاب الصلوة۔بحر الرائق ص۳۳۹/۳۴۰ج۲، قبیل : باب صلوة الشهید ، کتاب الجنائز)

اگر حکومت تدفین پر پابندی لگائے تو کیا مردوں کو جلانا جائز ہے؟

سوال:......اگر حکومت تدفین پر پابندی لگائے تو کیا مردوں کو جلانا جائز ہے؟

جواب......اگر حکومت تدفین پر پابندی لگائے تو کیا مردوں کو جلانا جائز ہے؟ یہ مسئلہ قابل غور ہے،اسلام میں کسی مردے کو جلانا جائز نہیں، یہ انسانی تکریم کے خلاف ہے اور اس میں مردے کی توہین بھی ہے۔اس لئے حکومت سے مل کر اس پر حتی الامکان ہمیں اپنے مسلک کی ترجمانی کر کے دفن کرنے کی اجازت حاصل کرنے کی بھر پور کوشش کرنی چاہیے۔

''فتاوی دار العلوم'' میں ہے:

سوال:...... جذامی کونمک ڈال کر جلایا جائے یانہیں؟

جواب:...... یہ حکم شرعانہیں ہے، بلکہ مثل دیگر اموات اہل اسلام کے اس کو بھی دفن کیا جائے۔حاشیہ میں ہے: کسی مسلمان لاش کا جلانا درست نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص۲۷۵ ج ۵، کتاب الجنائز۔سوال نمبر:۳۰۶۴)

’’عن عائشة رضی الله عنها : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : کسرُ عظمِ المیّتِ ککسره حیّا‘‘۔

(ابوداوٗد، باب فی الحَفَّار یجدُ العَظْم هل یَتَنَکَّبُ ذلکَ المکان؟ ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۳۲۰۷۔ابن ماجہ، باب فی النهی عن کسر عظام المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۶۱۶)

ترجمہ:......میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ شخص کی ہڈی توڑنا۔

’’مؤطا‘‘ کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد بھی اسی طرح منقول ہے:

’’کسرُ عظمِ المسلم میتًا ککسره وهو حی‘‘۔

(مؤطا امام مالک، باب ما جاء فی الاختفاء وهو النبش ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۶۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

’’عن ابن مسعود رضی الله عنه قال: أذی المؤمن فی موته کأذاه فی حیاته‘‘۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳۲ ج ۷، ما قالوا فی سبّ الموتی وما کُره من ذلک ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۲۱۱۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مؤمن کو موت کے بعد ایذا دینا اس کی زندگی میں ایذا دینے کی طرح ہے۔

’’اصنعوا بمیتک کما تصنع بعروسک‘‘۔

’’افعلوا بمیتکم کما تفعلون بعروسکم‘‘۔

ترجمہ:......اپنے مردوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرو جس طرح تم اپنے دلہن کے ساتھ کرتے ہو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۶ ج۷، ما قالوا فیما یجزیء من غسل المیت کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۰۳۵۔ تلخیص الحبیر ص۲۱۸ ج۲، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۷۴۱)

’’والآدمی محترم بعد موته علی ما کان علیه فی حیاته ، فکما یحرم التداوی بشیء من الآدمی الحی اکراما له ، الخ‘‘۔

(شرح سیر الکبیر ص۹۰ ج۱ (وفی نسخة ص۱۲۸) باب دواء الجراحة)

اور آدمی موت کے بعد بھی اسی طرح محترم ہوتا ہے جس طرح زندگی میں محترم تھا، لہذا جس طرح زندہ آدمی کی کسی چیز سے اس کی تکریم کی وجہ سے علاج حرام ہے، الخ۔

اور حدیث شریف میں انسان کو جلانے کی ممانعت آئی ہے:

’’وانّ النار لا یُعذِّب بها الا الله‘‘۔

یعنی اللہ تعالی کے سوا کوئی آگ کا عذاب نہیں دے سکتا۔

(بخاری، باب لایعذِّب بعذاب الله ،کتاب الجهاد والسیر ، رقم الحدیث:۳۰۱۶)

ایک حدیث میں ہے کہ چیونٹیوں کے سوراخ کو جلا ہوا دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جلانے کا عذاب سوائے اللہ تعالی کے کسی کے لئے مناسب نہیں۔

’’عن عبد الرحمن بن عبد الله عن ابیه قال : کنّا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر ، فانطلق لحاجته ، فرأینا حُمَّرَةً معها فرخانِ ، فأخذنا فرخیُها ، فجاء ت الحُمَّرة ، فجعلَتْ تفرُش ، فجاء النبی صلی الله علیه وسلم فقال : من فَجّع هذه بولدها ؟ رُدّوا ولدها الیها ، ورأی قریةَ نملٍ قد حرَّقْناها فقال : من حرّق هذه ؟

قلنا : نحن ، قال : انه لا ینبغی ان یُعذِّب بالنّار الا ربُّ النّار ''۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے،آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، ہم لوگوں نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے،ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا، وہ چڑیا زمین پر آ کر اپنے پروں کو بچھانے لگی،اسی وقت آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اس چڑیا کو کس نے بے چین کیا کہ اس کا بچہ لے لیا؟ اس کو اس کا بچہ دے دو،اور آپ ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک سوراخ دیکھا جس کو ہم لوگوں نے جلا دیا تھا،آپ ﷺ نے فرمایا: اس سوراخ کو کس نے آگ لگائی ؟ ہم نے عرض کیا: ہم نے،آپ ﷺ نے فرمایا: آگ سے عذاب دینا آگ پیدا کرنے والے کے سوا کسی کے لئے درست نہیں۔

(ابوداوٗد، باب فی کراھیّۃ حرقِ العدوّ بالنّار ، کتاب الجھاد ، رقم الحدیث:۲۶۷۵)